ماہنامہ
دخترانِ اسلام
لاہور

فروری 2026ء

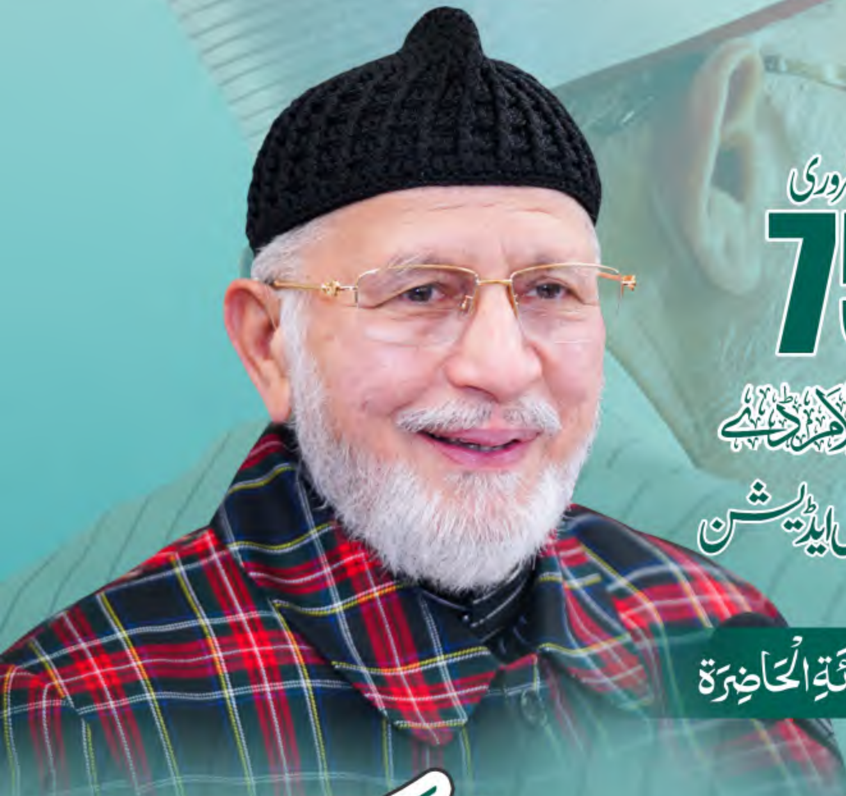

19 فروری

75th

شیخ الاسلام ڈے

سپیشل ایڈیشن

مُجَدِّدُ الْمِائَةِ الْحَاضِرَة

عالمگیر خدمت دین کا ایک مستند حوالہ

"AN AUTHENTIC AND TRUSTED VOICE OF ISLAM"

منہاج القرآن ویمن لیگ

شیخ الاسلام ڈے

تجھ کو جب دیدہ دیدار طلب نے ڈھونڈا
تاب خورشید میں خورشید کو پنہاں دیکھا
چشم عالم سے تو ہستی رہی مستور تری
اور عالم کو تری آنکھ نے عریاں دیکھا
حفظ اسرار کا فطرت کو ہے سودا ایسا
رازداں پھر نہ کرے گی کوئی ایسا پیدا

منہاج القرآن ویمن لیگ جرمنی

بسم الله الرحمن الرحيم

حمدِ باری تعالیٰ

خدا ہی کو زیبا ہیں سب خوبیاں
جو ہے پاک پروردگارِ جہاں

قیامت کے دن کا ہے مالک وہی
جو دے گا جزا سب کو اعمال کی

فقط ہم تجھے پوجتے ہیں خدا
تجھی سے مدد مانگتے ہیں سدا

دکھا ہم کو یا رب رہِ مستقیم
ہمیں راہِ حق پر چلا اے کریم

تو ان پاک لوگوں کا رستہ دکھا
کہ جن پر سدا فضل تیرا ہوا

نہ ان کا ہوا جن پہ نازل غضب
نہ گمراہوں کی رہ دکھا میرے رب

ہماری دعا کر قبول اے خدا
تیرے بن نہیں کوئی سنتا دعا

{حدید مرزا}

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

وہ آ گئے ہیں تو زندگی کا نظام آسان ہوگیا ہے
انہی کے صدقے میں آدمی آپ اپنی پہچان ہوگیا ہے

نہ کوئی کالا رہا نہ گورا، نہ کوئی ادنیٰ رہا نہ اعلیٰ
اضافتوں سے بلند و بالا وجودِ انسان ہوگیا ہے

جو ان سے منسوب ہوگئی ہے وہ بات ایمان بن گئی ہے
جو ان کے ہونٹوں پہ آگیا ہے، وہ لفظ قرآن ہوگیا ہے

برس گئے ہیں وہ زندگی پر حقیقتوں کا سحاب بن کر
ہم اپنی ہستی سمجھ گئے ہیں، خدا کا عرفان ہوگیا ہے

ہر آدمی ان کے واسطے سے زمین پر محترم ہوا ہے
وہ ایک بندہ جو لا مکاں میں خدا کا مہمان ہوگیا ہے

وجودِ ہستی کا ذرّہ ذرّہ انہی کا احسان مند ٹھہرا
وہ جن کا آنا فسانۂ دوجہاں کا عنوان ہوگیا ہے

یہ ان کی معجز نمائیاں ہیں! یہ ان کی عقد کشائیاں ہیں
کہ آج قلب و نظر کا ہر زاویہ مسلمان ہوگیا ہے

{حکیم سرو سہارنپوری}

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 33 شمارہ: 02 / شعبان/رمضان ۱۴۴۷ھ / فروری 2026ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
شناء وحید

مجلس مشاورت
لبنیٰ مشتاق، نوراللہ صدیقی
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل
مسز فریدہ سجاد، ڈاکٹر اقبال چشتی

رائٹرز فورم
ڈاکٹر نعیم انور نعمانی، حافظہ سحر عنبرین
سعدیہ کریم، سمیہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم
گرافکس
عبدالسلام - ساجد علی یوسف
فوٹوگرافی
قاضی محمود الاسلام

فہرس

خصوصی اشاعت

اداریہ: 75 برسوں پر محیط علمی و فکری مسافت	ایڈیٹر	08
رواں صدی کا نشانِ علم	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	11
شیخ الاسلام کے خطیبانہ تفردات	پروفیسر ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی	21
''یہ غازی، یہ تیرے پُراسرار بندے''	ڈاکٹر شاہدہ نعمانی	35
شیخ الاسلام: نابغۂ روزگار شخصیت	ڈاکٹر زیب النساء سرویا	40
قافلۂ اہلِ علم کے سرخیل	پروفیسر حمیرہ بھٹو	44
عصری چیلنجز کے حل میں شیخ الاسلام کا کردار	ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ	47
شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ صبر و شکر کی عملی تصویر	ڈاکٹر محمد اقبال چشتی	60

الہدایہ 2025ء: بیداریٔ شعور کا روشن مینار	عائشہ مبشر	66
شیخ الاسلام کی نئی کتب کی تقاریب رونمائی، احوال	حافظہ سحر عنبرین	76
دنیا بھر سے منہاج القرآن ویمن لیگ، خواتین نمائندگان کے پیغاماتِ عقیدت	منہاج القرآن ویمن لیگ	130
سیدی شیخ الاسلام والمسلمین محمد طاہرالقادری	محمد احمد الازہری	140
خواتین کی تربیت اور شیخ الاسلام کا کردار	پروفیسر ڈاکٹر فرخ سہیل	143
داعی الی الخیر	پروفیسر ڈاکٹر محمد فخرالحق نوری	147
چھوٹے دل، بڑی محبت	حنا فاطمہ (ایگرز)	150
خدمتِ دین واصلاحِ معاشرہ کے لیے عملی خدمات	محمد ابوبکر فیضی	156
مہ وستارہ سے آگے مقام ہے جس کا!	سمیہ اسلام	166
Voices of Youth: Inspired by Shaykh-Ul-Islam's Vision and Character	Rabia Shafaq	171

مجلّہ دخترانِ اسلام میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدلِ اشتراک

قیمت خصوصی شمارہ -/300 روپے

آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ 15 ڈالر

مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ 12 ڈالر

سالانہ خریداری -700 روپے

رابطہ ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور | فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

E-mail:sisters@minhaj.org

Visit us on: www.minhaj.info

خواب

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنھیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

تعبیر

6دسمبر 1943 کو کراچی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے 31ویں اجلاس سے خطاب کے دوران قائد اعظم نے فرمایا "-:وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں ، وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے ، وہ کون سا لنگر ہے جس پر امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ ، وہ چٹان ، وہ لنگر اللہ کی کتاب قرانِ کریم ہے۔ مجھے امید ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے ، قرآنِ مجید کی برکت سے ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک خدا ، ایک کتاب ، ایک رسول ، ایک امت "

اداریہ

75 برسوں پر محیط علمی و فکری مسافت

19 فروری 2026ء کو شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کی 75 ویں سالگرہ منائی جارہی ہے۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی پاکستان سمیت دنیا بھر میں شیخ الاسلام کی علمی و تحقیقی مساعی اور ایمان و کردار کی حفاظت کے ضمن میں اُن کی عملی خدمات کو مختلف فکری نشستوں اور سیمینارز کے ذریعے اجاگر کیا جارہا ہے۔ بلاشبہ اہلِ علم ہستیاں زمین پر اللہ کی نعمت خاص ہوتی ہیں، یہ وہ ہستیاں ہیں جو بھٹکی ہوئی انسانیت کو علم و شعور کے نور سے راستہ دکھاتی ہیں۔ شیخ الاسلام کی انسانی خدمت اور علمی و تحقیقی مساعی کی بہت ساری جہتیں ہیں اور انہوں نے دینی و دنیاوی علوم کی ہر شاخ کو اپنی محنت شاقہ سے برگ و بار کیا ہے اور تزکیہ نفس و علم نافع کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ جہاں تک محنت اور جُہد مسلسل کا تعلق ہے تو شیخ الاسلام اس ضمن میں ایک خوش بخت انسان ہیں کہ جنہیں اللہ نے دینی و سماجی علوم سے بہرہ مند بھی کیا اور پھر اِس علم کی ترویج و اشاعت اور اس کے فروغ کی محنت کے جذبہ اور توانائی سے بھی سرفراز کیا اور وہ اِس اعتبار سے بھی خوش قسمت انسان ہیں کہ اُن کی خدمات کو اُن کی زندگی میں ہی شرق و غرب میں پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور اہلِ علم شخصیات اُن کے علم و فضل کا کھلے دل و دماغ سے اعتراف بھی کرتی ہیں اور اِن کی تحقیقات سے استفادہ کا فخریہ اظہار بھی کرتی ہیں اور شیخ الاسلام نے گزشتہ چند دہائیوں میں دنیا کی عظیم جامعات اور علمی شخصیات کی توجہ حاصل کی ہے اور تحقیق و تدوین کے علمی کلچر کو از سر نو زندہ کیا ہے۔ آج یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، مشرق وسطیٰ اور ایشیا کی نامور یونیورسٹیوں میں آپ کی تجدیدی خدمات اور امن بیانیے کو بے حد سراہا جارہا ہے اور اُن کی ہمہ جہت تجدیدی اور اجتہادی فکر پر بی ایس، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر اعلیٰ پایہ کے مقالہ جات لکھے جارہے ہیں۔

انیسویں صدی کے اواخر اور اکیسویں صدی کے ابتدائی عشروں میں اگر کسی علمی و فکری شخصیت نے دینی روایت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے علم، تحقیق، کردار اور امن کے پیغام کو

عالمی سطح پر مؤثر انداز میں پیش کیا تو اُن میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ کا نام نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔اس وقت دنیا اپنی نوعیت کے حیرت انگیز سیاسی، سماجی، فکری انتشار اور انتہا پسندی و دہشت گردی کے چیلنجز سے دوچار ہے۔ شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ نے ان مسائل کا حل بھی اپنی تصانیف میں دیا ہے جن میں فتنہ الخوارج کے رد میں لکھی گئی اُن کی شہرہ آفاق کتاب نمایاں ہے۔آپ نے حال ہی میں حضور نبی اکرم ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ پر "الروض الباسم من خلق النبی الخاتم" انسائیکلوپیڈیا تالیف فرمایا ہے، اس انسائیکلوپیڈیا میں بھی انسانیت کو درپیش مسائل کا حل موجود ہے۔

اہلِ علم ہمیشہ سے اقوام کی فکری رہنمائی کا **فریضہ** سرانجام دیتے آئے ہیں۔تاریخ گواہ ہے کہ جب معاشرے فکری اندھیروں میں گم ہو جاتے ہیں تو یہی علمائے حق ہوتے ہیں جو چراغِ علم و حکمت جلا کر انسانیت کو راستہ دکھاتے ہیں۔ شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ بھی اُنہی خوش نصیب ہستیوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم نافع، بصیرتِ فکر اور استقامتِ کردار سے نوازا۔اُن کی شخصیت محض ایک دینی محقق یا ایک بلند پایہ مصنف تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ ایک عہد ساز مفکر، محقق، مصلح اور امن کے عالمی سفیر کے طور پر اپنی عالمی شناخت رکھتے ہیں۔

شیخ الاسلام کی علمی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ انہوں نے دینی اور دنیاوی علوم کے درمیان حائل مصنوعی فکری دیواروں کو منہدم کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے، ان مساعی میں خواتین کی تعلیم و تربیت اور اُن کے سماجی وقار کی بحالی سرفہرست ہے۔ شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ نے قرآن و سُنت، حدیث، فقہ، اصول، سیرت اور تصوف جیسے خالص دینی علوم کے ساتھ ساتھ سماجیات، قانون، سیاست، معاشیات جیسے عصری موضوعات پر ان کی گرفت اُن کی ہمہ جہت علمی شخصیت کا ثبوت ہے۔یہی وجہ ہے کہ اُن کی تحریریں اور خطابات صرف مدارس یا مساجد تک محدود نہیں رہے بلکہ جامعات، تحقیقی اداروں اور عالمی فکری فورمز تک رسائی حاصل کر چکے ہیں۔

شیخ الاسلام کی فکری سنگت میں رہنے والے ہزارہا طلبا و طالبات کی تربیت ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کی کوئی اور مثال نہیں ملتی، شیخ الاسلام نئی نسل کو لکھنا، بولنا، پڑھنا اور امور زندگی کو انجام دینے کا ویژن مہیا کر رہے ہیں۔

محنت، جُہد مسلسل اور مقصد سے وابستگی شیخ الاسلام کی زندگی کا وہ نمایاں وصف ہے جو انہیں معاصر تحاریک اور اہلِ علم سے ممتاز کرتا ہے۔ہزاروں لیکچرز، سینکڑوں کتب، درجنوں انسائیکلوپیڈیاز اور سینکڑوں تحقیقی مقالات اس بات کا عملی ثبوت ہیں کہ علم ان کے لیے محض ایک شعبہ نہیں بلکہ ایک مسلسل عبادت

ہے۔ علم کو انہوں نے نہ صرف حاصل کیا بلکہ اسے عام فہم، قابلِ عمل اور معاشرتی اصلاح کا ذریعہ بھی بنایا۔ یہی ،،علم نافع،، کا وہ تصور ہے جس پر وہ دہائیوں سے زور دیتے آرہے ہیں۔

عصرِ حاضر میں جب مذہب کو شدت پسندی اور تشدد کے ساتھ جوڑنے کی کوششیں کی گئیں تو شیخ الاسلام نے دلیل، تحقیق اور استدلال کے ساتھ اسلام کے اصل چہرے کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ دہشت گردی کے خلاف ان کا تاریخی اور مدلل فتویٰ ہو یا عالمی سطح پر امن، بین المذاہب ہم آہنگی اور انسانی احترام کے موضوعات پر ان کی کاوشیں، یہ سب اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ محض نظریاتی نہیں بلکہ عملی سطح پر بھی امن کے داعی ہیں۔ برطانیہ، یورپ، امریکہ، آسٹریلیا، مشرقِ وسطیٰ اور ایشیا کے علمی حلقوں میں اُن کے امن بیانیے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

یہ ایک غیر معمولی اعزاز ہے کہ کسی عالم کی خدمات کو اُس کی زندگی ہی میں عالمی سطح پر پذیرائی حاصل ہو۔ دنیا کی نامور جامعات میں شیخ الاسلام کی فکر، تجدیدی کاوشوں اور اجتہادی خدمات پر بی ایس، ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مقالہ جات لکھے جا رہے ہیں۔ یہ صرف فردِ واحد کی کامیابی نہیں بلکہ اسلامی فکر کی اُس روایت کی فتح ہے جو علم، دلیل اور اعتدال پر یقین رکھتی ہے۔ اہلِ علم شخصیات کا کھلے دل سے اُن کے علم و فضل کا اعتراف کرنا بھی اسی حقیقت کی دلیل ہے۔

شیخ الاسلام کی شخصیت کا ایک اور قابلِ ذکر پہلو اُن کا تنظیمی اور ادارہ جاتی وژن ہے۔ انہوں نے علم کو افراد تک محدود رکھنے کے بجائے اداروں کے ذریعے منظم کیا، نوجوان نسل کی فکری و اخلاقی تربیت کو اپنی ترجیحات میں سرفہرست رکھا اور ایک ایسا علمی و فکری ماحول تشکیل دیا جس میں تحقیق، برداشت اور خدمتِ انسانیت کو بنیادی قدر کی حیثیت حاصل ہے۔ یہی ادارہ جاتی سوچ کسی بھی فکر کو دوام بخشتی ہے۔

75 برس کی یہ علمی و فکری مسافت دراصل آنے والی نسلوں کے لیے ایک روشن مثال ہے۔ یہ سالگرہ محض ایک ایونٹ نہیں بلکہ اس بات کا موقع ہے کہ ہم علم، کردار، محنت اور اخلاص کی اُن اقدار کو یاد کریں جو شیخ الاسلام کی زندگی کا خلاصہ ہیں۔ آج مسلم دنیا کو فکری قیادت، اعتدال پسند بیانیے اور مضبوط علمی بنیادوں کی شدید ضرورت ہے، شیخ الاسلام کی خدمات ہمیں یہ سبق دیتی ہیں کہ علم اگر خلوص، محنت اور انسان دوستی کے ساتھ جڑ جائے تو وہ سرحدوں کا محتاج نہیں رہتا۔

بلاشبہ شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کی 75ویں سالگرہ اس عزم کی تجدید کا دن ہے کہ علم کو محض الفاظ نہیں بلکہ عمل، اصلاح اور امن کا ذریعہ بنایا جائے۔ یہی اُن کا پیغام ہے اور یہی اُن کی زندگی کا حاصل۔

(ایڈیٹر: دخترانِ اسلام)

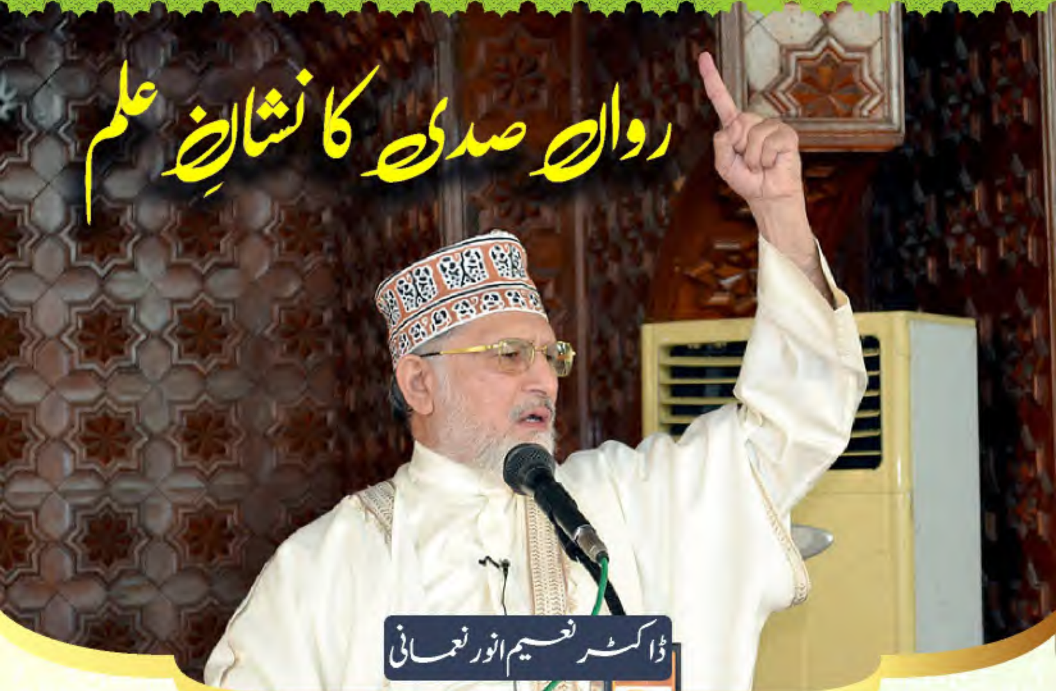

رواں صدی کا نشانِ علم

ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

موجودہ صدی علم و سائنس کی صدی ہے اور یہ جدید ایجادات اور ٹیکنالوجی سے معمور ہے۔ اس صدی میں جب تہذیبی ٹکراؤ، فکری انتشار اور الحادی فتنوں اور اسلاموفوبیا کے مصنوعی پروپیگنڈہ نے علمی دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا تو ایسے وقت میں جس شخصیت نے اسلام کی اصل روح کو معتدل، معیاری اور بین الاقوامی علمی زبان میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اُن میں سے سب سے نمایاں نام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ہے۔

علمی دنیا کا معتبر نام

عصرِ حاضر میں علمی اور فکری دنیا کا ایک معتبر اور ایک مستند نام شیخ الاسلام کا ہے۔ وہ نہ صرف اسلام کے دینی، فکری اور تحقیقی ورثے کے امین ہیں بلکہ عالمی سطح پر اسلام کی علمی عظمت کے ترجمان بھی ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو موجودہ صدی میں ''نشانِ علم'' قرار دینا یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے بلکہ حقیقت کا اظہار ہے اور اُن کے اس عصری اعزاز، نشانِ علم پر اُن کا تحریری مواد اور اُن کی بے شمار تصانیف خود گواہ و شاہد ہیں۔ اب تک اُن کی زبان و قلم سے ایک ہزار کتب کا مواد مختلف صورتوں میں ظہور پذیر ہو چکا ہے۔ انھوں نے اسلام کے ہر موضوع پر مدلل بولا بھی ہے اور محقق لکھا بھی ہے۔ اُن کی زبان و قلم نے قرآن کے معارف کو بھی بیان کیا ہے اور حدیثِ رسول ﷺ کے

اسرار و رموز کو بھی آشکار کیا ہے اور اُنھوں نے علمِ فقہ کے اجتہادی اور عصری مسائل کا بھی جامع اور قابل عمل حل دیا ہے اور انھوں نے امت کو اسلام کے قرونِ اولی کے زندہ تصوف کے ساتھ بھی جوڑا ہے اور وہ تصوف جو انسانی احوال کو ایک انقلاب آشنا کردار سے آراستہ کرتا ہے۔ انھوں نے اسلامی قانون کی عملیت، دائمیت اور واقعیت کو بھی عیاں کیا ہے اور ہر زمانے کے لیے اس کے قابل عمل ہونے کو ثابت کیا ہے۔ انھوں نے اسلام کے اصل تصورِ سیاست کو رسول اللہ ﷺ کے مدنی دور اور عہدِ خلافت راشدہؓ کے تناظر میں زندہ کیا ہے۔

انھوں نے ملکی و قومی معیشت کو بھی کردار و سیرت الرسول ﷺ کے حوالے سے تمام انسانی معاشی مسائل کے حل کا ضابطہ و قاعدہ قرار دیا ہے۔

رواں صدی کا نشانِ علم

شیخ الاسلام رواں صدی میں علم کا بہت بڑا نشان اُس وقت بھی ہمارے سامنے ظاہر ہوتے ہیں جب وہ ہزاروں احادیث کی تحقیق و تخریج کرتے ہیں۔ عامۃ الناس اور علماء کے سامنے ہر نشست و مجلس میں مستند اور معتبر احادیث پیش کرتے ہیں۔ عصری مسائل کے حل کے لیے ایک منہج و اسلوب دیتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں عالمی سطح پر شیخ الاسلام نے اسلام کے پیغام کو ساری دنیا کے سامنے اور بالخصوص مغربی دنیا کے سامنے بہت زیادہ اعتدال، امن اور علم کے روشن چہرے کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اسلام کو آج کے دور کا دین ثابت کرنے میں اُن کا کردار بڑا ہی کلیدی ہے۔ انھوں نے سینکڑوں صفحات پر مشتمل دہشت گردی کے خلاف فتویٰ جاری کر کے اسلام کے پرُامن چہرے کی بڑی خوبصورتی کے ساتھ حفاظت اور مدافعت کی ہے۔ اُن کا یہ فتویٰ ساری اسلامی دنیا کی طرف سے اہلِ مغرب کو ایک خوبصورت علمی و تحقیقی جواب ہے جس کا ہر ہر لفظ اسلام کے پُرامن چہرے اور اس کے پیغام محبت اور ہر انسان کی اصلاح اور فلاح کے تصور کو اجاگر کرتا ہے۔

بین المذاہب اسلام کے فروغ کا منہج

شیخ الاسلام نے مغربی دنیا میں بین المذاہب رواداری کو بہت زیادہ فروغ دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں غیر مسلم انسان بڑی تعداد میں اسلام کی طرف راغب ہوئے ہیں اور بے شمار اسلام کے دامن سے وابستہ ہوئے ہیں اور یوں عالمی سطح پر انھوں نے بین المذاہب رواداری اور مکالمے پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور قومی سطح پر انھوں نے تمام مسالک اور دینی جماعتوں کے درمیان مذہبی رواداری کی ہمیشہ بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ اس تصور نے اسلام کو اندرونی اور بیرونی دونوں سطح پر بہت زیادہ مضبوط کیا ہے۔ شیخ

الاسلام کے لیکچرز اور اُن کی قلم کے شاہپارے مغربی اور یورپی نوجوانوں کو بڑی تعداد میں اپنی طرف متوجہ کررہے ہیں۔

اسلام کی روحانی عظمت کا تعارف شیخ الاسلام نے اخلاق، محبت اور خدمتِ خلق اور صفائی قلب و باطن سے کرایا ہے۔ انھوں نے ہر مسلمان کے لیے نفس کی اصلاح کو لازمی قرار دیا ہے۔ انھوں نے معاشرے کے استحکام کو باہمی محبت اور حسن معاشرت کے ساتھ لازم کیا ہے۔

تقریر و تحریر کا آفتابِ جہاں

شیخ الاسلام کی تقریر اور تحریر دونوں ایک جداگانہ رنگ اور ایک منفرد اسلوب رکھتی ہیں۔ وہ عصرِ حاضر میں اپنے اسلوب خطابت میں ایک آفتاب جہاں کی مثل ہیں۔ اُن کے اسلوب خطابت نے اپنوں اور غیروں کو بیک وقت متاثر کیا ہے۔ انھوں نے اپنے منفرد انداز خطابت سے ہر موضوع کو واضحیت دی ہے، اُن کی خطابت کے ایک ایک لفظ میں قرآن کا نور نظر آتا ہے۔ اُن کی ہر دلیل قرآن و سنت سے مزین ہوتی ہے، وہ عقل و دل کو قائل کرنے والے دلائل بڑی سہولت اور بڑی روانی سے دیتے چلے جاتے ہیں۔ اُن کی خطابت میں علم تصوف کی لطافت اور علم فلسفے کی گہرائی اور علم عصر کی جدت نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے۔ یہ تو اُن کی خطابت کا حال ہے جبکہ اُن کی تحریر کی شان یہ ہے کہ اس کا ایک ایک جملہ فصاحت و بلاغت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ وہ تحریر جہاں علمی گہرائی کا احاطہ کرتی ہے۔ وہیں علمی، فکری، روحانی اور جذباتی تاثیر کے ذریعے قاری کو اپنا ہمنوا بنا لیتی ہے۔

شیخ الاسلام اور نوجوان نسل

شیخ الاسلام کا ایک سب سے بڑا اور امتیازی تفرد یہ بھی ہے کہ انھوں نے اپنی خطابت اور اپنی تحریر کے ذریعے نوجوان نسل کو بڑی تعداد میں نہ صرف قائل کیا ہے بلکہ اُن کو اپنا رفیق سفر بنایا ہے اور اپنی ہر آواز پر اُن کو اپنا ہمنوا بنایا ہے۔ اپنی فکر اور اپنے مشن سے ایسا اُن کو جوڑا ہے کہ وہ دنیا کے ہر ایک جوڑ کو توڑ سکتے ہیں مگر تحریک و مشن کے ساتھ اپنے جوڑ کو آخری سانس تک نبھانے کے لیے اپنے تن من دھن کی بازی لگا دیتے ہیں۔ ایسے سرمست اور ایسے سرفروش، ایسے جانثار اور ایسے عقیدتمند نوجوان اور افرادی قوت کا اثاثہ کم ہی تنظیموں اور تحریکوں کو میسر آتا ہے۔

شیخ الاسلام کی نوجوان نسل کے ساتھ ڈیلنگ بہت ہی منفرد ہے۔ عصرِ حاضر کا نوجوان ہر لمحہ سوچتا ہے خود سے سوال کرتا ہے۔ دوسروں سے سوال پوچھتا ہے اور اپنے سوال کا اطمینان بخش جواب چاہتا

ہے۔ وہ سوال کے جواب کو شخصیت کے بھاری تعارف سے نہیں مانتا بلکہ جواب کو عقل و منطق کے میزان پر تول کر جانتا ہے اور مانتا ہے۔

شیخ الاسلام نے نوجوانوں کو کڑے سے کڑے اور انتہائی سخت اور بہت ہی تلخ و ترش اور تنقید سے بھرپور اور معمور سوالات کرنے پر اُن کو جھڑکا نہیں ہے اور ان کے سوالات پر ناراضگی کا اظہار کبھی نہیں کیا ہے بلکہ اُن کے سوالات پر ان کی خوب حوصلہ افزائی کی ہے اور ان کو ایسا جواب دیا ہے کہ جس جواب نے نہ صرف ان کے دل و ذہن کو مطمئن کیا ہے بلکہ ان کی روح کو بھی سرشاری اور ایمان کی تازگی کی کیفیت دی ہے۔ نوجوانوں کو اپنے سوالوں کا اتنا بھرپور اور اتنا مدلل اور اس قدر دل و جان میں سما جانے والا جواب ہی اُن کے بے پناہ اطمینان اور بے حد سکون کا باعث ہوا ہے۔ اسی اطمینان کی وجہ سے وہ شیخ الاسلام کی قیادت پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام کا اصل پیغام

شیخ الاسلام نے اسلام اور اس کی تعلیمات کو نوجوان نسل کے سامنے اس طرح پیش کیا ہے کہ اسلام ہر گز شدت پسندی کا نام نہیں ہے۔ اسلام تو سراسر محبت کا نام ہے۔ اسلام جمود کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ اسلام سراسر تحرک کا نام ہے، اسلام علم کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ علم اور اسلام باہم لازم و ملزوم ہیں۔ اسی طرح اسلام کا دوسرا تعارف محبت ہے محبت اللہ سے اور محبت رسول اللہ ﷺ سے اور محبت اللہ کی ساری خلق سے، محبت، جانِ ایمان ہے۔ اسلام کا ایک اور تعارف توازن و اعتدال ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں توازن ضروری ہے۔ زندگی کے ہر رشتے میں توازن لازمی ہے، زندگی کی ہر قدر میں اعتدال ہی اس قدر پر اظہار تشکر ہے۔

اسلام کا ایک اور تعارف یہ ہے کہ یہ انسانیت کا مذہب ہے، یہ اسلام انسانوں میں انسانیت کو پسند کرتا ہے۔ اسلام اور انسانیت لازم و ملزوم ہیں، جہاں انسانیت ہے وہاں اسلام ہے اور جہاں اسلام ہے وہاں انسانیت ہے۔ رواں صدی کے فکری بحران میں شیخ الاسلام کا وجود ایک آفتاب کی مانند ہے۔ شیخ الاسلام کا علمی و فکری کردار نسلِ نو کے لیے نہ صرف ایک علمی ورثہ ہے بلکہ دین کو سمجھنے کے لیے ایک روشن طریق اور ایک واضح راستہ بھی ہے۔

شیخ الاسلام اور تبلیغ اسلام

شیخ الاسلام اس صدی کی وہ نمایاں عالمی شخصیت ہیں جنھوں نے اسلام کی عالمی شناخت کو سائنٹیفک، علمی، تحقیقی اور مدلل بنیاد فراہم کی ہے۔ ان کی سب سے بڑی کامیابی اور بڑا کارنامہ یہ

ہے کہ انھوں نے دنیا کے سامنے اسلام کی حقیقی تصویر پیش کی ہے۔ وہ اسلام جو دین امن ہے وہ اسلام جو دین عدل ہے، وہ اسلام جو دین رواداری ہے اور وہ اسلام جو انسانی احترام کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور وہ اسلام جو اپنے ہر ماننے والے کو تکریم انسانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ ان کے ان ہی تصورات اسلام نے ان کو ہر مسلمان کے دل میں عزت و عظمت بخشی ہے۔ انھوں نے دنیا کے سامنے اسلام کے پرامن اور معتدل گلوبل بیانیہ کو رکھا ہے۔ ساری دنیا میں وہ انٹر نیشنل اسلامک نیریٹو میں ہی قائد تسلیم کیے گئے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف ان کے فتویٰ نے اسلام کو امن کا دین اور محبت کا دین ثابت کیا ہے۔ ان کی تصانیف اور ان کا اسلوب تحریر موضوعات کا بہت زیادہ تنوع رکھتا ہے، وہ اپنی تحریر کو تحقیق کے وسیع میدان سے متعارف کراتے ہیں اور اپنی تحریر کو حوالہ جات کی کثرت سے معمور کرتے ہیں اور ان کی تحریر میں دلائل عقلی اور منطقی ترتیب سے وارد ہوتے ہیں۔ وہ اپنی تحریر کے ذریعے قاری کو رفتہ رفتہ اپنا ہمنوا بناتے چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک موضوع کو پڑھنے والا نہ صرف اس موضوع کا قائل ہو جاتا ہے بلکہ ان کے دلائل کی بنا پر اس موضوع کا زبردست مبلغ بھی ہو جاتا ہے۔

شیخ الاسلام کی منفرد انہ جہات

انھوں نے عصر حاضر میں قرآن حکیم کی سائنسی تفسیر بھی کی ہے۔ انھوں نے قرآن کو جدید اذہان کے سوالات کے ساتھ جوڑ کر بھی پیش کیا ہے۔ انھوں نے قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث رسول ﷺ کو بھی نوجوان نسل کے لیے قابل فہم اور مدلل اسلوب میں پیش کیا ہے۔ ان کی گفتگو اور ان کی تقریر بھی تحریر کی طرح بے شمار خوبیوں سے آراستہ و مزین ہے، وہ اپنی ہر تقریر کو علمی معیار پر قائم رکھتے ہیں اور اپنی ہر تقریر کو بھرپور علمی استدلال پر استوار کرتے ہیں ساتھ ہی ساتھ وہ اپنی ہر تقریر کو روحانی رقت اور باطنی لطافت سے بھی مزین کرتے ہیں۔ وہ عربی خطیبوں کی طرح فصاحت و بلاغت سے مملو کلام کرتے ہیں اور وہ فارسی صوفیا کی طرح اپنی گفتگو کو لطیفانہ پیرائے اور ادبی و روحانی رنگ میں رنگتے ہیں۔ ان کے خطبات و محاضرات علم بلاغت کی عملی مثالیں ہیں۔ ان کی تقریر اور تحریر کو دنیا بھر کے سکالرز خواہ وہ عرب ہوں یا ترک ہوں یا افریقی ہوں یا یورپی ہوں سب نے ان دونوں کو معتدل قرار دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے دلائل اور اسلوب کی بنا پر ان کی تقریر و تحریر کو ماڈرن بھی تسلیم کیا ہے۔ ان کے سارے تقریری اور تحریری کام نے عصرِ حاضر میں اسلامی فکر کی تجدید کی مضبوط بنیاد رکھی ہے۔

شیخ الاسلام کا اسلوبِ ابلاغِ اسلام

ہر دور تیزی سے بدلتا ہوا دور ہے۔ اس بنا پر ضرورت اس امر کی تھی کہ اسلام کو اس تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں فکری اعتماد اور تہذیبی وقار اور علمی عظمت کے اسلوب میں پیش کیا جائے۔ شیخ الاسلام نے اسلام کو اس اسلوب میں پیش کرنے کے حوالے سے اولیت کا درجہ پایا ہے۔ اس لیے وہ بجا طور پر اس دور میں اسلام کے علم زندہ کا نشان ہیں اور اسلام کی عظمت کی شان ہیں۔ اسی بنا پر انھوں نے سنت و حدیث میں تجدیدی کارنامہ یہ انجام دیا ہے کہ حدیث و سنت کو انھوں نے پوری تحقیق، مکمل تخریج اور کامل تصحیح کے ساتھ پیش کیا ہے۔ انھوں نے اصول فقہ اور مقاصد شریعت کو اسلامی قانون کی جدید تعبیر اور کامل تشریح کے اسلوب میں پیش کیا ہے۔

جدید ذہن اور شیخ الاسلام

عصرِ حاضر میں شیخ الاسلام کو یہ طرہ امتیاز حاصل ہے کہ انھوں نے جدید اذہان کے مطابق اسلام کو پیش کیا ہے۔ بلاشبہ آج کا جدید ذہن ہر بات پر دلیل مانگتا ہے۔ شیخ الاسلام نے دین کی ہر بات کو دلیل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ انھوں نے دین کی بات کو دلیل کی قوت، منطق کی طاقت اور تحقیق کی قوت کے ساتھ بھی مزین کیا ہے۔ اس لیے ان کا ہر بیانیہ اسلام اپنے اندر یہ تین صفات رکھتا ہے۔

1.Logical coherence

2. Philosophical clarity

4. Evidence-based reasoning

شیخ الاسلام نے جدید فلسفے کے بڑے بڑے چیلنجز کو اپنی تقریر اور تحریر کا موضوع بنایا ہے، انھوں نے اپنے متعدد خطابات کے ذریعے وجود باری تعالیٰ کو دلائل قرآنی اور دلائل سائنسی سے ثابت کیا ہے۔ انھوں نے اخلاق کی مضبوط عقلی بنیادوں کو واضح کیا ہے۔ انھوں نے انسانی آزادی کی حقیقت کو عیاں کیا ہے۔ اسلام کے حوالے سے جو بھی عصری چیلنج آیا ہے انھوں نے اس کا بھی مضبوط دلائل اور واضح موقف کے ساتھ دفاع کیا ہے اور بھرپور قائل کرنے والی زبان اور دلائل پر مائل کھڑے ہوئے ہیں اور اس کو مضبوط کرنے والی قلم کے ساتھ اسلام کی حقانیت کو واضح کیا ہے۔

افراد کی تیاری اور شیخ الاسلام

شیخ الاسلام نے افراد سازی کے حوالے سے بڑا نمایاں، منفرد اور ممتاز کام کیا ہے۔ انھوں نے اپنے مشن سے وابستہ افراد کو اعلیٰ انسانی کردار اپنانے کے لیے تیار کیا ہے۔ تحریک سے جڑے ہر فرد کے خلق کو تحمل و برداشت سے آراستہ کیا ہے اور ان کے مزاج کو اعتدال و توازن والا بنایا ہے اور ان میں سے ہر ایک کو علم راسخ کا حامل بنایا ہے اور تمام رفقاء و وابستگان کو اخلاق حسنہ سے مزین ہونے کی خوب تربیت دی ہے۔

اسلام کا عصری بیانیہ

شیخ الاسلام نے آج ساری دنیا کو بھرپور علمی دلائل کے ساتھ آگاہ کیا ہے کہ اسلام دہشت کا دین ہر گز ہر گز نہیں ہے بلکہ اسلام سراسر دینِ رحمت ہے۔ اسلام میں جہاد ظلم بپا کرنے کے لیے ہر گز نہیں ہے بلکہ اسلام جہاد کے ذریعے ظلم کا خاتمہ کرتا ہے۔ اسلام میں قانون شریعت ہر گز ہر گز جبر کا نام نہیں ہے بلکہ احکامِ شریعت انسانی عدل اور انسانی مساوات کا آئینہ دار ہے اور اسلام میں نظامِ خلافت خاندانی تسلط اور سیاسی جبر کا نام نہیں ہے بلکہ یہ اخلاقی نظام اور اعلیٰ انسانی انتظام کا نام ہے۔

اسلام کے ہر شعبے کی فعالیت اور شیخ الاسلام

شیخ الاسلام کا ایک اور تجدیدی و اجتہادی کام یہ ہے کہ انھوں نے اسلام کے کسی بھی شعبے کو معطل نہیں ہونے دیا ہے۔ جس جس شعبے پر زمانے کی گرد پڑی ہے جس شعبے میں بھی افراط آیا ہے اور اس میں جو تفریط ہوئی ہے اس کی انھوں نے بڑی جامع اصلاح کی ہے۔ اسلام کے اس شعبے کو اپنی اصل کی طرف لوٹاتے ہوئے انھوں نے اس کو بحال کیا ہے۔ اسلام کا روشن، تابدار اور نتیجہ خیز شعبہ، سلوک و تصوف ہے۔ اس شعبے کا نام لیوا بعض طبقات اور بعض حاملین نے اپنی بد سلوکی کی بنا پر اس شعبے کو بدنام کر دیا۔ اس کو بدعات سے معمور اور شریعت سے دور کیا اور اس نہایت اہم شعبے کو اپنی عقیدت کے ساتھ منجمد کر لیا اور اخلاق حسنہ سے اس کو دور کر دیا۔ نیز اسے اپنی خواہشوں کا مرکز و محور بنالیا، خدا پرستی کی بجائے اس کو اپنی ذات پرستی پر قائم کر دیا۔ محبت رسول ﷺ کی بجائے، اسے اپنی ذات کے حصار میں محدود کر دیا، اس شعبے کا تعلق روح انسان سے کاٹ دیا۔ اسے دید حق سے کاٹ کر دید نفس میں جکڑ دیا۔

عصر حاضر میں اس شعبے کو لاحق اس عصری چیلنج کو بھی شیخ الاسلام نے قبول کیا، جب ظاہری خرافات کی بناپر ہر کوئی اس کا انکار کر رہا تھا تو شیخ الاسلام نے علم تصوف و سلوک کو اس کی اصل یعنی قرآن و سنت کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ جس کی بنیادیں عہدِ رسالتمآب ﷺ اور عہدِ صحابہؓ میں ہمیں نظر آتی ہیں۔ تصوف کے حاملین اور اس کے ماننے والوں کو اصحابِ صفہ کے کردار میں اپنے کردار کی تشکیل کی فکر دی ہے۔ شیخ الاسلام نے علم تصوف و سلوک کو بدعات سے پاک کیا ہے۔ اس شعبے کو شریعت اسلامی کے مکمل تابع کیا ہے اور اس شعبے کا مرکز و محور اللہ کی محبت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو قرار دیا ہے اور اس کے حاملین کو اخلاق و محبت اور انسانی فلاح و خدمت کا پیکرِ مجسم بنایا ہے۔ علم، تصوف و سلوک کے اس تعارف نے نوجوان نسل کو جوق در جوق اس راہ کا مسافر بنایا ہے۔

علم و شعور سے وابستگی قومی مسائل کا حل

شیخ الاسلام کا ایک اور بڑا کارنامہ تجدیدی و اجتہادی فکر اپنی قوم مسلم اور بالخصوص پاکستانی قوم کو دینا ہے۔ اس قوم کے سب مسائل کا حل خواہ وہ مسائل اس کے سیاسی ہوں یا اس کے مذہبی مسائل ہوں اور قومی مسائل کے باب میں جو چیز بھی اس کو درپیش ہے، اس کا حل صرف اور صرف اس قوم کو علم اور شعور سے آراستہ کرنے میں ہے۔ شیخ الاسلام نے اپنی مذہبی جدوجہد اور سیاسی جدوجہد میں یکساں طور پر یہ محسوس کیا ہے کہ جب تک اس قوم کو مضبوط علم اور پختہ شعور سے آراستہ نہ کیا جائے، اس وقت تک اس قوم کے نہ مذہبی مسائل حل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی اس کے سیاسی مسائل کا کوئی حل سامنے آسکتا ہے۔ وہ اپنی مذہبی جدوجہد اور سیاسی جدوجہد میں قوم کے جملہ مسائل کو حل کرنے کے لیے تعلیم و شعور کو مسلسل اور مستقل اپنی جدوجہد کا حصہ بنا رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ منہاج القرآن کا تعارف پوری قوم اور ساری دنیا کے سامنے مضبوط علم، صائب فکر اور اعلیٰ شعور کے ساتھ ہی ہوا ہے۔ شیخ الاسلام نے اس قوم کو علم سے جوڑنے کے لیے عوامی مراکز علم اور ہر سطح پر تعلیمی اداروں کا قیام، بے شمار اسکولز اور کالجز کے نیٹ ورک اور بیداری شعور کی مہمات اور اب ملک بھر میں مراکزِ علم کا بڑی تعداد میں قیام، علم و شعور سے مضبوطی سے جوڑنے کے لیے ہی ہے۔

شیخ الاسلام اپنی فکر میں قوم کے مسائل کو اندھیرے کی مانند جانتے ہیں، اس اندھیرے کا حل وہ چراغ علم کی صورت میں دیکھتے ہیں قومی مسائل کے اندھیرے کو قومی سطح پر علم کے بے شمار چراغ جلا کر اس کو دور کر سکتے ہیں پھر انھوں نے اس علم کو گہرے شعور کے ساتھ جوڑ کر امت اور قوم کو اپنے مسائل کے حل کے لیے صراط مستقیم پر گامزن کر دیا ہے۔

خلاصہ کلام

شیخ الاسلام کا تعارف عصرِ حاضر میں علم و شعور کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ گویا علم و شعور کا نام شیخ الاسلام ہے اور خود شیخ الاسلام کا نام علم و شعور ہے، اس عمومی تعارف کے بعد اپنے اجتماعی تعارف میں وہ دین اسلام کے گہرے فہم کا نام رکھنے والے ہیں۔ وہ مضبوط اور راسخ علم کا حوالہ ہیں، وہ اپنی تقریر و تحریر کو دلائل سے مزین کرنے والے ہیں، وہ اسلام کو جدید ذہن کے سانچے میں سمجھانے والے ہیں، وہ اپنی گفتگو اور اپنے کلام کے الفاظ سے انسانی دلوں کو روشن کرنے والے ہیں اور وہ ہزاروں صفحات کا علمی و تحقیقی خزانہ اسلام کے مختلف موضوعات پر دینے والے ہیں۔ وہ قوم کا اعلیٰ اخلاق بنانے والے ہیں اور قوم کو کردار احسن کا عملی ثبوت دینے والے ہیں۔ وہ اپنے وجود میں اسلام کی عالمی اور عملی شناخت کے ترجمان ہیں۔

وہ اس صدی میں اسلام کے علمی اور روحانی امتیاز کی علامت ہیں، وہ اسلام کے علمی سرمائے اور بین الاقوامی کردار اور اسلامی تشخص کی زندہ علامت ہیں۔ عصر حاضر میں وہ اسلام کا روشن ستارہ ہیں۔ وہ اسلام کی فکری وحدت، مذہبی رواداری اور روحانی وقار کی نشانی ہیں۔ اُن کی زبان دور جدید میں اسلام کی دلیل ہے اور ان کی قلم عصر رواں میں اجتہاد و تجدید کی علامت ہے۔ ان کا علمی استدلال ذہنوں اور دلوں کا فاتح ہے۔ ان کا عقلی و منطقی ربط اور تسلسل فکر و عقیدے کی آبیاری ہے۔ ان کی روحانی صداقت دلوں کا اطمینان ہے۔ ان کی ادبی لطافت ذہنوں کا سرور ہے۔ وہ عصر حاضر کی فکری دھند میں ایک درخشاں ستارے کی مانند ہیں اور ایک تاباں مینارہ نور کی طرح ہیں۔ انھوں عصر رواں میں اسلام کو اس طرح انسانوں کے سامنے پیش کیا ہے کہ اس کو ماضی کا بوجھ نہیں بنایا ہے بلکہ اسے شاندار ماضی کا اثاثہ بنایا ہے اور اس کو حال کی شکستگی نہیں بنایا ہے بلکہ موجودہ حال کو سنوارنے کا بہت بڑا اور موثر ذریعہ بنایا ہے اور اسلام کو مستقبل کی سراسر ایک امید بنایا ہے اور ایک روشن آس بنایا ہے۔ قوم کی نجات اور کامیابی کا واحد ایک آسرا اور ایک سہارا بنایا ہے۔

اسلام کے موضوع پر شیخ الاسلام کی ہر گفتگو اور ہر تقریر عقل و ذہن کو بھی تڑپاتی ہے اور باطن و روح کو بھی رولاتی ہے۔ وہ روایت اور تجدید کے درمیان ایک ہم آہنگ پل کا کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ روایت کے بھی امین ہیں وہ ایسی Classical scholarship رکھتے ہیں جو اصول فقہ کی گہرائی کو بھی خوب سمجھتی ہے جو حدیث کی باریکیوں کو بھی اچھی طرح جانتی ہے جو تفسیر کو بھی وقت نظر سے پرکھتی ہے۔ جو سیرت کے تاریخی شعور کا بھی احاطہ کرتی ہے جو تصوف کو بھی قد افلح من زکھا کے

رنگ میں رنگتی ہے۔ وہ اپنی ذات میں بھرپور Modern Intellectual relevane تجدیدیت کی حامل شخصیت بھی ہیں۔ ان کی شخصیت عصر حاضر میں جدید و قدیم تصورات، احکام اور علم کے باب میں ایک Intellectual Brige-Builder کی بھی ہے۔

شیخ الاسلام عصر حاضر میں اسلام کی تعلیمات کے باب میں ساری دنیا میں انسانیت پروری کے مبلغ ہیں، امن عالم کے داعی ہیں، اخلاق حسنہ کے حقیقی طلبگار ہیں اور علم راسخ کے عظیم عالمی رہبر ہیں، وہ جدید دنیا میں اسلام کے Intellectual Diplomat بن کر سامنے آئے ہیں۔ وہ ایسی شخصیت ہیں جو جدید دنیا کی زبان کو خوب سمجھتی ہے۔ نیز اسی تناظر میں اسلام کو اس کی روح کے ساتھ کل عالم کے سامنے پیش کرنے والی ہے۔ شیخ الاسلام نے اسلام کو عصر حاضر میں الزام نہیں بلکہ دلیل کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اسلام کو مناظرے کے ذریعے نہیں بلکہ مکالمے کے ساتھ پیش کیا ہے۔

انھوں نے اسلام کو شدت کے ساتھ نہیں بلکہ وسطیت کے تصور کے ساتھ پیش کیا ہے۔ انھوں نے اسلام کو تفرقہ بازی کے ذریعے نہیں بلکہ وحدت نسل انسانی و محبت مسلم کے آفاقی تصور کے ساتھ پیش کیا ہے۔ یہ موضوع بہت طویل ہے اس کو چند سطور و صفحات میں سمیٹنا بڑا ہی مشکل ہے۔ اس موضوع کو نظم کی زبان میں بیان کرتے ہوئے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

یہ جو ہر دور کے سوالوں کا جواب رکھتا ہے
وہ علم دین کا اک زندہ نصاب رکھتا ہے
روایتوں کو نئی عقل کا ہنر دے کر
وہ اجتہاد کو وقتوں کا جواب رکھتا ہے
کتاب و سنت کی روح کو سمجھانے میں
وہ عقل و دل کا عجب ارتباط رکھتا ہے
وہ عالمی شعور میں دین کی پہچان بنا
یہی سبب ہے کہ ہر دل میں وقار رکھتا ہے
یہ قادری ہے فقط شخص کا نہیں نام
یہ ایک عہد ہے، علم کا اعتبار رکھتا ہے

شیخ الاسلام کے خطیبانہ تفردات

محرر: پروفیسر ڈاکٹر فیض اللہ بغدادی
(سربراہ شعبۂ عربی، فریدِ ملتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ)

فنِ خطابت کی اہمیت و ناگزیریت

'خطابت' ایک ایسا سحر آفریں اور موثر القلوب اُسلوبِ بیان ہے جس سے لوگوں کی رائے کو بدلا اور اُنہیں اپنا ہمنوا بنایا جاسکتا ہے۔ یہ فن لوگوں کے خیالات کو بدلنے، قیادت کرنے اور اپنے مقاصد و خیالات کو مؤثر طریقے سے دوسروں تک پہنچانے کا ایک طاقتور ذریعہ ہے۔ منصبِ قیادت پر فائز افراد میں اس صلاحیت کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کرنے والی اہم صفات میں سب سے نمایاں صفت بھی یہی قوتِ نطق و بیان ہے۔ یہی قوت انسان کے باطن کی ترجمان، اس کے افکار کی عکاس اور اس کے جذبات کی غماز ہے۔ اظہارِ خیال کا یہی ہنر جب فکری نظم، ادبی حسن اور معنوی مقصدیت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے تو وہ خطابت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ خطابت محض الفاظ کی ترتیب نہیں بلکہ افکار کی ترسیل، اذہان کی تعمیر اور قلوب کی تسخیر کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ انسانی سُخن و بیان کو حُسنِ ازل قرار دیتے ہوئے حضرتِ اقبالؒ نے فرمایا:

حُسنِ ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے
انساں میں وہ سخن ہے، غنچے میں وہ چٹک ہے

(بانگِ درا، جگنو: ۹۵)

ایک عبقری اور نابغۂ روزگار شخصیت کی خطابت نے ہمیشہ معاشروں کی فکری تشکیل، سماجی بیداری اور تہذیبی ارتقا میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ اقوام کی

تقدیر بدلنے والی تحریکیں اور فکری انقلابات اکثر کسی خطیب کی صدائے دلبری سے جنم لیتے رہے ہیں۔ قانون، سیاست، تعلیم، اخلاق اور اجتماعی شعور کی تشکیل میں خطابت ایک ایسا زندہ اور متحرک وسیلہ ہے جو تحریر کے مقابلے میں زیادہ سریع، گہرا اور دیرپا اثر رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر عہد میں خطابت کو قیادت اور رہنمائی کا طاقتور ہتھیار سمجھا گیا ہے۔ اسی سحر آفرینی کو قلندرِ لاہوری نے یوں بیان کیا ہے:

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارا

(بانگِ درا، خطاب بہ جوانانِ اسلام: ۱۹۱)

قرآن اور حسنِ بیان کی اہمیت

اسلامی تناظر میں خطابت کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے، کیونکہ اسلام ایک دعوتی، اصلاحی اور ابلاغی دین ہے۔ قرآنِ حکیم نے انسان کو شرفِ بیان عطا کر کے دعوت و ہدایت کے لیے زبان کو بنیادی وسیلہ قرار دیا، جیسا کہ ارشاد ہوا:

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ۔ عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ۔ (الرحمن، 55/3۔4)

’اُسی نے انسان کو پیدا فرمایاO اسی نے اِسے بیان سکھایاO‘ تخلیقِ انسانی کا ذکر کر کے معاً بعد اُس کی صفتِ بیان کا ذکر کر کے اللہ رب العزت نے یہ واضح فرما دیا کہ زبان و بیان کا یہ وصف انسان کی انفرادی خصوصیت ہے۔

حضرتِ انسان کو یہ خصوصیت اِس لیے بھی عطا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اِسے اپنی دعوتِ توحید کا ذریعہ بنانا تھا، یوں انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ شروع ہوا، تو جہاں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں دیگر فضائل سے نوازا، وہیں اُنہیں حسنِ بیان اور خطابت کی اضافی صلاحیت سے بھی نوازا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بابت فرمایا:

وَّاٰتَيۡنٰهُ الۡحِكۡمَةَ وَفَصۡلَ الۡخِطَابِ۔ (ص، 38/20)

’’اور ہم نے انہیں حکمت و دانائی اور فیصلہ کن اندازِ خطاب عطا کیا تھا O‘‘

رسالتِ محمدی ﷺ کا بنیادی فریضہ بھی تبلیغ، تبیین اور دعوت تھا، اور یہ تینوں فرائض خطابت کے بغیر نامکمل ہیں۔ خطبۂ جمعہ، خطبۂ عیدین، خطبۂ حجۃ الوداع اور دیگر مواقع پر حضور نبی اکرم ﷺ کی خطابت اس حقیقت کی روشن دلیل ہے کہ اسلام میں خطابت محض ایک فن نہیں بلکہ ایک دینی ذمہ

داری ہے۔ اسی ذمہ دارانہ حسنِ خطابت کے وصف کی وجہ سے حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ سے اپنے بھائی حضرت ہارون کو طلب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

وَأَخِي هٰرُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِيٓ إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ۔

(القصص، 34/28)

"اور میرے بھائی ہارون (علیہ السلام)، وہ زبان میں مجھ سے زیادہ فصیح ہیں سو انہیں میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج دے کہ وہ میری تصدیق کر سکیں میں اس بات سے (بھی) ڈرتا ہوں کہ (وہ) لوگ مجھے جھٹلائیں گے O"

اسلامی تاریخ میں انبیاء کرام علیہم السلام سے لے کر صحابۂ کرام، تابعین، ائمہ، صلحاء اور مصلحین تک، سب نے خطابت کو دعوت، اصلاح اور تعلیم کا بنیادی ذریعہ بنایا۔ عقائد کی تصحیح، اخلاق کی تعمیر، معاشرتی بگاڑ کی اصلاح اور فکری انحراف کے سدِّباب میں منبر و محراب کا ہمیشہ مرکزی کردار رہا ہے۔ جس کے باعث مسجد محض عبادت گاہ نہیں رہی بلکہ فکری و تہذیبی تربیت کا مرکز بن گئی۔

خطابت میں فرقہ وارانہ اُسلوب وبیان سے اجتناب

تاہم خطابت کی یہ عظمت اسی وقت برقرار رہ سکتی ہے جب وہ علم، اخلاص، تحقیق اور اخلاقی ذمہ داری کے اصولوں پر قائم ہو۔ غیر ذمہ دارانہ، جذباتی اور فرقہ وارانہ خطابت نے جہاں معاشروں کو نقصان پہنچایا، وہیں باوقار، مدلل اور اصلاحی خطابت نے دلوں کو جوڑا اور امت کو وحدت کی راہ دکھائی۔ اسی پس منظر میں عصرِ حاضر میں ایسی خطابت کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے جو علم سے مزین، تحقیق سے مضبوط، اسلوب میں متوازن اور مقصد میں خیرِ عامہ کی امین ہو۔ فرقہ وارانہ خطابت سے اجتناب کی تلقین کرتے ہوئے حکیم الامت علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں:

وا نہ کرنا فرقہ بندی کے لیے اپنی زباں
چُھپ کے ہے بیٹھا ہوا ہنگامۂ محشر یہاں
وصل کے اسباب پیدا ہوں تری تحریر سے
دیکھ! کوئی دل نہ دُکھ جائے تری تقریر سے
محفلِ نَو میں پرانی داستانوں کو نہ چھیڑ
رنگ پر جو اَب نہ آئیں اُن فسانوں کو نہ چھیڑ

(بانگِ درا، سید کی لوحِ تُربت: ٦٤)

پروفیسر ڈاکٹر حسن محی الدین قادری

چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل

سالارِ قافلہ اہل حق

شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کی 75 ویں سالگرہ پاکستان سمیت دنیا بھر کی تنظیمات منا رہی ہیں اور اس بات پر مسرت کا اظہار کر رہی ہیں کہ شیخ الاسلام توفیق خاص اور نعلین پاک کے تصدق سے شب و روز علم و عرفان کے موتی نچھاور کرنے میں مصروف ہیں اور کرۂ ارض کے تمام براعظموں میں آباد اہل حق ان کی تعلیمات سے مستفید ہو رہے ہیں۔ درج ذیل ایک پیرا گراف میں شیخ الاسلام کی تعلیمات کا جوہر ملتا ہے اور وہ فرماتے ہیں ”اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی رضا کے لئے آئین و قانون کی پاسداری کرتے ہوئے اپنی جدو جہد کو جاری رکھیں، اس میں کوئی پریشانی، مایوسی، تذبذب اور شک و شبہ نہ آنے پائے یقین پر قائم رہنا ہی ہماری فتح اور کامیابی ہے، جو لوگ حق پر لڑے، حق پر مرے، حق پر رہے، یقین متزلزل نہ ہوا، دلوں میں شک نہ آیا اور استقامت کا پہاڑ بنے رہے وہ ہمیشہ سے فتح یاب تھے، فتح یاب ہیں تا حشر فتح یاب رہیں گے۔ اگر حوصلے قائم ہوں اور حق کی جدو جہد جاری رہے تو شکست کبھی قریب نہیں آسکتی اور اللہ تعالیٰ اخروی کامیابیوں کے ساتھ ساتھ دنیوی فتح بھی ہمارا مقدر بنائے گا۔ انشاء اللہ“۔ مذکورہ بالا تعلیمات میں ایمانی زندگی کا فلسفہ پیش کر دیا گیا۔ اللہ رب العزت ہمیں عمل کرنے اور آگے بڑھنے کی توفیقات سے نوازے۔

75th Quaid DAY

پروفیسر ڈاکٹر حُسین محیّ الدّین قادری

صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل

انسان کی وجہ فضیلت شعور و علم ہے

اسلام میں حصول علم اور تحقیق و جستجو کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، انسان کی دیگر مخلوقِ کائنات سے وجہ فضیلت کا بنیادی عنصر علم اور شعور ہے، اسی کی بدولت نوع انسانی کو اشرف المخلوقات کے ٹائٹل سے نوازا گیا ہے، اہلِ اسلام کی گزشتہ چند دہائیاں علم وعمل اور تحقیق و جستجو کے اعتبار سے بیگانگی میں گزریں اور ہنوز علمی زوال کا یہ سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں جاری ہے، شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ رواں صدی کی وہ جامع الکمالات ہستی ہیں جنہوں نے اُمہ کے زوال کو کمال میں بدلنے کے لئے دین متین کی ہر علمی و روحانی جہت کو نمایاں کیا اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات کو اپنا موضوع سخن بنایا اور قرآن وسُنت کی فکر کو عمل کے قالب میں ڈھالنے کے لئے پاکستان سمیت دنیا بھر میں انسٹی ٹیوشنز قائم کئے، ان تعلیمی و روحانی مراکزِ علم سے لاکھوں، کروڑوں تشنگانِ علم وعرفان سیراب ہو رہے ہیں، شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کی سالگرہ پر دنیا بھر کے کارکنان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کے لئے سالگرہ کے اس موقع پر بہترین تحفہ یہ ہے کہ اُن کی تصانیف کو پڑھا جائے اور اُن کے خطابات کو بار بار سنا جائے، اُن کی کتب اور خطابات کا ہر حرف زندگی کو بدل دینے والی فکر سے مزین و مرصع ہیں۔

شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کی 75 ویں سالگرہ اور ایک عہد

ہمارے درمیان شیخ الاسلام کی موجودگی ایک عظیم نعمت ہے، یہ ہمارے لئے ایک اعزاز ہے کہ ہم شیخ الاسلام کے عہد میں جی رہے ہیں اور یہ نعمت ہمیں اللہ کے فضل اور نعلین پاک کے تصدق سے میسر ہے، شیخ الاسلام علم کا ایک سمندر اور حکمت کا بحرِ بیکراں اور عقل وفہم کی صدا ہیں۔ جن احباب کو بلوواسطہ یا بلاواسطہ شیخ الاسلام کی علمی وروحانی سنگتوں کا شرف حاصل ہے اُن پر لازم ہے کہ وہ شیخ الاسلام کی تعلیمات پر عمل کر کے اپنی زندگیوں کو مصطفوی سیرت وکردار کے قالب میں ڈھالیں اور پھر داعئ دین بن کر مصطفوی معاشرہ کی تشکیل کے پیغام کو عام کریں، جب ہم شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں اُن کی ذات علم وعرفان کا مخزن نظر آتی ہے، یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ شیخ الاسلام کا اپنے خاندان، رفقائے کار متبعین، محبین، کارکنان، وابستگان سے تعلق اور نسبت کی قوتِ محرکہ عشقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، یہ ایک ایسی نسبت ہے جو اس دنیا میں بھی تعلق کو معتبر اور باوقار بناتی ہے اور آخرت میں بھی یہ نسبت خیر اور بھلائی کا سبب بنے گی، ان شاءاللہ۔ چونکہ اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ میرے اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دوستیاں کرنے والے اور خالصتاً میری خاطر ترک تعلقات کرنے والے میری بخشش اور میرے انعامات کے مستحق ٹھہریں گے۔ الحمدللہ شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کی ہم 75 ویں سالگرہ منا رہے ہیں، اس موقع پر ہمیں اپنے آپ سے یہ عہد کرنا ہے کہ جس طرح شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اسلام، علم اور انسانیت کی خدمت میں بسر کیا ہمیں بھی اسی نہج پر اپنی زندگی بسر کرنے کی سعی کرنا ہوگی۔

خرم نواز گنڈا پور

ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن

علم اور امن کی ایک توانا آواز

میری زندگی کی گزشتہ ایک دہائی شیخ الاسلام کی سنگت اور صحبت میں گزری اور میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی کے یہ خوبصورت ترین ماہ و سال ہیں، ہر دن، ہر ماہ اور ہر سال شیخ الاسلام سے کچھ نہ کچھ سیکھتا رہا، میں سمجھتا ہوں کہ شیخ الاسلام جیسی ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں، یہ اللہ کے وہ چنیدہ نفوس ہوتے ہیں جو اللہ کے دین کو زندہ کرتے ہیں اور مایوسی اور بے یقینی کے اندھیروں میں ایک اُمید اور آس بن جاتے ہیں، ہم اپنی زندگیوں میں بہت سارے بحران دیکھتے اور المیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں، میری زندگی کا سب سے بڑا المیہ دہشت گردی ہے، ہزار ہا خاندان اجڑ گئے لیکن 2010ء تک بالخصوص دہشت گردی کے محرکات اور اس کے سدباب کا کوئی سنجیدہ بیانیہ اور اقدام نظر نہیں آیا اور پھر 2010ء میں شیخ الاسلام نے خودکش دھماکوں اور دہشت گردوں کے خلاف ایک جامع فتویٰ دیا اور مایوسی کے اندھیروں میں بھٹکنے والی انسانیت کو امن کی روشنی نظر آئی، شیخ الاسلام کا امن بیانیہ درحقیقت اسلام کا بیانیہ ہے، باعمل اہلِ علم ہی درحقیقت اللہ کے وہ انعام یافتہ بندے ہوتے ہیں جو انسانوں کی زندگیاں بدل دیتے ہیں، میں شیخ الاسلام کی 75ویں سالگرہ کے موقع پر دنیا بھر کے کارکنان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت ہمارے سروں پر شیخ الاسلام کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔

لیفٹننٹ کرنل (ر) محمد خالد جاوید

(گروپ ہیڈ، منہاج القرآن ویمن لیگ)

مجددِ دوراں اور حقوقِ نسواں کے پاسبان

اس سال ماہ فروری میں ہم ایک ایسی نابغہِ روزگار ہستی کا 75واں یومِ ولادت (پلیٹینم جوبلی) منا رہے ہیں جنہوں نے موجودہ صدی میں دینِ مبین کی تجدید کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے خواتین کو ان کا کھویا ہوا دینی و سماجی وقار لوٹایا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ذاتِ گرامی امتِ مسلمہ بالخصوص خواتین کے لیے اللہ رب العزت کا انمول تحفہ ہے۔ میں یہ بات فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ شیخ الاسلام نے خواتین کے شعور کی بیداری اور تعلیم و تربیت کے لیے جو فکری بنیادیں فراہم کیں، وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ نے خواتین کو چاردیواری کے تقدس کے ساتھ ساتھ سوسائٹی کا ایک فعال اور تعمیری حصہ بنایا۔ ماہنامہ دخترانِ اسلام محض ایک ماہنامہ اور مجلہ ہی نہیں بلکہ اسی فکر کا نقیب ہے جو سیدہ کائنات علیہا السلام کی سیرت کی روشنی میں نسلِ نو کی آبیاری کر رہا ہے۔ میں آپ سب کو شیخ الاسلام ڈے کی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور آج ہم تجدیدِ عہد کریں کہ ہم قائدِ محترم کے ویژن کی روشنی میں مصطفوی مشن کے فروغ کے لیے اپنی جدوجہد کو مزید تیز کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قائد کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ہمیں ان کے مشن کا حقیقی پاسبان بنائے۔ (آمین)

زمانے نے تاریخ کے دامن میں خطابت کے بے شمار شہسوار دیکھے۔ خَطِیبُ الْأَنْبِیَاءِ حضرت شعیب علیہ السلام سے لے کر حضور نبی اکرم ﷺ تک، خطابت ہمیشہ ہدایت، اصلاح اور انقلاب کا ذریعہ رہی۔ آپ ﷺ افصح العرب والعجم اور اولین و آخرین کے خطیب قرار پائے، اور آپ کے دامن سے خطابت کو شرف و وقار نصیب ہوا۔ بعد ازاں مسلم خطباء نے ہر دور میں اس روایت کو آگے بڑھایا۔ اسی طرح برصغیر میں فنِ خطابت کی ایک طویل اور امیر تاریخ ہے، جو مذہبی، سیاسی اور سماجی تحریکوں کا ایک لازمی جزو رہی ہے، اس خطے نے اس فن کے کئی شہسوار پیدا کیے ہیں۔ لیکن عہدِ حاضر میں ڈاکٹر فریدالدین کے کاشانے میں آنکھ کھولنے والی اس عہد ساز ہستی نے خطابت کی نئی تاریخ رقم کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے فنِ خطابت کو ثریا سے ہم کنار کر دیا اور اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا کی عملی تفسیر بن کر سامنے آئے۔

المختصر یہ کہ مجدد المائۃ الحاضرہ حضور شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ نے جب دعوتِ دین اور اصلاحِ احوالِ اُمت کے لیے اپنی جدوجہد کا آغاز کیا تو اُس کا بنیادی ذریعہ اُن کا فنِ خطابت ہی بنا۔ آپ نے جس دور میں میدانِ خطابت میں قدم رکھا، اس زمانے میں خطابت کا عمومی انداز نہایت روایتی، محدود اور جمود کا شکار تھا۔ بیشتر خطباء رٹے رٹائے خطبات پر اکتفا کرتے؛ سال کے بارہ مہینوں کے لیے

چند تقاریر تیار کر لی جاتیں اور پورا سال انہی کو دہرایا جاتا۔ خطاب میں مخصوص طرز لگا کر اشعار یا نثر پڑھنا کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا، اور جو اس فن سے ناآشنا ہوتا، اس کا خطاب سامعین کی سماعتوں پر نہایت گراں گزرتا۔ مزید یہ کہ خطابت کا بڑا حصہ فرقہ وارانہ دفاع اور مخالف مسلک کی تردید پر مشتمل ہوتا۔ جب تک تقریر میں مخالفین کو بھرپور انداز میں لتاڑا نہ جاتا، اسے مکمل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اسی ماحول میں مناظروں کا بھی زور تھا، جہاں علمی استدلال سے زیادہ مسلکی جوش غالب رہتا، اور سامعین اکثر جذباتی محاذ آرائی پر آمادہ نظر آتے۔

یہ پس منظر اس لیے بیان کرنا ضروری ہے تاکہ یہ حقیقت واضح ہو سکے کہ شیخ الاسلام نے کس فکری، سماجی اور تبلیغی و دعوتی ماحول میں مصطفوی مشن کے فروغ کے لیے خطابت کا آغاز فرمایا اور اِس فن پر بھی طاری جمود کو توڑا اور اس کی اِصلاح کرتے ہوئے اِسے دعوتِ دین کا مؤثر ذریعہ بنا دیا۔

شیخ الاسلام اور صنعتِ خطابت میں فکری انقلاب

ایسے ماحول میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے نہ صرف اپنی علمی و فکری صلاحیتوں کا لوہا منوایا بلکہ ملکِ عزیز میں خطابت کو ایک نیا فکری اور اسلوبی رخ عطا کیا۔ آپ نے خطابت کے روایتی پیمانوں کو یکسر بدل دیا۔ نہ گلا پھاڑنا ضروری رہا، نہ طرز لگانا کامیابی کی علامت ٹھہرا؛ نہ موضوعات کی یکسانیت باقی رہی، نہ فرقہ وارانہ خطابت کو قبولِ عام حاصل رہا۔

آپ کی تقاریر نے سامعین کے ذوق کو بدل دیا۔ عوام نے محض جوش نہیں بلکہ علمیت کا مطالبہ کرنا شروع کیا، اور خطباء سے تحقیق، حوالہ جات اور فکری استدلال کی توقع رکھی جانے لگی۔ زبانی خطابت کی جگہ میز پر مستند کتب رکھ کر حوالہ کے ساتھ گفتگو کامیابی کی علامت بن گئی۔ یوں لاحاصل مناظرے دم توڑنے لگے اور منبر و محراب سے دشنام طرازی کا رواج ماند پڑنے لگا۔ بلاشبہ اس فکری انقلاب کا سہرا شیخ الاسلام ہی کے سر جاتا ہے۔

شیخ الاسلام کے خطیبانہ تفردات

عصرِ حاضر کے خطیب بے بدل حضور شیخ الاسلام کی خطابت محض اظہارِ خیال نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر فکری و فنی نظام ہے، جس کے اندر کئی ایسے امتیازی اوصاف مجتمع ہیں جو انہیں اپنے عہد کے خطباء میں ممتاز اور منفرد مقام عطا کرتے ہیں۔ یہ تفردات محض انفرادی خوبیاں نہیں بلکہ ایک مربوط دبستانِ خطابت کی تشکیل کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم آپ کی دل نشیں خطابت کے چند نمایاں تفردات کا ذکر

کرتے ہیں، جن کے ذریعے قارئین کے لیے آپ کی خطابت اور فنِ گویائی کی عظمت اور اثر پذیری کو سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

1۔ موضوعاتی تنوع: وسعتِ علم کا آئینہ

آپ کی خطابت کا سب سے نمایاں اور بنیادی وصف موضوعاتی تنوع ہے۔ یہ تنوع محض موضوعات کی کثرت نہیں بلکہ ہر موضوع پر گرفت، درک اور گہرائی کا نام ہے۔ آپ کی خطابت میں قرآنیات، تفسیریات، حدیث و اصولِ حدیث، اعتقادیات، فقہ و اصولِ فقہ، اخلاقیات، روحانیات، سیرت، تاریخ، فلسفہ، سائنس، قانون، سیاست اور عصری مسائل اس طرح باہم پیوست نظر آتے ہیں کہ کوئی موضوع اجنبی محسوس نہیں ہوتا۔

اکثر علما کا کوئی نہ کوئی مخصوص علمی ذوق ہوتا ہے، جس میں وہ خصوصی مہارت رکھتے ہیں اور اسی دائرے میں وہ عمدہ طور پر لکھ اور بول سکتے ہیں؛ لیکن جب اس مخصوص موضوع سے ہٹ کر گفتگو کی نوبت آئے تو بسا اوقات وہ اس کا حق ادا نہیں کر پاتے۔ اس کے برعکس حضور شیخ الاسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ امتیازی وصف عطا فرمایا ہے کہ ہر موضوع اُن کے لیے گویا ایک free zone بن جاتا ہے، اور وہ جس موضوع پر بھی خطاب فرماتے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہی ان کا اصل اختصاص ہے۔ ہر عنوان ایک نئے زاویۂ نگاہ کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ جس گوشۂ علم پر لب کشا ہوتے ہیں وہ ایک بحرِ مواج بن جاتا ہے، اور اہلِ فن انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ یہ تنوع آپ کے وسیع مطالعہ، وسعتِ نظری اور فکری جامعیت کا روشن اور بین ثبوت ہے، اور یہی وصف آپ کے حلقۂ سامعین کو غیر معمولی وسعت عطا کرتا ہے۔

2۔ کمالِ نظم: فکری ترتیب کا شاہکار

ڈاکٹر طاہر القادری کی خطابت میں محض ربط نہیں بلکہ کمالِ ربط پایا جاتا ہے۔ آپ کی گفتگو ایک مربوط فکری نظم کے تحت آگے بڑھتی ہے، جس میں ہر نکتہ اپنے محل پر آتا ہے اور ہر دلیل اپنے مقام پر بیٹھتی ہے۔ نہ آغاز میں ابہام ہوتا ہے، نہ اختتام میں انتشار۔ بلاشبہ اس کے پسِ پشت ہر خطاب کے لیے کثرتِ مطالعہ کارفرما ہوتا ہے؛ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہر خطاب سے قبل مکمل تیاری اور بھرپور ہوم ورک ہی آپ کے خطاب کو نقطۂ کمال تک پہنچا دیتا ہے۔

آپ کا اسلوب تدریجی ہے؛ سامع قدم بہ قدم علم و فکر کی منازل طے کرتا ہے۔ سادہ سے دقیق کی طرف سفر اتنی سہولت کے ساتھ ہوتا ہے کہ مبتدی بھی دقائقِ علم سے مانوس ہو جاتا ہے۔ یہ نظمِ تکلم دراصل نظمِ فکر اور نظمِ شخصیت کا آئینہ دار ہے، اور یہی وصف آپ کو تاریخِ خطابت میں ایک ممتاز مقام عطا کرتا ہے۔

3۔ادبیانہ حسن: زبان وبیان کی جمالیات

ادبیانہ حسن وزیبائی آپ کی خطابت میں ایک مستقل قدر کی حیثیت رکھتی ہے۔ الفاظ کے انتخاب میں شائستگی، تراکیب میں موزونیت، اور جملوں میں روانی پائی جاتی ہے۔ عربی وفارسی تراکیب کا استعمال نہ تصنع کا شائبہ رکھتا ہے، نہ ثقالت پیدا کرتا ہے، بلکہ معنی میں وقار اور اظہار میں لطافت پیدا کرتا ہے۔

بقول شاعر مشرق:

مثلِ خورشیدِ سَحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ و آزادہ، معانی میں دقیق

(ضربِ کلیم، مردِ بزرگ: ۱۴۱)

استعارات، تشبیہات اور تمثیلات محض آرائش نہیں بلکہ فکر کے ابلاغ کا ذریعہ بنتی ہیں۔ زبان میں نغمگی ہے، بیان میں ایجاز ہے، اور تخیل میں رفعت۔ یہی ادبیانہ جمال خطابت کو محض تقریر نہیں بلکہ ایک فکری وادبی تجربہ بنادیتا ہے۔

4۔ برمحل اور موزوں گفتگو: ایک خطیب کا نمایاں وصف

معروضی حالات کے مطابق برجستہ وشستہ گفتگو کرنا کسی بھی خطیب کا نمایاں وصف ہوتا ہے۔ آپ کی خطابت کا ایک نمایاں اور اعلیٰ وصف یہ ہے کہ آپ موقع و محل کی کامل رعایت کے ساتھ گفتگو فرماتے ہیں۔ جس طرح کی مجلس اور ماحول ہو، آپ کی گفتگو بھی بعینہ اسی کے مطابق ہوتی ہے؛ خالص علمی ماحول ہو تو علمی رنگ غالب ہوتا ہے، روحانی فضا ہو تو کلام روحٖ پرور بن جاتا ہے، اصلاحی وتربیتی موقع ہو تو انداز ناصحانہ اور مؤثر ہوتا ہے، سیاسی مناسبت ہو تو گفتگو حقائق پر مبنی اور بصیرت افروز ہوتی ہے، اور اگر غیر رسمی نشست ہو تو اس میں سلاست اور بے تکلفی نمایاں ہوتی ہے۔ الغرض! موقع و محل کو پیشِ نظر رکھ کر گفتگو کرنا آپ کا امتیازی وصف اور خاصۂ خطابت ہے۔ حکیم الامت حضرتِ اقبال نے حالات وزمانہ کی رعایت سے متعلق کتنی خوبصورت بات کی ہے کہ:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

(ضربِ کلیم، مومن: ۵۸)

دوسرے مقام پر کسی قائد کی اسی حکمت ودانائی کو یوں بیان فرمایا ہے:

اے رہروِ فرزانہ! رستے میں اگر تیرے
گلشن ہے تو شبنم ہو، صحرا ہے تو طوفاں ہو

(بانگِ درا، غزلیات: ۲۹۶)

5۔ صوتی آہنگ: آواز کی معنویت

آپ کی آواز محض صوت و صدا نہیں بلکہ گہرے معارف و معانی کی حامل آواز ہے۔ لہجوں کا تنوع، صوتی آہنگ اور موضوع کے مطابق صوتی زیر و بم سامع پر گہرا اثر چھوڑتا ہے۔ علمی موضوعات میں وقار اور ٹھہراؤ، فکری مباحث میں دھیما مگر اثر انگیز انداز، اصلاحی گفتگو میں شفقت اور نرمی یہ سب آپ کی صوتی مہارت کا حصہ ہیں۔

کہیں آواز بادلوں کی گھن گرج بن جاتی ہے، کہیں شبنم کی طرح دل پر اترتی ہے، اور کہیں جراح کے نشتر کی مانند دل کی گہرائیوں تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی صوتی تنوع آپ کی خطابت کو زندہ اور متحرک رکھتا ہے کہ آپ کے سامعین گھنٹوں یکساں توجہ اور انہماک سے آپ کو سماعت کرتے ہیں اور قطعاً اُکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتے۔ ایسے ہی دل آویز خطاب کی بابت اقبال فرماتے ہیں:

نرم دمِ گُفتگو، گرم دمِ جُستجو

رزم ہو یا بزم ہو، پاک دل و پاک باز

(بالِ جبریل، مسجد قُرطبہ: ۹۵)

6۔ ابلاغِ عام: علمی رفعت سے عوام تک کا سفر

بہت سے خطباء علم کی بلندیوں تک تو پہنچ جاتے ہیں، مگر عوام تک نہیں پہنچ پاتے۔ ڈاکٹر طاہر القادری کا امتیاز یہ ہے کہ وہ بلند ترین علمی مباحث کو بھی اس اسلوب میں بیان کرتے ہیں کہ ہر سطح کا سامع مستفید ہوتا ہے۔ نیز اپنے سامعین کے ذوق، فہم اور علمی سطح کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ گویا آپ ہر مجلس میں حاضرین کے حسبِ حال اندازِ بیان اختیار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی گفتگو سادہ ہونے کے باوجود گہرے معانی کی حامل ہوتی ہے، اور ہر طبقے کا سامع اسے بہ آسانی سمجھ لیتا ہے اور اس سے فیض یاب ہوتا ہے۔ ادق سے ادق موضوع پر بھی آپ کا پیرایۂ اظہار ایسا واضح، دلنشیں اور مربوط ہوتا ہے کہ مفہوم دل و دماغ دونوں میں اتر جاتا ہے۔ یہی ابلاغِ عام خطابت کی روح ہے، اور یہی وصف آپ کو عوام و خواص میں یکساں مقبول بناتا ہے۔

7۔ عنصرِ تخلیقیت: خطابت میں جدّت و تخلیق

آپ کی خطابت تقلید کی اسیر نہیں بلکہ تخلیق کی علمبردار ہے۔ اسلوب ہو یا موضوع، ہر دو سطحوں

پر تخلیقی ندرت نمایاں ہے۔ نئے عنوانات، نئے زاویے اور نئی تعبیرات آپ کی خطابت کو تازگی اور جدت عطا کرتی ہیں۔ قدیم اور جدید کا حسین امتزاج آپ کی تخلیقی بصیرت کا ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تکرار، جو روایتی خطابت کی ایک بڑی کمزوری رہی ہے، آپ کے ہاں شاذ ہی نظر آتا ہے۔ ہر تقریر نئے اُفق وا کرتی ہے اور فکر کو نئی سمت عطا کرتی ہے۔ قرآنی معارف پر گہرے فکر و تدبر نے شیخ الاسلام کو یہ شان عطا کی ہے جس کی بابت اقبال فرماتے ہیں:

قُرآن میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جِدّتِ کردار

(ضربِ کلیم، اِشتراکیت: ۱۴۸)

8۔ خطابت میں تحقیقی و تخریجی روایت کا آغاز

آپ کی خطابت کا ایک مضبوط ستون تحقیقی اور تخریجی مزاج ہے۔ کوئی بات بغیر دلیل کے زبان پر نہیں آتی، اور کوئی دعویٰ حوالہ کے بغیر پیش نہیں کیا جاتا۔ آپ کے دلائل محض خطیبانہ جوش نہیں بلکہ مستند علمی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں۔

آپ ہر خطاب کے لیے اس طرح تیاری فرماتے ہیں گویا اس موضوع پر پہلی مرتبہ گفتگو کرنے جا رہے ہوں۔ اس موضوع پر دستیاب تمام مواد کا حتی المقدور احاطہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اگر اس پر پہلے بھی خطاب فرما چکے ہوں تو محض تکرار سے قطعی اجتناب کرتے ہیں۔ ایک موقع پر طلبہ کو مطالعے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"میرے بیٹو! اگر میں بغیر مطالعہ کے سو خطابات بھی کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں، لیکن میں ہمیشہ ہر خطاب کے لیے اس طرح مطالعہ کرتا ہوں جیسے میں اس موضوع پر پہلی بار خطاب کر رہا ہوں"۔

یہ بات راقم کے ذاتی مشاہدہ میں ہے کہ آپ ایک خطاب کے لیے کئی کئی دن گھنٹوں مطالعہ پر صرف کرتے ہیں اور کسی بھی موضوع پر سطحی معلومات کی بجائے نادر نکات پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ یہی مسلسل تیاری اور تازہ مطالعہ آپ کے خطابات کو جان دار، مؤثر اور ہمہ وقت نیا بنا دیتا ہے۔

یہ تحقیقی معیار سامع کے دل میں اعتماد پیدا کرتا ہے اور خطابت کو علمی وقار عطا کرتا ہے۔ یہی وصف آپ کی گفتگو کو وقتی اثر سے نکال کر دیرپا فکری سرمایہ بنا دیتا ہے۔

9۔ بیان و خطابت میں شستگی و شائستگی

شیخ الاسلام کے فنِ خطابت کا ایک نادر پہلو آپ کا مہذب اور سنجیدہ اُسلوبِ بیان ہے۔ آپ کی گفتگو یا تحریر سطحی، بازاری اور غیر سنجیدہ انداز سے کاملاً پاک ہوتی ہے۔ الفاظ کا انتخاب باوقار، مہذب اور بامعنی ہوتا ہے، جو سامع کے ذوق اور فہم کی رعایت رکھتا ہے۔ آپ کی کوئی بھی گفتگو نہ محض جذبات بھڑکانے کے لیے ہوتی ہے اور نہ ہی غیر ضروری شوخی یا بے وزنی کا شکار ہوتی ہے، بلکہ آپ سنجیدگی اور شائستگی کے ساتھ اپنی بات مؤثر انداز میں پہنچاتے نظر آتے ہیں۔ آپ کے بارے میں بالیقین یہ کہا جاسکتا ہے کہ طویل عہدِ خطابت کے باوجود آپ کی زبان نہ کبھی رکاکت کا شکار ہوئی، نہ ابتذال کی طرف مائل۔ اختلاف بھی ہوا تو وقار کے ساتھ، رد بھی ہوا تو تہذیب کے دائرے میں رہ کر۔ یہ شائستگی محض اخلاقی وصف نہیں بلکہ ایک فکری اصول ہے، جو خطابت کو تہذیبی بلندی عطا کرتا ہے اور سامع کو فکری آسودگی فراہم کرتا ہے۔ حضور شیخ الاسلام اِس وصف کے کمال پر فائز ہیں۔

10۔ مؤثر القلوب اور سحر آفریں خطیب

حضور شیخ الاسلام کی سحر آفریں اور دل پذیر خطابت کا اعجاز ہے کہ دنیا بھر میں دیئے گئے آپ کے خطابات کا اثر نہ صرف آپ کے رفقاء اور کارکنان میں محسوس کیا جاتا ہے بلکہ عامۃ الناس، نوجوانوں اور علمی و مذہبی حلقوں میں بھی اس کا مثبت اثر دیکھا جاتا ہے۔ خاص طور پر اُن کے بیانات جن میں الحاد کا ردّ، ذہنی و نفسیاتی مسائل کا حل اور اَخلاقی و روحانی تربیت جیسے موضوعات کو ٹھوس دینی دلائل کے ساتھ سمجھایا گیا ہے، نے بہت سے سننے والوں کے فکری دائرۂ کار کو وسعت دی ہے اور اُنہیں قبولیتِ عامہ حاصل ہوئی ہے۔

مختصر یہ کہ علمی استناد، زبان و بیان پر عبور، الفاظ کا چناؤ، جملوں کی ساخت، محاوراتی روانی، معاصر تناظر، الفاظ کی ادائیگی اور صوتی آہنگ حضرتِ شیخ الاسلام کے ایسے خطیبانہ تفردات ہیں جو آپ کی خطابت کو محض ایک فن نہیں بلکہ ایک مکمل دبستانِ خطابت بنا دیتے ہیں، ایسا دبستان جس میں علم، ادب، فکر، تحقیق اور تہذیب ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو کر جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ایسے ہی فردِ فرید اور خطیبِ عدیم النظیر کے بارے میں دانائے راز حضرت اقبالؒ فرماتے ہیں:

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

(بالِ جبریل، غزلیات: ۵۵)

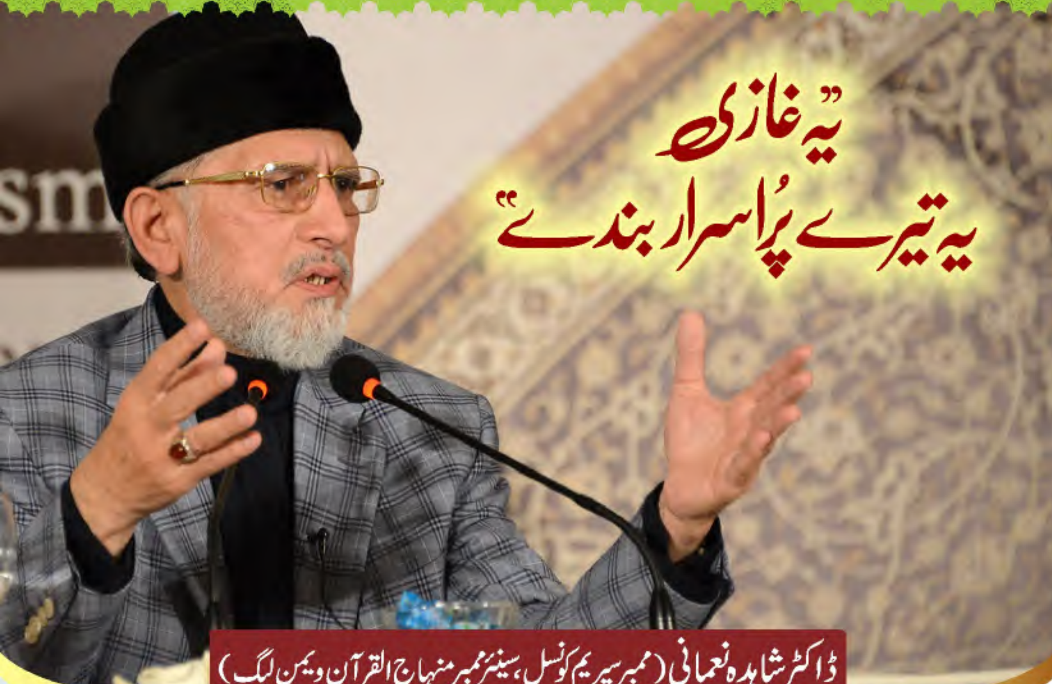

"یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے"

ڈاکٹر شاہدہ نعمانی (ممبر سپریم کونسل، سینئر ممبر منہاج القرآن ویمن لیگ)

اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا حضور نبی اکرم ﷺ کے فرامین اور سنت مبارکہ میں سے ہے۔اللہ رب العزت جب کسی قوم کی حالتِ زار کو سدھارنے کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اپنے فضل اور نعمتوں کا نزول اسی سماج کے بہترین افراد کے ذریعے کرتا ہے اور پھر وہی چنیدہ افراد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عطا کردہ بصیرت، فہم و ذکاء، علم و تقویٰ سے راہ گم گشتہ افرادِ معاشرہ کے نظریات اور غور و فکر کے زاویوں کو بدل دیتا ہے۔سچ کو جھوٹ سے جدا کرتا ہے، نظریہ کے نام پر دجل و فریب کی بیخ کنی کے ساتھ ساتھ امت کی اخلاقی گراوٹ کو پستی سے بلندی اورزوال کو کمال میں بدل دیتا ہے۔ شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ انہی چنیدہ و مقرب بندگانِ خدامیں سے ہیں جنہیں اللہ نے رواں صدی میں خدمتِ دین، اصلاحِ احوال و اصلاحِ معاشرہ اور خدمتِ انسانیت کے لئے چن لیا۔

اقبال کا مرد مومن اور شیخ الاسلام کی شخصیت

علامہ محمد اقبالؒ نے فرمایا تھا:

یہ غازی، یہ تیرے پُر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قومی و بین الاقوامی سطح پر خدمات اس امر پر گواہ ہیں کہ علامہ محمد اقبالؒ نے جن بندگانِ خدا کا تذکرہ ان اشعار میں کیا ہے، شیخ الاسلام کی شخصیت میں مذکورہ اوصاف بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔

تجدید دین کا قرآنی و نبوی تصور

شیخ الاسلام نے منہاج القرآن کی صورت میں امتِ مسلمہ کو ایک ایسا تجدیدی، تعلیمی، تحقیقی اور اصلاحی ادارہ اور نظام دیا ہے جس کی اہمیت اس دورِ پُر فتن میں Compass کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سیدھے اور بھلائی والے راستے کو صراطِ مستقیم کہا ہے اور صراطِ مستقیم سے ہٹ جانے والوں کی رہنمائی کا ایک الوہی نظام بھی روزِ ازل سے وضع کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ تک پیغمبرانِ خدا بندگانِ خدا کو صراطِ مستقیم پر گامزن رکھتے چلے آرہے ہیں۔ دینِ اسلام قیامت تک کے لئے راہِ ہدایت اور ضابطۂ حیات ہے۔ یہ کس طرح ممکن تھا کہ پیغمبروں کی آمد کے سلسلے کے انقطاع کے بعد بندگانِ خدا کو دجالی فتنوں کے سپرد کر دیا جاتا اور ان کی الوہی رہنمائی کا کوئی نظام وضع نہ کیا جاتا؟

تاریخ اور تجدیدی تسلسل

حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کی روشنی میں ہر صدی میں قیامت تک ایک مجدد آتا رہے گا، اللہ اُسے حقیقت کے بیان اور بنائے دین کو درپیش چیلنجز اور فتنوں کا مقابلہ کرنے کی علمی صلاحیت اور استعداد عطا کرتا رہے گا۔ اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرنے والے فتنوں کا آغاز پہلی صدی ہجری سے ہو گیا تھا۔

پہلے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ تھے۔ جب حجاج بن یوسف ثقفی کے ظلم سے دنیا لرز اٹھی تھی، حکمرانی ملوکیت کی بدترین شکل اختیار کر چکی تھی، بیت المال حکمرانوں کی ذاتی جاگیر کی طرح استعمال ہونے لگا تھا، اسلام کا اخلاقی وروحانی

پیغام مسخ کیا جانے لگا اور اہل بیتِ اطہار کی ناموس پر اعلانیہ حملے ہونے لگے ، بدعات و منکرات اور خرافات کا دور دورہ تھا، اسلام کے نام پر قائم اقتدار کو خاندانی بادشاہت میں بدل دیا گیا تو ان خرافات کے قلع قمع کے لئے پہلی صدی ہجری میں اللہ رب العزت نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی صورت میں تجدیدِ دین کا اہتمام فرمایا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے اقتدار کے محض اڑھائی سالوں میں تمام خرافات اور فتنوں کا سدِباب کیااور معاشرہ کو ازسرنو صراطِ مستقیم پر گامزن کیا۔ اسی طرح امام غزالیؒ ، حضرت مجدد الف ثانیؒ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانؒ اپنے اپنے ادوار میں تجدیدی **فریضہ** انجام دیتے رہے۔

عصرِ حاضر کے فکری بحران کا پسِ منظر اور شیخ الاسلام کا علمی و اصلاحی جواب

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ گزشتہ 4 دہائیاں اسلام کی بنیادی تعلیمات کے خلاف فتنوں سے بھری ہوئی تھیں، اسلام کے نام پر قتال کو جائز قرار دیا گیا اور لاکھوں کلمہ گو مسلمانوں کو تہِ تیغ کر دیا گیا۔ فقہی و شرعی اختلافِ رائے کو ایمان اور کفر کا معاملہ بنایا گیا۔ بین المذاہب رواداری، بین المسالک ہم آہنگی کے لئے قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق علمی، اصلاحی، عملی کردار کی ادائیگی بھی کفر و الحاد کے فتوئوں کی زد میں آگئی، خودساختہ مذہبی نظریات کے تحت ریاست کے اندر ریاست قائم کرنے کے جواز گھڑ لیے گئے۔ فلسفہٗ جہاد کی من پسند تعبیر و تفسیر کے ذریعے خون ریزی کی سند حاصل کی گئی۔ خواتین کی تعلیم و تربیت پر بھی فتوئوں کے نشتر چلنے لگے، امت کو عملاً فرقہ واریت کی آگ میں جھونک دیا گیا۔ عدمِ برداشت، فکری تنگ نظری اور انتہا پسندی اپنی خوفناک شکل کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ قرآن و سنت کی حقیقی تعلیمات کے برعکس خودساختہ روایات کے ذریعے دینِ مبین کی تشریحات کا چلن عام تھا۔ سب سے بڑھ کر جس خوفناک مذہبی رویے نے جنم لیا وہ رویہ آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ سے اظہارِ محبت و عقیدت کو خودساختہ روایات کے تحت محدود کرنے پر مبنی تھا۔ بین المذاہب و بین المسالک مکالمہ شجر ممنوعہ تھا۔ فقہی اختلافات کی بنیاد پر سماجی تعلقات کو ختم کر دینا عام سی بات تھی۔ اس ماحول میں مجددِرواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 600صفحات پر مشتمل فتویٰ کے ذریعے اپنوں اور اغیار کو

باور کروایا کہ اسلام جبر وتشدد نہیں بلکہ دینِ امن و سلامتی ہے اور آپ نے شد و مد کے ساتھ اس قرآنی فکر کو عام کیا کہ اسلام میں ایک انسان کا قتلِ ناحق پوری انسانیت کا قتل ہے اور یہ کہ اسلام کی تعلیمات عالمگیر قیامِ امن کی سب سے بڑی محرک و داعی ہیں۔آپ نے بین المذاہب مکالمہ اور بین المسالک ہم آہنگی کے لئے دلائل و براہین کے انبار لگائے اور عملاً منہاج القرآن کے پلیٹ فارم کو بین المذاہب رواداری اور بین المسالک ہم آہنگی کا مرکز بنایا۔

الحمدللہ آج ہر مذہب اور ہر مسلک کے افراد پورے اعتماد اور احساسِ تحفظ کے ساتھ منہاج القرآن کی تقریبات میں شریک ہوتے ہیں۔عالمی میلاد کانفرنس، سیرت النبی ﷺ کانفرنسز، گوشہء درود اور حلقاتِ درود قائم کر کے آقائے دو جہاں حضور نبی اکرم ﷺ سے اظہارِ عقیدت و محبت کا 24 گھنٹوں پر محیط ایک سلسلہ قائم کر دیا۔شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ نے ہر شعبہ میں اصلاحات کا ویژن دیا۔انتہا پسندی اور تنگ نظری کے خاتمے کے لئے مدارس کے انتظام اور نصاب میں اصلاحات کی جامع فکر دی۔اس سے پہلے اس موضوع پر کوئی بات کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔الحمدللہ

آج ریاست بھی اس اصلاحاتی ایجنڈے کو اپنارہی ہے اور اس ضمن میں سنجیدہ پیش رفت بھی ہورہی ہے۔ شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کی عالمگیر دعوتی مساعی سے آج ہر فکری مسئلہ پر مناظرہ یا مباہلہ کی بجائے مکالمہ کا کلچر رائج ہے۔ شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ نے ایک ہزار تصانیف اور ہزار ہا لیکچرز کے ذریعے امتِ مسلمہ کو درپیش سیکڑوں فکری مسائل پر جامع اور موثر رہنمائی مہیا کی ہے۔

تعلیم، تحقیق، فلاحی ریاست کا عملی تصور اور ادارہ سازی کا ہمہ گیر وژن

انسانی زندگی اور علوم و فنون کا کوئی گوشہ اور شعبہ ایسا نہیں ہے جس پر آپ نے خامہ فرسائی نہ کی ہو اور امت کو ایک نئی سوچ اور فکر سے ہم آہنگ نہ کیا ہو۔ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ آپ نے اپنے تجدیدی کام کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے ایک ادارے کی شکل میں امت کی وراثت بنا دیا۔ آپ نے اپنی فکر کو فقط کتابوں تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے عمل کے قالب میں ڈھالتے ہوئے Institutionalize کیا۔ منہاج یونیورسٹی لاہور، کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز، منہاج کالج فار ویمن، منہاج ایجوکیشن سوسائٹی، لارل ہوم سکولز انٹرنیشنل، جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے انسٹی ٹیوشنز کے ذریعے علم کا احیاء کیا۔ ریاست مدینہ کے فلاحی نظام کو منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اور آغوش آرفن کیئر ہوم کے ذریعے دستیاب وسائل کے تحت عملی جامہ پہنایا۔ آئندہ نسلوں کو علم و فکر کے تحریری خزانوں کا وارث بنانے کے لئے سیکڑوں کتب تحریر فرمادیا اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔ اسی طرح منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کی شکل میں ایک ایسا انتظامی اور مالیاتی نظم قائم کیا ہے کہ اگر اس ماڈل پر افراد کی تیاری اور ریاستِ پاکستان کا مالیاتی نظم قائم ہو جائے تو وطن عزیز سے کرپشن اور بدعنوانی کی لعنت کا خاتمہ ہو جائے۔

دعا ہے اللہ رب العزت ہمارے عظیم قائد کو صحت و تندرستی اور عمرِ خضر عطا فرمائے اور وہ اسی آن، بان اور شان کے ساتھ امت کو علمی اور فکری رہنمائی مہیا کرتے رہیں اور ان کا دستِ شفقت کارکنان کے سروں پر ہمیشہ قائم و دائم رہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

شیخ الاسلام: نابغۂ روزگار شخصیت

ڈاکٹر زیب النساء سرویا (چیف کوآرڈینیٹر بزم فکر اقبال انٹرنیشنل، ایسوسی ایٹ پروفیسر)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری عصر حاضر کی ان نابغۂ روزگار شخصیات میں سے ہیں جن کی پہچان کسی ایک میدان تک محدود نہیں۔ وہ بیک وقت عالم، مفکر، محقق، مصنف، مقرر، سماجی مصلح اور سیاسی بصیرت رکھنے والے رہ نما کے طور پر معروف ہیں۔ یہ ہمہ جہت اوصاف انھیں ایک ہمہ گیر فکری رہنما بناتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری منفرد اوصاف کے حامل ہیں۔ اُن کی فکری تشکیل ایسے ماحول میں ہوئی جہاں دینی اقدار اور علمی روایت کو مرکزی مقام حاصل تھا۔ انھوں نے اپنی تعلیم کو محض اسناد کے حصول تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ علم کو فہم و شعور اور عمل کے ساتھ جوڑا۔ قرآن حکیم، حدیث، فقہ اور سیرت جیسے بنیادی اسلامی علوم میں نہایت گہری بصیرت اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ وہ روایت اور تحقیق کے امتزاج پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی علمی فکر و بصیرت کا ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ انھوں نے عصر حاضر میں پھر دین کو متحرک نظام کے طور پر پیش کیا۔ انھوں نے عوام و خواص کی فرد، معاشرہ اور ریاست تینوں سطحوں پر رہ نمائی فراہم کی۔ ان کی تحریروں اور خطابات میں یہ تصور نمایاں ہے کہ دین کا اصل مقصد انسان کی اخلاقی تربیت، معاشرتی عدل اور فکری توازن ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خطابت ان کی شخصیت کا ایک نہایت موثر پہلو ہے۔ان کا انداز بیان پُر اثر، مدلل، فکری گہرائی و بصیرت اور جوش و جذبے سے لبریز ہوتا ہے۔ مذہبی موضوعات پر تحقیق کی روشنی میں وہ واضح اور بھرپور موقف اختیار کرتے ہیں۔ان کی تقاریر اس طرح سے مدلل ہوتی ہیں جو سامعین کو متاثر تو کرتی ہی ہیں بلکہ سوچنے کی طرف مائل بھی کرتی ہیں۔

تصنیف و تالیف کے میدان میں ڈاکٹر طاہر القادری کی خدمات زریں حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ان کی تحریروں میں دینی گہرائی اور عصری شعور جھلکتا ہے۔ بالخصوص امن، رواداری، انتہا پسندی اور بین المذاہب رواداری جیسے موضوعات پر ان کی کاوشیں عالمی سطح پر نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔انھوں نے اقوام عالم پر واضح کیا کہ اسلام تشدد نہیں بلکہ امن، احترام اور انسان دوستی کا دین ہے۔

تعلیم کے حوالے سے شیخ الاسلام کا وژن نہایت واضح اور جامع ہے۔ وہ تعلیم کو محض ذریعہ معاش نہیں گردانتے بلکہ اسے فکری، اخلاقی اور سماجی اصلاح کا بنیادی ستون جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک نصاب تعلیم کو ان بنیادوں پر استوار کیا جانا ضروری ہے جو جدید علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ کردار سازی، اخلاقی تربیت اور سماجی ذمہ داری کا شعور بیدار کرے۔ اسی فکر کے تحت انھوں نے تعلیمی اداروں کے ذریعے علم اور اخلاق کے امتزاج کو فروغ دینے کے بھرپور عملی اقدامات کیے ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے سماجی اصلاح کا بیڑا بھی اٹھا رکھا ہے۔ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کا یہ پہلو بھی قابل توجہ اور لائق تحسین و ستائش ہے۔ وہ معاشرے میں پائے جانے والے تعصب، فرقہ واریت، عدم برداشت اور تشدد کے رجحانات کے خلاف مسلسل آواز بلند کرتے ہیں۔ان کا پیغام ہمیشہ اعتدال، مکالمے اور برداشت پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ اس امر پر زور دیتے ہیں کہ پائیدار امن طاقت کے بل بوتے پر نہیں بلکہ انصاف شعور اور باہمی احترام سے قائم ہوتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے سیاست کے حوالے سے ہمیشہ اصولوں پر بات کی ہے۔ان کی سیاسی سوچ کا مرکز عوامی حقوق، آئینی بالادستی اور نظام کی اصلاح ہے۔ وہ سیاست کو اقتدار کے حصول کا ذریعہ نہیں بلکہ عوامی خدمت اور معاشرتی بہتری کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔ان کا موقف ہے کہ جب تک نظام شفاف منصفانہ اور جواب دہ نہیں ہوگا معاشرے میں حقیقی تبدیلی ممکن نہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی دینی سوچ، فکری وژن اور اصلاحی مشن کا عملی اظہار منہاج القرآن انٹرنیشنل ہے۔ منہاج القرآن محض ایک تنظیم نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر فکری و اصلاحی تحریک ہے۔ جس کی بنیاد علم، امن، رواداری اور کردار سازی پر رکھی گئی ہے۔ یہ ادارہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی فکر کو عملی

شکل دینے کا ذریعہ بنا اور اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ایک عالمی شناخت اختیار کر چکا ہے۔ اس ادارے کے قیام کا مقصد دین اسلام کی اصل روح کو عام کرنا تھا جس میں اعتدال، توازن اور انسان دوستی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے عوام و خواص میں یہ شعور بیدار کیا کہ دین صرف مسجد و مدرسہ تک محدود نہیں۔ یہ رہبانیت سے پاک ہے اور انسان کی انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی کے ہر شعبے میں بھرپور رہنمائی کا **فریضہ** سرانجام دیتا ہے۔

تعلیم منہاج القرآن کے مشن کا ایک اہم ستون ہے۔ اس ادارے کے تحت قائم تعلیمی نظام میں دینی اور جدید علوم کو یکجا کر دیا گیا ہے تاکہ علمی و اخلاقی طور پر باشعور اور مضبوط نسلِ نو تیار کی جاسکے۔ منہاج القرآن نے سماجی خدمت کے میدان میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ فلاحی سرگرمیاں، رفاہی منصوبے، اخلاقی تربیت اور معاشرتی شعور کی بیداری اس تحریک کا اہم حصہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ تصور رکھتے ہیں کہ کوئی بھی دینی تحریک اس وقت تک بااثر نہیں ہوتی جب تک وہ معاشرے کے کمزور طبقات کا عملی سہارا نہیں بنتی۔

امن اور بین المذاہب رواداری منہاج القرآن کے فکری ڈھانچے کا بنیادی جزو ہے۔ اس پلیٹ فارم سے اسلام کو ایک امن پسند مذہب کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف ان کی علمی و عملی جدوجہد نے منہاج القرآن کو عالمی سطح پر ایک معتبر اور امن تحریک کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس ادارے کی بنیاد اصولوں پر کھڑی ہے جو طویل المدت اصلاح اور مثبت تبدیلی کے ضامن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک منہاج القرآن نے مختلف ممالک اور ثقافتوں میں اپنی جڑیں مضبوط کی ہیں اور فلاحِ انسانیت کا **فریضہ** سرانجام دینے میں مصروف ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری حقوق نسواں کے تحفظ و تبلیغ کے ایک موثر داعی بھی ہیں۔ انھوں نے ویمن امپاورمنٹ کے لیے جو عملی اقدامات کیے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ عورت کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خود مختاری عطا کی جائے۔ سماج میں اس کا وہ حقیقی مقام عطا کیا جائے جو اسلام کا طرہ امتیاز ہے اور دیگر مذاہب عالم میں ناپید ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے عورتوں کے خود مختار عظیم الشان تعلیمی ادارے قائم کیے اور ان اداروں کو مردوں کے مساوی سہولیات سے مزین کیا اور تعلیم کے مکمل مواقع فراہم کیے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا کامل یقین ہے کہ کسی بھی معاشرے کی ترقی میں خواتین کلیدی کردار ادا کرتی ہیں جو معاشرے خواتین کی حیثیت سے انحراف کرتے ہیں۔ وہ ترقی کے دھاروں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ منہاج القرآن ویمن لیگ نے ڈاکٹر صاحب کی علمی و فکری بصیرت کی روشنی میں

خواتین کے لیے کئی ادارے قائم کیے ہیں۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کے شعبہ ''وائس'' کے قیام کا مقصد معاشرے کی نادار خواتین کو پاؤں پر کھڑا ہونے کے عملی تعاون کی فراہمی ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری خواتین سے امتیازی سلوک اور عدم مساوات کے سخت مخالف ہیں۔ انھوں نے تقریر و تحریر میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عورت کے مقام کو بڑے پر اثر پیرائے میں بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس مشن کو منہاج القرآن ویمن کے مختلف شعبہ جات ''الہدایہ''، ''ایگرز'' اور ''مصطفوی سسٹرز'' سے آگے پھیلانے کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی طرح منہاج القرآن ویمن لیگ ایشیا کی سب سے بڑی منظم تحریک ہے جو شب و روز خواتین کی تعلیم و تربیت کا **فریضہ** سرانجام دینے میں مصروف ہیں۔

بین الاقوامی تناظر میں دیکھا جائے تو ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی شخصیت ایک ایسے اسلامی مفکر کی سی ہے جو پوری دنیا کے سامنے اسلام کا ایک معتدل اور پر امن چہرہ پیش کرتا ہے۔ انھوں نے مختلف عوامی فورمز پر اسلام کے متعلق گردش کرتے غلط تصورات کا مدلل جواب دیا اور یہ واضح کیا کہ اسلام کا اصل پیغام امن، انسانیت اور اخلاقی اقدار پر مشتمل ہے۔ ان کے خطابات اور تحریریں مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان مکالمے کو فروغ دیتی ہیں۔

مجموعی طور پر ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں جن کی زندگی علم، فکر، عمل اور اصلاحِ معاشرہ کے امتزاج کی ایک مضبوط و مستحکم علامت ہے۔ وہ ایسے رہنما ہیں جنھوں نے علم کو عمل سے اور فکر کو خدمت سے جوڑا۔ ان کی شخصیت اور حیات ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ حقیقی قیادت وہ ہی ہے جو علم، اخلاق اور انسان دوستی کی بنیاد پر معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے کے لیے ہمہ وقت مصروفِ عمل رہے۔

قارئین متوجہ ہوں!

ماہنامہ دختران اسلام میں شائع ہونے والے آرٹیکلز پر آپ کی آراء ہمارے لیے نہایت قیمتی ہیں۔ لہذا قائد نمبر 2026ء میں دیئے گئے مضامین اور دیگر موضوعات پر اپنی رائے ہمیں ضرور ارسال کریں۔ اگلے ماہنامہ میں آراء بھیجنے والی بہنوں کے نام کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔

منجانب: ایڈیٹر ماہنامہ دختران اسلام، فون: 03244895887

قافلہ اہلِ علم کے سرخیل

پروفیسر حمیرہ بھٹو
(ایجوکیشنسٹ، لائف کوچ)

علم و عرفان کی حامل نابغۂ روزگار ہستیاں نہ صرف اپنے عہد میں علم و شعور، بیداریٔ فکر اور تعمیرِ کردار و اخلاق کا ذریعہ ہوتی ہیں بلکہ اُن کی دینی، علمی، فکری، اجتہادی، فلاحی کاوشیں انہیں حیاتِ جاوداں عطا کرتی ہیں۔ اُن کا علم و فکر آئندہ نسلوں کے لئے ذریعہ راہ نمائی بنادیا جاتا ہے اور یوں چراغ سے چراغ جلتے رہتے ہیں۔ اہلِ علم کی برکات سے افراد اور اقوام کی سوچوں کے رُخ تبدیل ہو جاتے ہیں، انہی کے علم و فضل کے طفیل سوسائٹی تنگ نظری اور گھٹن سے نجات حاصل کرتی ہے۔ سماجی علوم کے ماہرین معترف ہیں کہ محققین نہ صرف مستقبل کی راہ نمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں بلکہ آئندہ نسلوں تک علم و شعور منتقل کرنا ان کی انسانیت کے لئے گرانقدر خدمت ہے۔ انسانیت کی نمو، بقا اور حفاظت شعور و آگہی کی مرہونِ منت ہے، اہلِ علم افراد کی ذہنی استعداد بڑھاتے، علمی و اخلاقی اقدار اور معاشرتی روایات کی حفاظت کرتے اور اچھے اور برے میں تمیز کرنے کا شعور دیتے ہیں، یہی شعور سماج کو پرامن، خوشحال اور تہذیب یافتہ بناتا اور اعلیٰ انسانی اقدار و روایات سے ہم آہنگ کرتا ہے۔

قرآن مجید نے مساوات کا درس دیا ہے کہ تمام انسان برابر ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر، گورے کو کالے پر، امیر کو غریب پر کوئی سبقت حاصل نہیں، سب برابر ہیں مگر قرآن نے عالم اور جاہل کو برابر قرار نہیں دیا، یہاں تفریق کی گئی ہے، یہ علم کی فضیلت کا دوٹوک اعلان اور اعتراف ہے۔ وہ ملک اور معاشرے خوش قسمت ہیں جہاں علمی شخصیات پرورش اور نمو پاتی ہیں۔ جو معاشرے اپنے اہلِ علم کی

قدر کرتے ہیں وہ ترقی کی اوجِ ثریا کو چھوتے ہیں اور اہلِ علم کی قدر نہ کرنے والے معاشرے کا وجود اگرچہ ختم نہ بھی ہو مگر پھر بھی وہ ایک اپاہج اور لاغر ڈھانچہ کی مانند ضرور ہو جاتا ہے۔

عصرِ حاضر میں اہلِ علم میں سے ایک نمایاں ترین شخصیت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہیں، جن کی ہمہ جہتی خدمات کو دیکھتے ہوئے انھیں قافلۂ اہلِ علم کا سر خیل کہنا بالکل بجا ہوگا۔ بلاشبہ شیخ الاسلام کو ان چند نابغہ روزگار شخصیات میں شامل کیا جا سکتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی صلاحیتوں، گہری بصیرت اور ہمہ جہت شخصیت سے نوازا۔ ان کی زندگی کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی فکر اور نظریات کو تحریری شکل میں پیش کیا اور لاکھوں لوگوں کے لیے ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ بنایا۔ ان کی تصانیف کا دائرہ علوم القرآن، علوم الحدیث، سیرتِ نبوی ﷺ، علوم فقہ، تصوف، اخلاقیات، دعوت و تبلیغ اور مکالمہ بین المذاہب جیسے موضوعات تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ، وہ آئین، جمہوریت، عدل و انصاف، قانون، سیاست، معیشت اور سماجیات جیسے متنوع موضوعات پر بھی منفرد انداز میں اظہار خیال کرتے رہے۔ ان کے علمی کارناموں میں ''ترجمہ عرفان القرآن''، ''قرآنی انسائیکلوپیڈیا'' اور ''مجموعہ احادیث'' جیسے شاہکار خاص طور پر نمایاں ہیں، جو ان کی علمی خدمات کا سنہری باب ہیں اور ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

شیخ الاسلام نے اپنی ہمہ جہتی کاوشوں کے ذریعے موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے جو علمی و فکری خدمات انجام دی ہیں، وہ رہتی دنیا تک تشنگانِ علم کی پیاس بجھاتی رہیں گی۔ ایک طرف شیخ الاسلام نے نہایت عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ اپنی تحقیقات، تصنیفات، تالیفات اور خطابات کے ذریعے دینِ اسلام کی تعلیمات کو علمی و فکری سطح پر اُجاگر کیا اور دوسری طرف آج کے دور کے منکرینِ قرآن و حدیث کا شافی علاج اور رد کیا۔ اُن کی یہ کاوشیں، عقائد و ایمانیات کے باب میں مشعلِ راہ ہیں۔ فی زمانہ شیخ الاسلام حقیقی مصطفوی میزان کے تحت دینی اُمور میں بہ فضلِ ایزدی اُمت کے لئے راہ نمائی کا فریضہ انجام دیتے چلے جا رہے ہیں۔ آپ نے قانون سازی، قرآن و سنت کے احکام کی تعبیرِ نو، تجدیدِ دین اور احیائے اسلام کے باب میں عالمی سطح پر حقیقی تعلیماتِ اسلام کے فروغ میں کلیدی کردار ادا کیا۔

جب بھی اُمت کسی بڑے ایمانی، اعتقادی، فکری فتنے سے دوچار ہوتی ہے تو وارثانِ علوم الانبیا، اہلِ علم و عرفان ہستیوں نے بہ توفیق ایزدی ان فتنوں کا سر کچلا اور اُمت کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کے سفر پر گامزن کیا۔ فی زمانہ بھی اسلام اور اُس کی تعلیمات پر حملے کم نہیں ہوئے بلکہ اُن میں شدت آئی ہے۔ جب مال و زر اور ابلاغی تیغ و تفنگ سے لیس مغربی دنیا نے اسلام کے چہرے پر دہشت گردی اور انتہا پسندی کا لیبل چسپاں کرنے کی شعوری کوشش کی تو شیخ الاسلام میدان عمل میں اُترے اور ہزارہا کلو میٹر کا سفر طے

کر کے ملک ملک، شہر شہر گئے اور ببانگ دہل اسلام کو انتہا پسندی سے جوڑنے والی سوچ کو چیلنج کیا اور پھر دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ اسلام انتہا پسند نہیں بلکہ امن کا سب سے بڑا داعی الوہی دین ہے۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے اور یورپ میں بسنے والے متعدد دانشور اور سکالرز اس بات کا برملا اظہار کر چکے ہیں کہ نائن الیون کے بعد ہم مسلمانوں کے لئے برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک میں آزادانہ گھومنا پھرنا مشکل ہو گیا تو اُس وقت شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری نے بڑی جرأت مندی کے ساتھ عوامی سطح پر اسلام کا مقدمہ لڑا اور دیارِ غیر میں آباد مسلمانوں کو سر اٹھا کر چلنے اور جینے کا اعتماد دیا۔ انھوں نے اپنے مضبوط دلائل کے ذریعہ اسلام کے رخِ روشن پر پڑنے والی گرد و غبار کو حقیقی معنی میں دور کیا۔ شیخ الاسلام نے قرآن و سُنت کا یہ مضبوط بیانیہ پیش کیا کہ اسلام کسی انسان کی ناحق جان لینے والا نہیں بلکہ بے گناہ انسان کی جان بچانے والی تعلیمات و احکامات سے مرصع و مزین ہے۔ میرے علم میں یہ بھی آیا ہے کہ قرآن و سُنت کی اس امن فلاسفی کے احیاء پر انسانیت کے دشمنوں کی طرف سے آپ پر جان لیوا حملوں کے منصوبے بھی بنے، آپ کی نقل و حمل کو محدود کرنے کی کوششیں کی گئیں۔

تعلیمی اور فلاحی میدان میں شیخ الاسلام نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ وہ کام جو حکومتوں کے کرنے کے تھے، وہ کام آپ نے انجام دے کر نہ صرف لاکھوں خاندانوں کے لئے آسانیاں مہیا کیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ معاصرین کو بھی ورطہ ٔحیرت میں ڈال رکھا ہے۔ شیخ الاسلام نے ایک طرف پسماندہ اضلاع کے لاکھوں خاندانوں کے بیٹوں اور بیٹیوں پر اعلیٰ اور بامقصد تعلیم کے دروازے کھولے اور دوسری طرف متعدد فلاحی منصوبہ جات کے ذریعے پسماندہ علاقوں میں رہنے والوں کو سہولتیں پہنچانے کی بھی کاوشیں کیں۔ جب بھی پبلک سیکٹر سے غیر جانبدار محقق شرح خواندگی اور فلاحِ عامہ کے حوالے سے پرائیویٹ سیکٹر کے کردار اور شیئر پر غیر جانبدارانہ سروے کرے گا تو اُسے منہاج القرآن کا کردار نمایاں نظر آئے گا۔ ماشاءاللہ شیخ الاسلام نے اپنی زندگی کے ہر لمحے کو نوجوانوں کے کردار و اخلاق کی تعمیر، ویمن امپاورمنٹ، بین المذاہب رواداری، بین المسالک ہم آہنگی، فروغِ علم و امن، خدمتِ انسانیت اور خدمت دین کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ آپ اپنی جگہ ایک **مکمل** ادارہ ہیں جن سے علم و ادب، خلوص و وفا اور بطور خاص دین کی خدمت کا جذبہ سیکھنے کی ضرورت ہے۔

شیخ الاسلام کو ان کی 75 ویں سالگرہ کے موقع پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ بلاشبہ شیخ الاسلام رواں صدی کے وہ نابغہ ٔعصر ہیں جنہوں نے شجرِ علم و عرفان کی ہر شاخ کی تزئینِ نو کی ہے۔ میں شیخ الاسلام کی صحت و تندرستی والی لمبی عمر کے لئے دعا گو ہے۔ اور دعا گو ہوں کہ وہ اسی آب و تاب اور شان و شوکت کے ساتھ خدمتِ دین کا **فریضہ** سر انجام دیتے رہیں۔ (آمین)

عصری چیلنجز کے حل میں شیخ الاسلام کا کردار

ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ (ایسوسی ایٹ پروفیسر گورنمنٹ گریجوایٹ کالج فار ویمن ٹاؤن شپ لاہور)

عہد حاضر جسے پر فتن عہد قرار دیا جاتا ہے اس میں امت مسلمہ کو گوناگوں مسائل، مشکلات اور سوالات کا سامنا ہے۔ عالم اسلام اس وقت ہمہ گیر مسائل و زوال کا شکار ہے دنیا کے جس کونے میں دیکھیں۔

ے برق گرتی ہے تو بچارے مسلمانوں پر

کی مثل صادق آتی ہے زوال چونکہ ہمہ گیر ہے تو چیلنجز بھی ہمہ گیر نوعیت کے ہیں۔ زود فہمی کے لیے انھیں درج ذیل دو بڑے عنوانات کے تحت جانچنا قدرے آسان ہو جاتا ہے۔

۱۔ اندرونی (داخلی) چیلنجز

۲۔ بیرونی (خارجی) چیلنجز

اندرونی (داخلی) چیلنجز

یہ انسان کے باطن سے تعلق رکھتے ہیں جن میں اہم ترین تعلق باللہ میں کمزوری، ربط رسالت کی کمی۔ قرآن مجید سے دوری، عقائد و معاملات میں افراط و تفریط، فرقہ واریت، لسانی و نسلی و علاقائی تعصب، فتنہ وطن پرستی، زندگی کی بے مقصدیت عدم برداشت، اخلاقی انحطاط، جزئیت پرستی، دنیا پرستی، فکری جمود، قرآن وحدیث کی من مانی تاویلات تعبیرات و تشریحات وغیرہ شامل ہیں۔

علاوہ ازیں سستی و کاہلی اور بے عملی، تحقیق و تفکر اور سوچ و بچار کی کمی، فرسودہ روایات کی اندھی تقلید اور ظاہری چکا چوند میں الجھاؤ کا شکار ہو کر غیر متوازن غذاؤں کے استعمال سے ذہنی و قلبی سکون سے عاری ہونا شامل ہے۔

اندرونی (داخلی) چیلنجز اور شیخ الاسلام

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے عالم اسلام کو درپیش اندرونی چیلنجز کے لیے نہ صرف فکر و فلسفہ پیش کیا بلکہ ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے باقاعدہ عملی جدوجہد کا بھی ہر سطح پر آغاز کیا۔ بچوں، خواتین، طلبہ طالبات اور ملازمت پیشہ طبقے کو معاشرے میں تعمیری کردار ادا کرنے کے لیے الگ الگ پلیٹ فارم مہیا کیے ہیں۔ ان کا کوئی کام بھی ریسرچ کے بغیر نہیں ہوتا بلکہ ہر قدم پر گہرا شعور کارفرما ہوتا ہے۔ ذیل میں چند کا ذکر کیا جا رہا ہے جو داخلی چیلنجز سے متعلق ہیں۔

۱۔ تعلق باللہ کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے انھوں نے محافل ذکر و فکر، شب بیداریوں کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے اور اس پر تحریری و تقریری عملی مواد بھی فراہم کیا ہے۔

۲۔ ربط رسالت ﷺ کی بحالی کے لیے گھر گھر میلاد النبی ﷺ کی محافل، عالمی میلاد کانفرنس، گوشہ درود، حلقات درود و فکر عملی طور پر قائم کیے اور اس سلسلے میں تحریر و تقریر کا ایسا حق ادا کیا ہے کہ تحریک منہاج القرآن فروغ عشق رسول ﷺ کا پوری دنیا میں استعارہ بن گئی ہے۔

۳۔ امت کی قرآن مجید سے دوری کو رجوع الی القرآن سے بدلنے کے لیے نہ صرف علمی، تفسیری اور تقریری کام کیا بلکہ شہر شہر، قصبہ قصبہ دورۂ قرآن اور دروسِ قرآن کا وسیع و عریض جال بچھا دیا۔

۴۔ قرآن و حدیث کی زبردست تاویلات و تعبیرات اور تشریحات کر کے وحدت امت کا شیرازہ جس طرح بکھیرا جا رہا تھا، اس کے آگے لازوال و بے مثال علمی و تحریری کام کے ذریعے ایک مضبوط بند باندھ دیا۔

انسائیکلو پیڈیا آف قرآن، انسائیکلو پیڈیا آف حدیث پر کتب لکھیں، دروس حدیث، ڈھائی سو سے زائد علوم حدیث پر کتب ختم بخاری کے ذریعے امت کی شیرازہ بندی اور قرآن و حدیث کی صحیح رہنمائی کا شاندار فریضہ ادا کیا۔

۵۔ امت مسلمہ کے اخلاقی انحطاط کو دور کرنے کے لیے تعلیمات تصوف کے فروغ کو لازمی قرار دیا۔ تصوف کی سمجھ بوجھ اور اسے عملی زندگی پر لاگو کرنے کے ہزارہا طریقے متعدد تصوف کورسز کے ذریعے سکھائے۔ انھوں نے اپنی ابتدائی کتب میں لکھا کہ صرف عقلی غذا دینے سے انسانی طبیعت کو

مثالی شخصیت میں نہیں بدلا جا سکتا بلکہ اس کے لیے قلبی غذا کی بھی ضرورت ہے کہ اصل فساد تو قلوب میں واقع ہوگیا ہے۔ پھر انھوں نے فساد قلب پر تفصیلی گفتگو کی اور بتایا کہ فساد قلب کو صرف تین طریقوں ا۔ صحبتِ صالحہ، ۲۔ عشق، رسول ﷺ اور ۳۔ کثرتِ ذکرِ الٰہی سے دور کیا جا سکتا ہے اور یہ سارا راستہ تصوف کا راستہ ہے۔ انھوں نے اسلاف کی اصل تعلیمات تصوف کو اجاگر کیا اور رسمی تصوف کی رسوم و رواج پر کھل کر تنقید کی۔

۶۔ آپ نے فرقوں اور مسالک میں بٹی ہوئی امت مسلمہ کو اتحاد امت کا نہ صرف درس دیا بلکہ درد مندی کے ساتھ اس پر عملی کام بھی کر کے دکھایا۔ تمام مسالک کے مابین فروعی اختلافات کو ختم کرنے کی تلقین کرتے ہوئے انھیں اصل چیلنجز کا ادراک دیا اور ان سے نمٹنے کے طریقے سکھائے تاکہ امت مسلمہ اپنے اسلاف کے راستے پر چلتے ہوئے اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکے۔

۷۔ شیخ الاسلام نے لسانی، علاقائی، نسلی تعصبات اور فتنہ وطن پرستی و قوم پرستی کی نہ صرف سائنسی وجوہات بیان کیں بلکہ ان کو دور کرنے کے لیے ضروری اقدامات بھی تجویز کیے۔ یہ تعصبات کیسے اور کیوں ابھرے، امت مسلمہ کا شیرازہ کیوں اور کیسے بکھیرا۔ ہر ایک کی وجوہات کو بیان کیا۔

۸۔ امت مسلمہ کی اکثریت جس بے مقصدیت کا شکار تھی، اسے غلبہ دین حق کی بحالی کے عظیم مقصد کی طرف رہنمائی کی اور اس مقصد کی طرف رہنمائی کی اور اس مقصد کے حصول کے لیے ایک عظیم تحریک بپا کی۔ جس کا اولین ہدف پاکستان میں مصطفوی معاشرے کا قیام عمل میں لانا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف اندرونی و داخلی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے شیخ الاسلام کی خدمات کا ہی جائزہ لیا جائے تو دفتر کے دفتر درکار ہوں گے، بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو ان کی ذات ایک امت کا کام کرتی نظر آتی ہے۔

شیخ الاسلام نے امتِ مسلمہ کو مفکرِ اسلام علامہ اقبالؒ کی فکر سے روشناس کروایا۔ بقول اقبال

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

تہذیب مغرب کی ظاہری چکا چوند سے اقبال نے بھی روکا تھا اور شیخ الاسلام نے بھی مغربی تہذیب کے برے اثرات سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ وہ خود وہاں رہ کر مثالی عملی تفسیر بن کر نہ صرف ان کی اصلاح کر رہے ہیں بلکہ مسلم امت کو بھی ان کی اچھی چیزوں پر عمل کرنے اور غلط اقدار سے روکنے کی سعی کر رہے ہیں۔ علامہ اقبال نے آج سے کئی سال پہلے کہہ دیا تھا۔

حرارت ہے بلا کی بادہ تہذیب حاضر میں
بھڑک اٹھا بھبوکا بن کے مسلم کا تن خاکی

لیکن آپ نے اپنے نور ایمان سے اہل مغرب کے دل بھی روشن کر دیئے ہیں۔آج امت مسلمہ نے من کی دنیامار دی ہے غور و غوض ترک کر دیا ہے۔علامہ اقبال کی مشہور نظم زمانہ حاضر کا انسان ہی اصل میں فکرِ شیخ الاسلام ہے۔

عشق ناپید و خردمے گزدش صورت مار
عقل کو تابع فرمان نظر کر نہ سکا
ڈھونے والا ستاروں کی گذر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی نے امت مسلمہ کے من کو جھنجھوڑ کر اس بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم چلنے پر مجبور کر رہے ہیں۔آپ کی تعلیمات کا نچوڑ بھی یہی ہے کہ

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

بیرونی وخارجی چیلنجز

بیرونی وخارجی چیلنجز میں درج ذیل شامل ہیں:

۱۔ فکری و نظریاتی چیلنجز، اس میں الحاد (Atheism) اور سیکولرازم (Secularism) کا فروغ، اسلامی اصولوں پر جدید فلسفوں اور نظریات کی تنقید وغیرہ شامل ہیں۔

۲۔ تعلیمی و سائنسی چیلنجز میں دینی و عصری علوم کے درمیان ٹیکنالوجی کے ساتھ دینی تعلیمات کی تطبیق کا چیلنج، بے خبری کا بحران عصری چیلنجز کا سامنا کرنے کے طریقے سے ناآشنائی وغیرہ شامل ہیں۔

۳۔ معاشرتی و ثقافتی چیلنجز، اس میں مغربی تہذیب و ثقافت کی اندھا دھند تقلید، اسلام کے خاندانی نظام پر حملے، نوجوان نسل کی دینی بے راہ روی وغیرہ شامل ہیں۔

۴۔ سیاسی واقتصادی چیلنجز: اس میں مسلم ممالک میں عدم تعاون اور عدم استحکام، مغربی طاقتوں کی مداخلت اور نوآبادیاتی ورثے کے اثرات اور سودی معیشت کے مقابلے میں اسلامی معیشت کے قیام میں مشکلات پیش آنا۔ علاوہ ازیں نااہلوں کا صاحب اقتدار ہونا اور قابل و اہل عوام کا در در کی ٹھوکریں کھانا بھی شامل ہے۔

۵۔ اسلاموفوبیا: اس میں مغربی دنیا کی اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنے کی کوشش، مسلمانوں کے خلاف تعصب اور منفی پروپیگنڈہ، پیغمبر اسلام ﷺ اور قرآن مجید کی اہانت کی کوششیں وغیرہ شامل ہیں۔

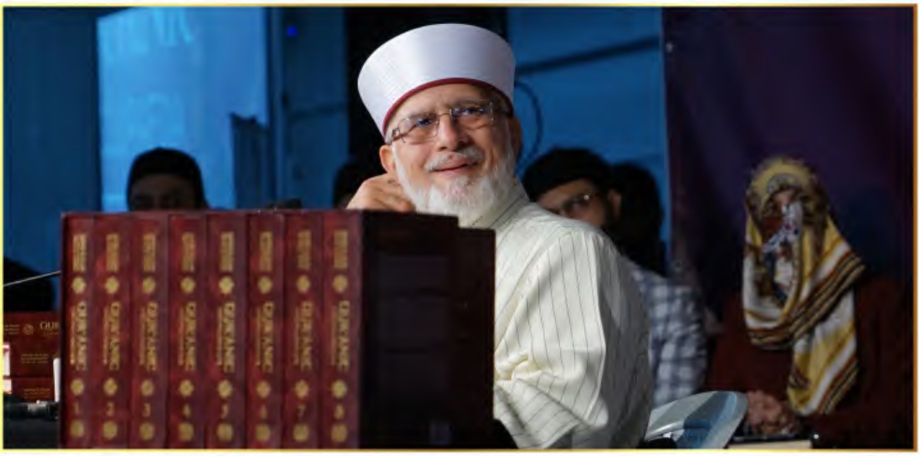

تاریخ گواہ ہے کہ مفکر صرف اور صرف فکر دیتا ہے۔ اسے عملی جامہ بعد میں کوئی اور آکر پہناتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مفکر فکر دینے کے ساتھ ساتھ اسے عملی جامہ پہنانے کی سعی بھی خود ہی کر رہا ہو مثلاً کارل مارکس اپنی کتاب Das Kapitall لکھ کر دنیا سے رخصت ہو گیا مگر اسے عملی جامہ لینن اور اسٹالن اور ماوزے تنگ نے پہنایا، کیپٹلزم پر کتب ایڈم سمتھ اور ڈاڈر یکارڈو نے لکھیں مگر عملی جامہ مغربی سیاستدانوں نے پہنایا۔ دو قومی نظریہ کے تحت الگ ریاست فکر علامہ اقبال نے دی اور اسے دنیا کے نقشے پر لانے کا کام محمد علی جناح نے سرانجام دیا مگر شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری وہ واحد شخصیت ہیں کہ آپ نے ان چیلنجز پر نہ صرف فکری و نظریاتی کام کیا ہے بلکہ عملاً بھی بے مثال اداروں کے قیام کی جدوجہد کی ہے۔ آپ اپنے نظریات و فکر کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انتہائی جرأت و حکمت کے ساتھ قدم بہ قدم اپنی طے کردہ منزل کی طرف رواں دواں ہیں بلکہ متعدد قافلوں کے سالار کی شکل میں پورے عالم اسلام کی رہنمائی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جمیع کتب اور خطابات سے یہ بات عیاں ہے کہ آپ نے عصر حاضر کے چیلنجز کا نہ صرف ادراک کیا بلکہ سائنسی انداز میں ان کی درجہ بندی اور تدریج و ترتیب کے ذریعے اصل امراض امت کی تشخیص کی اور پھر ان امراض کا شافی ووافی علاج اور طریق علاج بھی دریافت کیا۔

بیرونی (خارجی) چیلنجز کا مقابلہ قائد انقلاب کے افکار کی روشنی میں

امت مسلمہ کو درپیش بیرونی و خارجی چیلنجز کی جتنی طویل فہرست ہے اسی طرح ہر ہر چیلنج کے مقابلے میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات بھی ایک طویل ترین فہرست ہر جگہ موجود ہے۔ عام انسان حیران و ششدر رہ جاتا ہے کہ شیخ الاسلام ہر ہر چیلنج کے مقابل کھڑے نظر آتے ہیں، چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لیے شیخ الاسلام کے چند اقدامات پیش خدمت ہیں:

۱۔ نظریاتی و فکری چیلنجز

اس دور میں فتنہ الحاد کو لیں تو اس کے مقابل وہ خدا کو کیوں مانیں اور مذہب کو کیوں اپنائیں؟ کے لیکچرز کے ساتھ منفرد مقام پر نظر آتے ہیں۔ اسلامی اصولوں پر جدید نظریات اور فلسفوں کی تنقید کا وہ تقریباً اپنی ہر کتاب اور ہر خطاب میں جواب دیتے نظر آتے ہیں۔ سیکولرازم کے مثبت تصورات کو قبول بھی کرتے ہیں اور اس کے منفی رخ کو رد بھی کرتے ہیں۔ آپ جدیدیت اور انفرادیت پسندی کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لے کر خالص قرآنی سائنسی انداز میں اس کے رد و قبول کا تفصیلی فیصلہ کرتے ہیں۔ ان کے ہاں اجتہاد ایک زندہ قوت ہے وہ لفظی فتووں سے زیادہ عملی فتویٰ دیتے ہیں اور قدیم و جدید کے حسین امتزاج سے ہر حوالے سے ایک نئے طریقے کی بنیاد رکھتے ہیں۔

۲۔ تعلیمی و سائنسی چیلنجز

اس مد میں امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز کا بھی شیخ الاسلام نے بھرپور انداز سے جواب اور حل پیش کیا ہے۔ دینی و عصری علوم کے درمیان خلا کو پر کرنے میں جس قدر کام شیخ الاسلام نے کیا ہے کوئی دوسرا اس کا عشر عشیر بھی سامنے نہیں لا سکتا۔

آپ نے منہاج القرآن کی بنیاد رکھتے ہی دینی و عصری علوم کو یکجا کر کے ایک نئی راہ دکھائی اور اب تو منہاج یونیورسٹی کی شکل میں اس کی روشنی سے ایک عالم منور ہو رہا ہے۔ انھوں نے فتنوں کے دور میں اور فتووں کی بوچھاڑ میں بھی جدید ٹیکنالوجی کو ہر طرح مثبت انداز میں استعمال کرنے کا اجتہاد کیا۔ آپ نے بے خبری کے بحران میں صحیح خبروں کی اشاعت و ترویج کی۔ عصری تقاضوں کے پیش نظر مشکلات کا سامنا کرنے کے طریقے سے امت کی ناآشنائی کو فکر صحیح سے آشنا کر کے ایک واضح اور روشن راستہ دکھایا۔

۳۔ معاشرتی و ثقافتی چیلنجز

امت کو درپیش معاشرتی و ثقافتی چیلنجز کا بھی کوئی محاذ ایسا نہیں جس پر شیخ الاسلام کھڑے نظر نہ آئیں۔ وہ اپنی عظیم تصنیف قرآنی فلسفہ انقلاب میں امت مسلمہ پر مادیت، اشراقیت، متبنیت اور معرضیت کے حملوں کی سائنسی درجہ بندی کرتے ہیں اور پھر ان چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے طریقے کار کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔ وہ مغربی تہذیب کے مضر اثرات، اسلامی خاندانی نظام پر مغربی اعتراضات اور نوجوان نسل کی بے راہ روی کا عمیق نظری سے جائزہ لیتے ہیں اور اس کے تدارک کی غیر جذباتی اجتہاد کے ذریعے تدبیر بھی بتاتے ہیں رہنمائی بھی کرتے ہیں اور خود عملاً بھی اس کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

۴۔ سیاسی و اقتصادی چیلنجز

یہ بین الاقوامی چیلنجز ہیں جو آج پوری امت مسلمہ بلکہ ہر ملک و قوم کو درپیش ہیں۔ امت مسلمہ کے سیاسی چیلنجز میں مسلم ممالک میں سیاسی عدم استحکام، مغربی طاقتوں کی مداخلت اور نوآبادیاتی (Clonial) ورثے کے اثرات وطن پرستی اور قوم پرستی کے اثرات شامل ہیں۔ گویا سیاست و سماج دونوں ہی کو چیلنجز کا سامنا ہے۔ شیخ الاسلام سیاسی و سماجی انقلاب سے پہلے ذہنی و فکری انقلاب کا فلسفہ پیش کرتے ہیں۔ قرآنی فلسفہ انقلاب میں پہلے وہ فکری سطح پر وقوع پذیر ہونے والے تغیرات کا سائنسی تجزیہ پیش کرتے ہیں۔ پھر علمی سطح پر سیاسی فکر میں برپا ہو جانے والے تغیرات بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد عملی سطح پر سیاسی فکر میں تغیرات کا تجزیہ کرتے ہوئے سیاسی و سماجی انقلاب سے پہلے ذہنی و فکری انقلاب کو لازمی قرار دیتے ہیں۔ اس تناظر میں جب ہم شیخ الاسلام کی سیاسی جدوجہد کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ سو فیصد اپنے نظریات کے مطابق سیاست کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کی سیاست کا سارے کا سارا محور بھی ذہنی و فکری شعور پیدا کرنے کے ارد گرد رہا ہے، انھوں نے سیاست کو بھی عوامی شعور کی بیداری کے لیے استعمال کیا ہے۔

۵۔ اسلاموفوبیا کا چیلنج

اسلاموفوبیا جس کے تحت مغربی دنیا نے اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف تعصب اور منفی پروپیگنڈہ کیا گیا ہے۔ قرآن مجید اور پیغمبر اسلام کی بار بار توہین کی گئی ہے۔ اس فتنے کے سامنے بھی سب سے منفرد اور جاندار کردار شیخ الاسلام نے ادا کیا ہے۔ آپ کا دہشت گردی کے خلاف فتویٰ جس نے دنیا کے اسلام کے متعلق غلط فکری اشکالات کو دور کیا۔ ایک شاہکار ہے۔ سیرت النبی ﷺ کا اصل خاکہ پیش کرکے آپ نے ذات نبوی ﷺ سے متعلق فکر

مغرب کے توہمات کا ازالہ کیا نیز اہانت کے معاملات پر جذباتیت کی بجائے خالص فکری و نظریاتی اور قانونی سطح پر جنگ لڑ کر ڈنمارک میں اہانت رسول ﷺ اور قرآن مجید کی بے ادبی کو قانوناً جرم ڈیکلیئر کروایا۔ اس محاذ پر بھی آپ ہر جگہ نظریاتی دفاع کرتے نظر آتے ہیں۔

شیخ الاسلام کی انفرادیت صرف یہ نہیں کہ چیلنجز کو سمجھتے بھی ہیں اور ان کے دفاع کی موثر پلاننگ بھی کرتے ہیں بلکہ آپ ہر چیلنج سے نمٹنے کی سائنسی حکمت عملی بھی ترتیب دیتے ہیں۔ وہ توپ سے چڑیا کا شکار نہیں کرتے بلکہ جہاں علمی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں علمی انداز اپناتے ہیں۔ جہاں قانونی معاملات ہوں وہاں قانونی جنگ لڑتے ہیں اور جہاں فلسفیانہ موشگافیاں ذہن پراگندہ کر رہی ہوں وہاں فلسفہ کی زبان میں جواب دیتے ہیں اور جہاں جذبات کی ضرورت ہو، وہاں جذبات بھی ابھار دیتے ہیں۔ ان کا انداز بیان مکمل حکیمانہ اور سائنٹیفک ہوتا ہے۔ جو ہر جگہ ہر موقع و محل کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔

خلاصہ کلام

عصر حاضر کے چیلنجز کے بالمقابل شیخ الاسلام کی ذات کو دیکھیں تو انھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ فیض ملا ہوا نظر آتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا وَلَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ۔ (النحل: ۱۲۰)

”بے شک ابراہیم (علیہ السلام تنہا ذات میں) ایک اُمت تھے، اللہ کے بڑے فرمانبردار تھے، ہر باطل سے کنارہ کش (صرف اسی کی طرف یکسو) تھے، اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔“

احادیث مبارکہ سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عام انسانوں میں سے بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو تنہا ایک امت کا کام کر جاتے ہیں۔ عصر حاضر کے چیلنجز کے حوالہ سے لیے گئے۔ مذکورہ بالا جائزے کی روشنی میں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ بلاشبہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے جس علم و حکمت، جرات و بہادری، ترتیب و تدریج اور عزم مصمم کے ساتھ ہر چیلنج کا مقابلہ کیا ہے، وہ تنہا ایک امت کے طور پر اٹھائے جائیں گے۔ ایسے ہی شخصیت کے لیے علامہ اقبال نے فرمایا تھا:

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوب گماں تو ہے

آج امت مسلمہ اوہام و گماں کا شکار ہے اور شیخ الاسلام جو خدائے لم یزل کے دست و زبان کا مقام پا چکے ہیں۔ انھیں بھی عملی مثالوں سے وہ مقام دلوانا چاہتے ہیں۔

طاہرالقادری

جرأتوں کا نشاں طاہرالقادری
قوم کا پاسباں طاہرالقادری
کشتیِ ملک و ملت کو منزل رساں
صورتِ بادباں طاہرالقادری
بے بدل قائدِ کاروانِ وفا
بے شبہ بے گماں طاہرالقادری
داعیِ جذبۂ الفتِ باہمی
مشفق و مہرباں طاہرالقادری
محوِ تفسیرِ قرآں ہے شام و سحر
ہے عجب نکتہ داں طاہرالقادری
روشنی فکر کی بانٹنا جس کی خُو
علم کی کہکشاں طاہرالقادری
جس کی خوشبو رچی چار سو دہر میں
نکہتوں کا جہاں طاہرالقادری
بالیقیں اس صدی کا مجدد خوشا!
حق کا ہے ترجماں طاہرالقادری
غلبۂ دیں کی خاطر اٹھو سب چلو!
دے رہا ہے اذاں طاہرالقادری
دشمنوں کے ضرر سے بہ لطفِ نبی
پائے حفظ و اماں طاہرالقادری
مجھ سے ہمذالیؔ ہو اس کی توصیف کیا
میں کہاں اور کہاں طاہرالقادری

(انجینئر اشفاق حسین ہمذالیؔ)

QUAID DAY 75th

On Shaykh-ul-Islam Day 2026, we pause with gratitude and reflection to honour a personality whose life represents a deep commitment to faith, knowledge, and service to humanity. Shaykh-ul-Islam Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri stands as a rare example of scholarship that is deeply rooted in tradition and thoughtfully responsive to the needs of the modern world.For decades, your intellectual leadership has provided clarity in times of confusion, balance in times of extremism, and hope in periods of moral and spiritual uncertainty. Through your tireless efforts, Islam has been presented as a faith of mercy, reason, justice, and love, centered on devotion to the Holy Prophet Muhammad (peace and blessings be upon him) and the revival of authentic Islamic values.The global impact of Minhaj-ul-Quran International reflects not only organisational excellence but a transformative vision, one that empowers individuals through education, elevates hearts through spirituality, and serves humanity without distinction. Your work in promoting peace, countering radical ideologies, and fostering dialogue has reshaped narratives and inspired generations to walk the path of moderation and compassion.On this meaningful day, we pray that Allah Almighty continues to bless you with health, wisdom, and divine support. May He allow your mission to flourish further and enable us to remain sincere custodians of the message, principles, and responsibility you have entrusted to us. Your legacy is not only remembered, it is lived and carried forward with dedication.

Dr. Ghazala Hassan Qadri

President Minhaj-ul-Quran Women League (MWL) International

QUAID DAY 75th

Generations are shaped not only by what they inherit, but by who guides them. On *Shaykh-ul-Islam* Day 2026, we reflect on a mission that has shaped faith at home and conscience across the world.

Shaykh-ul-Islam Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri's lifelong scholarship has strengthened the imaan of generations, guiding families to live Islam with confidence, clarity, and wisdom amid the challenges of changing times.Beyond the home, your efforts have extended globally; advancing peace, rejecting extremism, empowering women through knowledge and leadership, and expanding dawah networks that present Islam as a source of mercy, stability, and hope for humanity. Your vision has connected hearts across cultures while remaining firmly rooted in authentic Islamic principles.We pray that Allah Almighty grants you continued strength and health, and allows your guidance to remain a trusted light for generations to come.

Mrs Fizzah Hussain Qadri

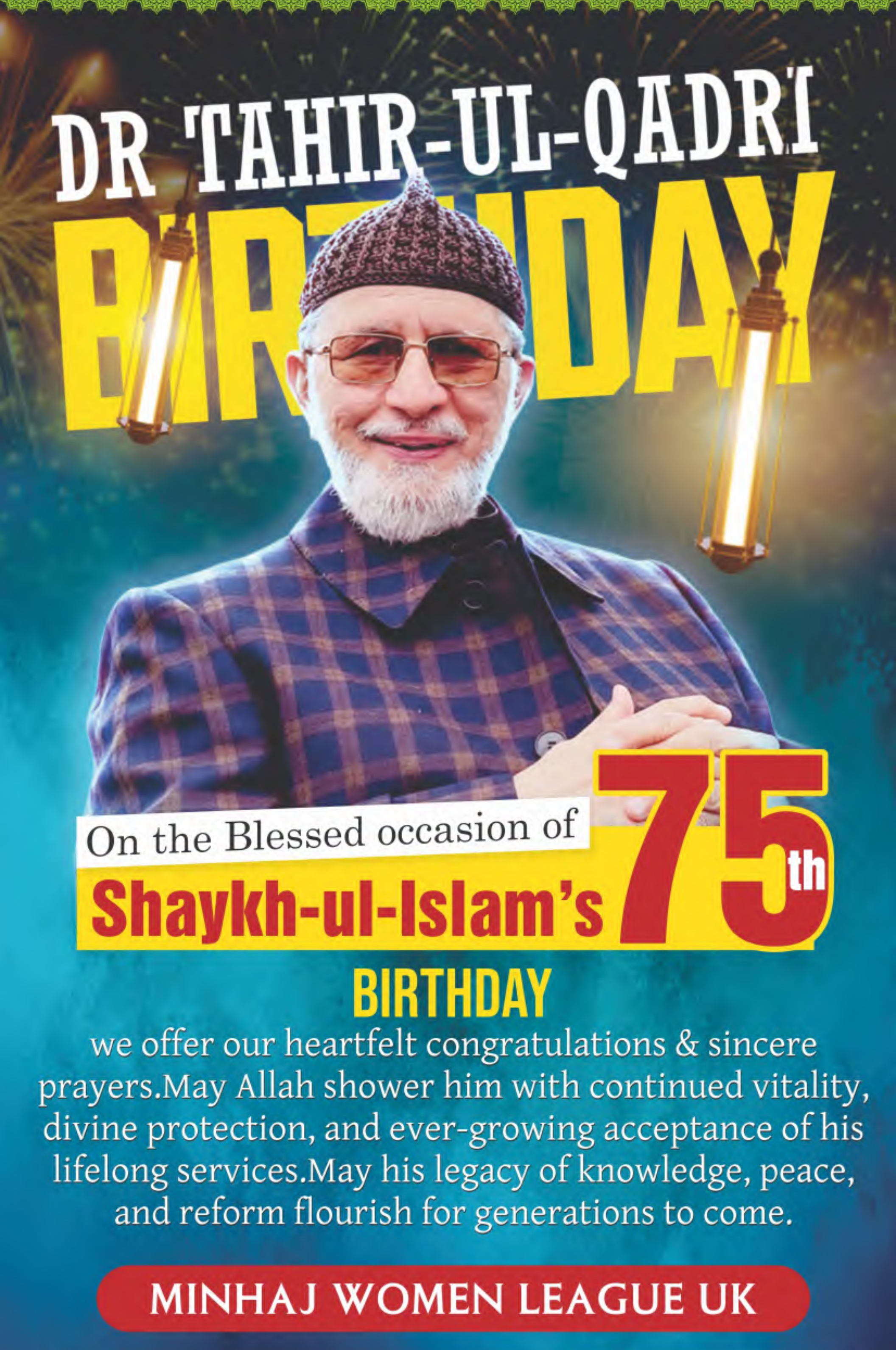
DR TAHIR-UL-QADRI
BIRTHDAY
On the Blessed occasion of
Shaykh-ul-Islam's 75th
BIRTHDAY
we offer our heartfelt congratulations & sincere prayers.May Allah shower him with continued vitality, divine protection, and ever-growing acceptance of his lifelong services.May his legacy of knowledge, peace, and reform flourish for generations to come.
MINHAJ WOMEN LEAGUE UK

MINHAJ COLLEGE FOR WOMEN, LAHORE
Minhaj University Lahore

Admission Open Spring 2026

Bachelor Program

Hostel & Mess facilities are also available

- ISLAMIC STUDIES
- EDUCATION
- ENGLISH
- ISLAMIC BANKING & FINANCE

Degree	Duration	Semester
BS	4 Years	8

Shariah Program

- Ash-Shahadat-ul-Sanawiyyah (Special) 6- Months
- Ash-Shahadat-ul-Sanawiyyah (Special) 1 year (Weekend Degree Program)

Postgraduate Program

- **M.Phil** ISLAMIC STUDIES
  2 Years Program

Short Courses

(Qir ā t, Naat, Khit ā bat o Niqabat, Languages)

APPLY NOW

042-35116795-35111013
03004160881-03214506894
Shah-e-Jeelani Road Township Lahore
mcw@minhaj.edu.pk

شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ
صبر و شکر کی عملی تصویر

تحریر: ڈاکٹر محمد اِقبال چشتی (پی ایچ ڈی)

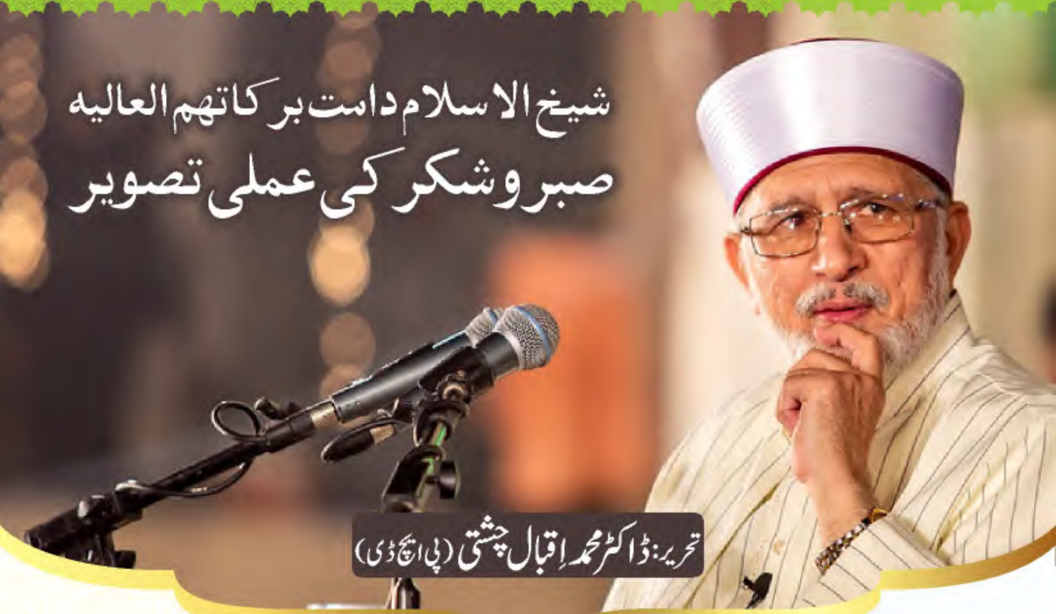

تمہید

اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ دین کا چراغ ہمیشہ انہی ہستیوں کے ہاتھوں روشن ہوا جنھوں نے صبر، برداشت اور شکر کو اپنا شعار بنایا۔ یہ اوصاف محض وعظ و نصیحت تک محدود نہیں رہے بلکہ عملی زندگی میں مشکلات، مخالفتوں اور آزمائشوں کے باوجود حق پر قائم رہنے کی طاقت بنے۔ یہ بات بھی روزِ روشن کی مانند عیاں ہے کہ کبھی بھی سلطان اور دینِ حق کا مبلغ ایک جگہ پر نہیں رہے۔ علمائے ربانیین نے ہمیشہ اعلائے کلمۃ الحق کیا اور اس کی پاداش میں اُن کو وہ سزائیں، صعوبتیں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کہ انسانی روح و جسم سُن کر کانپ جاتے ہیں۔ کسی پر کفر کا فتوٰی لگا تو کوئی اُس دور کے سلطان کی غلط بات نہ مان کر صعوبتوں کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس یہ معاملہ تب سے جاری و ساری ہوا جب سے اسلامی تعلیمات اِس کائنات میں منظرِ عام پر آئیں۔ ہر زمانے کے محدث، مجدد یا دین کے علمبردار کو دین کی حفاظت کے لیے قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔ اسلام کی تاریخ میں دین کی حفاظت اور اس کے پیغام کو عام کرنے کے لیے علماء، محدثین اور مجددین نے بے شمار قربانیاں دیں۔ ان کی زندگیاں مشکلات، آزمائشوں اور صعوبتوں سے بھری ہوئی ہیں، لیکن ان کے اخلاص اور استقامت نے دین کو محفوظ رکھا اور آج بھی ان کے نام زندہ و جاوداں ہیں۔ عصرِ حاضر میں اگر کسی شخصیت میں صبر، برداشت، تشکر جیسے اوصاف عملی صورت میں جلوہ گر نظر آتے ہیں تو وہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہیں، جن کی زندگی صبر، شکر اور برداشت کا زندہ نمونہ ہے۔

علمائے حق پر دین کی حفاظت: ایک عظیم ذمہ داری

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں دین کی حفاظت کے لیے ایسے افراد پیدا کیے جو نہ صرف خود دین پر قائم رہے بلکہ اس کی اشاعت اور حفاظت کے لیے اپنی جان و مال، عزت و آبرو سب کچھ قربان کر دیا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله، ينفون عنه تحريف الغالين، وانتحال المبطلين، وتأويل الجاهلين.

''ہر دور میں اس علم کو عادل لوگ اٹھاتے ہیں، جو اس سے غلو کرنے والوں کی تحریف، باطل پرستوں کی جعل سازی اور جاہلوں کی تاویل کو دور کرتے ہیں۔'' (طبرانی، مسند الشامیین، جلد ۱، ص 344، رقم: 599، قرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن، جلد 1، ص 36)

دینِ اسلام کی حفاظت کوئی اتفاقی عمل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ایک دائمی نظام ہے، جس کے تحت ہر دور میں ایسے علمائے حق پیدا ہوتے ہیں جو علمِ دین کے امین اور محافظ ہوتے ہیں۔ یہ حضرات نہ صرف کتاب و سنت کے صحیح فہم کو اپنی زندگی کا مقصد بناتے ہیں بلکہ دین میں غلو کرنے والوں کی تحریفات، باطل نظریات گھڑنے والوں کی جعل سازی اور کم علمی یا جہالت پر مبنی غلط تاویلات کا علمی، فکری اور عملی ردّ بھی کرتے ہیں۔ ان کی جدوجہد محض وعظ و نصیحت تک محدود نہیں ہوتی بلکہ تحقیق، تدریس، تصنیف، مناظرہ اور عملی استقامت کے ذریعے دین کی اصل صورت کو محفوظ رکھتے ہیں۔ یوں یہ علمائے ربانی دین کے قافلے کے وہ امین راہبر بنتے ہیں جو امت کو افراط و تفریط کے اندھیروں سے نکال کر اعتدال، حق اور سنتِ نبوی ﷺ کی روشن شاہراہ پر قائم رکھتے ہیں، اور یہی ان کی سب سے بڑی ذمہ داری اور سب سے عظیم خدمت ہے۔

برداشت: فکری اختلاف سے لے کر عملی مخالفت تک

برداشت محض دوسروں کو سن لینے کا نام نہیں بلکہ اختلاف کے باوجود اخلاق، وقار اور مقصد سے وابستگی برقرار رکھنے کا نام ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے فکری اختلافات، شدید تنقید، سیاسی دباؤ کے باوجود کبھی زبان، قلم اور کردار کو اخلاق کی حدود سے باہر نہیں جانے دیا۔ یہ وہی برداشت ہے جو اسلاف کا امتیاز تھی، جنہوں نے ظلم سہہ کر بھی دعوتِ دین کو ترک نہ کیا اور اپنے کردار کو بلند کیا۔

صبر و شکر: آزمائش میں استقامت، نعمت میں انکسار

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زندگی کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ آزمائش کو صبر اور کامیابی کو شکر میں بدل دیتے ہیں۔ صبر اُنہیں تھکنے نہیں دیتا اور شکر اُنہیں مغرور نہیں ہونے دیتا۔ یہی توازن ہمیں صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور ائمہ دین کی زندگیوں میں بھی ملتا ہے، جنہوں نے قید و بند، جلاوطنی، فقر اور مصائب کے باوجود دینِ اسلام کی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے رکھا۔

اسلاف محدثین و مفسرین کی دینِ متین کے لیے عظیم قربانیاں

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو اُس دور کے سلطان نے کوڑے لگوائے، امام ابو حنیفہؒ کو قید و اذیت سہنی پڑی، امام مالکؒ کو مدینہ میں تشدد کا سامنا کرنا پڑا، مگر کسی نے دین کا سودا نہیں کیا۔ ان عظیم ہستیوں نے صبر کو ہتھیار، برداشت کو زینت اور شکر کو سرمایہ بنا کر امت کو علمی و فکری رہنمائی عطا کی۔ یہی تسلسل ہمیں ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جدوجہد میں دکھائی دیتا ہے، جو جدید فکری چیلنجز کے مدمقابل دین کی حقیقی یعنی علمی و امن پسند تشریح پیش کر رہے ہیں۔

محدثین نے حدیثِ رسول ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ وہ دور دراز سفر کرتے، مشقتیں برداشت کرتے، اور بعض اوقات جان کے خطرات مول لیتے۔ امام بخاریؒ کی

زندگی کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ انہوں نے دور دراز کے دیار میں ایک ایک حدیث کو جمع کرنے کے لیے کئی کئی مہینوں کا سفر کیا۔ امام مسلم، امام شافعی، امام مالک اور دیگر اُس دور کے عظیم المرتبت محدثین ائمہ جنہوں نے دینِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وفا کی۔ امام مالکؒ کو کوڑے مارے گئے، لیکن انہوں نے حدیثِ رسول ﷺ کے خلاف فتویٰ دینے سے انکار کر دیا۔ ان کی استقامت کی وجہ سے آج بھی ان کا نام عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کو فتنہ ''خلقِ قرآن'' کے دوران قید و بند اور کوڑوں کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں، لیکن انہوں نے حق بات کہنے سے انکار نہ کیا۔ یعنی اگر ان محدثین کی کوششیں نہ ہوتیں تو باطل پرست دین پر غالب آجاتے اور حق و باطل میں فرق نہ رہتا۔

دینِ اسلام کی خدمات: علم، امن اور اصلاحِ معاشرہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات محض ایک میدان تک محدود نہیں بلکہ علم، تحقیق، دعوت، امن، بین المذاہب ہم آہنگی اور اصلاحِ معاشرہ تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اُن کی تحریریں، خطابات اور عملی جدوجہد اس بات کا ثبوت ہیں کہ صبر و برداشت محض ذاتی اوصاف نہیں بلکہ ایک مکمل فکری منہج ہیں، جو تشدد، انتہاپسندی اور فتنہ انگیزی کا حقیقی توڑ فراہم کرتے ہیں۔ اِن موضوعات پر شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سیکڑوں کتب ہیں جو فکری تشدد، مذہبی انتہاء پسندی اور فتنہ انگیزی کے لیے بیخ کنی کا کام کرتی ہیں۔

دینِ متین کے لیے مجدّدین کی جدوجہد

ہر صدی کے آغاز میں اللہ تعالیٰ ایسے مجدد پیدا کرتا ہے جو دین کو بدعات اور تحریفات سے پاک کرتے ہیں۔ مجدد وہی ہو سکتا ہے جو دینی علوم کا ماہر ہو، اور پھر بھی شرط یہ ہے کہ اس کا عزم اور ہمت ایسی ہو کہ وہ دن رات سنتوں کو زندہ کرے، انہیں عام کرے، اور دینِ متین کی ایجاد کی گئی بدعات اور محدثاتِ امور کو ختم کرے، یا کتابیں تصنیف کرے، تدریس کرے یا کسی اور طریقے سے دین میں شامل کی گئی بدعات کا قلع قمع کرے۔ یعنی: مجدد وہی ہوتا ہے جو دین کے علوم میں ماہر ہو اور اس کی ساری کوشش سنتوں کے احیاء، بدعات کے خاتمے اور دین کی حفاظت کے لیے ہو۔

علامہ شمس الحق عظیم آبادی مجدد کے متعلق لکھتے ہیں:

إذ المجدد للدين لا بد أن يكون عالمًا بالعلوم الدينية الظاهرة والباطنة، ناصرًا للسنة قامعًا للبدعة، وأن يعم علمه أهل زمانه... (شمس الحق العظیم آبادی، عون المعبود، جلد 11، ص 263)

"بے شک دین کا مجدد وہی ہو سکتا ہے جو ظاہری اور باطنی دینی علوم میں کامل مہارت رکھتا ہو، سنتِ نبوی ﷺ کا پُرزور حامی اور بدعت کا قاطع کرنے والا ہو، اور جس کا علم اپنے زمانے کے اہلِ علم و عوام سب تک پھیل چکا ہو۔"

علامہ شمس الحق اِسی طرح ایک اور مقام پر کہتے ہیں:

فظهر أن المجدد لا يكون إلا من كان عالمًا بالعلوم الدينية، ومع ذلك من كان عزمه وهمته آناء الليل والنهار إحياء السنن ونشرها، ونصر صاحبها وإماتة البدع ومحدثات الأمور ومحوها، وكسر أهلها باللسان، أو تصنيف الكتب والتدريس، أو غير ذلك، ومن لا يكون كذلك لا يكون مجددًا البتة، وإن كان عالمًا بالعلوم مشهورًا بين الناس مرجعًا لهم.

(العظیم آبادی، عون المعبود، جلد 11، ص 263-264)

"پس یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مجدد وہی ہو سکتا ہے جو دینی علوم میں کامل مہارت رکھتا ہو، اور اس کے ساتھ اس کا عزم و ہمت دن رات سنتوں کو زندہ کرنے اور انہیں عام کرنے میں صَرف ہو، رسول اللہ کی سنت ﷺ کی نصرت کرے، بدعات اور نئی گھڑی ہوئی باتوں کو مٹائے اور ختم کرے، اور ان کے ماننے والوں کی اصلاح (اُن کی) زبان کے ذریعے کرے، یا تصنیف و تالیف، تدریس یا کسی اور مؤثر طریقے سے انجام دے۔ جو شخص اِن تمام اوصاف کا حامل نہ ہو وہ ہرگز مجدد نہیں ہو سکتا، خواہ وہ دینی علوم میں کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو، لوگوں میں کتنا ہی مشہور اور ان کے لیے مرجع ہی کیوں نہ سمجھا جاتا ہو۔"

ان دو مندرجہ اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نہ صرف اپنی زبان میں بلکہ دیارِ غیر میں اُن کی زبان کے اندر رسول اللہ ﷺ کے دینِ متین کی تبلیغ و ترویج میں کس قدر اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

دینِ متین کی ترویج کے مختلف طریقے

دین کی حفاظت کے لیے علماء، صلحاء، محدثین اور مفسرین نے مختلف طریقے اپنائے۔ بعض نے براہِ راست دعوت و تبلیغ کا اپنا شعار بنایا۔ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کی، اپنے نبی ﷺ کی کتاب اور سنت کا دفاع کیا، اور بدعات کے قائلین کا مقابلہ کیا، اس کے لیے جو وسائل اُن کے اختیار میں تھے وہ بروئے کار لائے، جیسے براہِ راست دعوت دینا، خطوط اور مراسلات کے ذریعے تعلیم و ترغیب، تدریس، خطابت اور مناظرے کرنا، اور مختلف دینی علوم میں تصانیف لکھنا۔ بعض لوگوں نے وقت

کے پیشِ نظر مناظرے، علمی مباحثے اور بحث و تمحیص کو اپنایا۔ بعض نے تصانیف و تالیفات کو دینِ متین کی تبلیغ کے لیے بطور طریق اپنایا۔

ان تمام طرق کے باوجود جب ہم شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے تمام صلحاء، اتقیاء، اسلاف اور علماءِ دین کے تمام طریقوں کو دورِ جدید میں دین کی ترویج کے لیے اپنایا ہے اور تقریباً دنیا کے 100 ممالک میں سے زائد لوگوں تک رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ کے خلاف کئی کتابیں بھی لکھی گئیں، آپ پر مختلف اَدوار میں فتوے بھی لگے، آپ کی ذاتِ گرامی کے متعلق بہت کچھ کہا گیا لیکن آپ نے اپنی زندگی میں کسی کو جواب دینے کی بجائے علمی، فنی اور تعلیمی سرگرمیوں پر زور دیا اور دینِ متین کی ترویج کو اَحسن انداز میں کرنے کے لیے اہم اِقدامات کیے۔

دین کی حفاظت کے لیے ہر دور کے محدثین، مجددین اور علمبرداروں نے بے مثال قربانیاں دیں۔ ان کی استقامت، اخلاص اور جدوجہد کی بدولت آج دینِ اسلام اپنی اصل شکل میں محفوظ ہے۔ ان کے واقعات ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ دین کی حفاظت کے لیے مشکلات برداشت کرنا ہی اصل کامیابی ہے، اور یہی وہ قیمت ہے جو ہر سچے علمبردار کو ادا کرنی پڑتی ہے۔

حاصلِ کلام

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ دین کی خدمت ہمیشہ انہی لوگوں کے حصے میں آئی ہے جو آزمائش میں ثابت قدم اور نعمت میں شکر گزار رہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اسی تسلسل کی ایک روشن کڑی ہیں، جو اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے صبر، برداشت اور شکر کو عملی زندگی میں ڈھال کر امت کو امید، اعتدال اور فکری رہنمائی فراہم کر رہے ہیں۔ ایسی شخصیات ہی دراصل تاریخ کے دھارے کو موڑتی اور آنے والی نسلوں کے لیے راستہ ہموار کرتی ہیں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دین کی خدمت اور اس کی حفاظت کے لیے استقامت اور اخلاص عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الاَمین۔

بیداریٔ شعور کا روشن مینار

عائشہ مبشر (ممبر کوآرڈینیشن کونسل منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان)

"الہدایہ" منہاج القرآن انٹرنیشنل (برطانیہ) کے زیراہتمام منعقد ہونے والے سالانہ اسلامی تربیتی کیمپس کا ایک سلسلہ ہے جس کا آغاز 2005ء میں ہوا۔ ان کیمپس کا مقصد یورپ میں بسنے والے مسلمانوں کی روحانی تربیت، دینی تعلیم اور اخلاقی نشوونما کرنا ہے۔ یہ کیمپس مغربی معاشرے میں موجود نوجوانوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرانے اور انہیں انتہا پسندی اور گمراہی سے بچانے کے لیے ایک پلیٹ فارم فراہم کرتے ہیں۔ یہ تربیتی کیمپس نوجوانوں میں اسلامی اقدار، سماجی بہبود اور امن کے پیغام کو فروغ دینے کے لیے کوشاں ہیں۔ الہدایہ کے ذریعے نوجوانوں میں قیادت کی صلاحیتیں پیدا کرنے اور انہیں مغربی معاشرے کا ایک فعال اور مثبت حصہ بنانے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔

ان تربیتی کیمپس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری سمیت دیگر جید علماء اور اسکالرز لیکچرز دیتے ہیں جو شرکاء کو مختلف دینی اور عصری موضوعات پر رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ الہدایہ تربیتی کیمپس میں نہ صرف دینی تعلیمات پر زور دیا جاتا ہے، بلکہ عملی ورکشاپس اور مختلف دینی، علمی اور روحانی سرگرمیاں بھی منعقد کی جاتی ہیں تاکہ نوجوانوں کو روزمرہ زندگی کے مسائل اور چیلنجز کا سامنا کرنے کی تربیت دی جا سکے۔

امسال منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے زیر اہتمام تین روزہ (2 اگست تا 4 اگست 2025ء) دینی، تعلیمی اور اصلاحی تربیتی کیمپ ''الہدایہ 2025ء'' یونیورسٹی آف واروک لندن میں منعقد ہوا۔ اس کیمپ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی، پروفیسر ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، شیخ حماد مصطفٰی مدنی القادری، شیخ احمد مصطفٰی العربی القادری اور ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے خصوصی شرکت کی اور مختلف موضوعات پر لیکچرز دیے۔ اس کیمپ میں برطانیہ بھر سے مختلف طبقاتِ زندگی سے تعلق رکھنے والی 1300 سے زائد فیملیز نے بطورِ خاص شرکت کی۔

''الہدایہ'' گزشتہ 20 سال میں علم، روحانیت اور اسلامی نظریاتی بیداری کا روشن مینار بن کر ابھرا ہے۔ یہ ایک علمی، فکری اور روحانی تحریک ہے جس نے دو دہائیوں سے اذہان و قلوب کی تربیت کی، ایمان کو جلا بخشی اور نئی نسل کو جدید فتنوں سے بچا کر اسلام کی حقیقی روشنی کی جانب گامزن کیا ہے۔ امسال منعقد ہونے والے ''الہدایہ'' کیمپ کی اجمالی رپورٹ نذرِ قارئین ہے:

تربیتی کیمپ کا پہلا دن (2 اگست 2025ء)

''الہدایہ'' 2025ء کے عنوان کے تحت منعقدہ تین روزہ تربیتی کیمپ کا آغاز تلاوت قرآن مجید اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ بعد ازاں ''الہدایہ'' کے ٹائٹل کے تحت 20 سال پر محیط اس روحانی اور علمی سفر پر شرکاء نے منتظمین کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری نے ''الہدایہ'' تربیتی کیمپ میں The Pre-Eminence and Authenticity of the Sunnah and Hadith.، سنت و حدیث کی حجیت اور اسناد کی اہمیت'' کے موضوع پر اپنا پہلا علمی و فکری خطاب ارشاد فرمایا۔

- انھوں نے اپنے خطاب میں حجیتِ حدیث کو واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی کریم ﷺ کے فرامین کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام تسلیم کرنا حدیث پر ایمان کا ثبوت ہے۔ سنت کو مانے بغیر قرآن کو ماننا بھی ممکن نہیں۔ قرآن مجید کی متعدد آیات حضور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت اور

اللہ کی اطاعت کو لازم و ملزوم قرار دیتی ہیں اور دونوں کی نافرمانی کو یکساں طور پر نافرمانی اور گمراہی قرار دیتی ہیں۔ قرآن اور سنت دو الگ راستے نہیں، بلکہ ایک ہی نور، ایک ہی پیغام اور ایک ہی الوہی منبع کے سرچشمے ہیں۔

- شیخ الاسلام نے قرآن کی متعدد آیات سے استدلال کیا، جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے فرامین اور اعمال کی حجیت کی توثیق کی ہے۔ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن اور سنت ایک ہی پیغام کے دو پہلو ہیں۔قرآن ہمیں عبادت کا حکم دیتا ہے، لیکن اس کا طریقہ ہمیں سنت سے ہی معلوم ہوتا ہے۔قرآن حکم دیتا ہے، سنت طریقہ فراہم کرتی ہے۔قرآن ہمیں نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور حج کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن سنت کے بغیر، ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کیسے ادا کرنا ہے۔
- شیخ الاسلام نے ان آیات کو بھی بیان فرمایا جن میں آپ ﷺ کے فرامین و اعمال اور اطاعت کو قبول کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ان میں سے کسی ایک کو رد کرنا دونوں کو رد کرنا ہے۔ شیخ الاسلام نے اپنے خطاب میں واضح کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بغیر کوئی اسلام نہیں۔قرآن اور سنت دو راستے نہیں ہیں؛ وہ ایک روشنی اور ایک ہی پیغام ہیں اور ان کا ماخذ بھی ایک ہے۔
- اپنے خطاب میں شیخ الاسلام نے نوجوانوں کو سوشل میڈیا پر پھیلنے والی غیر مستند، بغیر علم اور غیر تربیت یافتہ آوازوں سے ہوشیار رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ چکنی چپڑی زبان یا فصیح انداز کو حق نہ سمجھو۔جو سننے میں اچھا لگے، ضروری نہیں کہ وہ سچ بھی ہو۔جو سوشل میڈیا پر مقبول ہو، لازمی نہیں کہ وہ مستند بھی ہو۔اسلام علمی گہرائی، نظم اور سند کا تقاضا کرتا ہے۔جیسے دوا صرف ماہر ڈاکٹروں سے حاصل کی جاتی ہے، ویسے ہی دین صرف اہلِ علم اور سند یافتہ علماء سے سیکھا جاتا ہے۔
- شیخ الاسلام نے نوجوانوں کو پیغام دیتے ہوئے کہا کہ اپنے دین کو صحیح طریقے سے سیکھنے میں وقت صرف کریں۔قرآن اور سنت سے جڑی ہوئی مستند تعلیمات پر بھروسہ کریں جو صدیوں کے علمی ورثے میں محفوظ ہیں۔اپنے آپ کو علم سے لیس کریں تاکہ ان لوگوں کے بہکاوے میں نہ آئیں جو بغیر حکمت و بصیرت کے بولتے

ہیں۔ ان آوازوں سے ہوشیار رہیں جو قرآن کو نبی ﷺ سے الگ کرتی ہیں۔ اسلام توازن، علم، اور مستند روایت کا مذہب ہے نہ کہ سنسنی خیزی یا ذاتی رائے کا۔

الہدایہ تربیتی کیمپ کے پہلے روز کے دوسرے سیشن میں شرکاء کے روحانی ذوق اور کیفیات کو جِلا بخشنے کے لیے قراء اور نعت خوانان نے تلاوت قرآن مجید، حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت اور مختلف عارفانہ و صوفیانہ کلام اور نشید پیش کیے۔ علاوہ ازیں اس کیمپ میں شریک بچوں کے لیے بھی خصوصی طور پر علمی اور روحانی سرگرمیوں کا خصوصی اہتمام کیا گیا جن میں بچوں نے نہایت ذوق و شوق سے بھرپور حصہ لیا۔

تربیتی کیمپ کا دوسرا دن (3 اگست 2025ء)

"الہدایہ" کیمپ کے دوسرے دن کے پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن مجیداور نعت رسول مقبول ﷺ اور محفل سماع سے ہوا۔ بعد ازاں محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری اور شیخ حماد مصطفی المدنی القادری نے نہایت اہم موضوعات پر لیکچرز دیے اور مختلف پہلوؤں سے اسلامی تعلیمات کو اجاگر کیا۔

خطاب ڈاکٹر غزالہ حسن قادری

ڈاکٹر غزالہ حسن قادری (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ انٹرنیشنل) نے Steps to Spirtual Growth - A Practical Guide to Becoming a Better Muslim "عملی مسلمان بننے کے لیے روحانی ترقی کے مراحل" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے ان امور کی طرف توجہ دلوائی کہ ایک بہتر مسلمان بننے کے لیے کیا عملی اقدامات اختیار کیے جا سکتے ہیں۔ یہ خطاب باطنی اصلاح، سچی توبہ اور عاجزی کی اہمیت کو اجاگر کررہا تھا۔ انہوں نے اچھے اخلاق، نرمی اور دوسروں کے لیے دل میں وسعت پیدا کرنے پر زور دیا۔ اُن کا کہنا تھا مومن کو بدتمیزی یا دوسروں پر فتویٰ لگانے سے گریز کرنا چاہیے۔ بجائے اس کے کہ دوسروں کی غلطیوں پر نظر رکھیں، ہمیں خود سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ کیا ہمارے رویے، ہماری زبان اور ہمارے غصے سے لوگ محفوظ ہیں؟ زبان سے نکلے الفاظ بھی جسمانی زخموں کی طرح تکلیف دے سکتے ہیں۔

تقویٰ (اللہ کی قربت اور خوف) حاصل کرنا بھی اسی طرح محنت کا متقاضی ہے، جیسا کہ دنیاوی کامیابیاں محنت چاہتی ہیں۔روحانی ترقی کوئی اتفاقیہ عمل نہیں بلکہ مسلسل اخلاص، عاجزی، صبر اور محنت سے حاصل ہونے والا ایک شعوری سفر ہے۔ہمیں ہر لمحہ سوچنا چاہیے کہ ہم اللہ کے پسندیدہ راستے پر ہیں یا ناپسندیدہ پر؟ غفلت کی زندگی انسان کو اللہ سے دور کر دیتی ہے۔صبر کو صرف بیماری یا مشکل پر برداشت کرنا نہ سمجھا جائے، بلکہ اصل صبر وہ ہے کہ جب گناہ کا موقع موجود ہو لیکن انسان خود کو روک لے۔یہی صبر حقیقی تقویٰ کی بنیاد ہے۔صبر کو مضبوط بنانے کے لیے قناعت (دل کا سکون اور شکر گزاری) کا ہونا ضروری ہے، خاص طور پر آج کے دور میں جب سوشل میڈیا پر دوسروں کی زندگیوں سے موازنہ انسان کے دل میں بے چینی پیدا کرتا ہے۔اپنی زبان کو صابر، دل کو مطمئن، اور جسم کو پرسکون رکھیں۔جب یہ توازن حاصل ہو جائے تو دل کی گہرائیوں سے سکون اور روحانی استحکام نصیب ہوتا ہے۔

خطاب شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری

شیخ حماد مصطفیٰ المدنی القادری نے Al-Futuwwa: A Chivalrous Way of Life in the 21st Century، نوجوانوں سے الفُتُوَّۃ: اکیسویں صدی میں جوانمردی کا طرزِ حیات'' کے موضوع پر نہایت مؤثر اور بصیرت افروز خطاب فرمایا۔انہوں نے الفتوۃ کے تصور کو تاریخی و روحانی پس منظر میں بیان کیا اور واضح کیا کہ یہ محض ماضی کا تصور نہیں بلکہ عصرِ حاضر میں بھی ایک لازمی اخلاقی و روحانی نظامِ حیات ہے۔آج کے دور میں ایمان کو صرف رسمی عبادات اور رسومات تک محدود کر دیا گیا ہے۔نماز، روزہ اور مسجد کی حاضری کے باوجود اکثر لوگ یتیموں، بھوکوں، محتاجوں اور مظلوموں کی خبرگیری نہیں کرتے۔سچے مؤمن کا تین چوتھائی وقت خلقِ خدا کی خدمت، دوسروں کے حقوق کی ادائیگی اور رحم و سخاوت میں گزرنا چاہیے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الفتوۃ کا جوہر شکر، صبر، ایثار اور دنیا سے بے رغبتی ہے۔اللہ کے قریب ہونے کا حقیقی راستہ مخلوق کی خدمت سے ہو کر گزرتا ہے۔آج کا معاشرہ ان لوگوں کو سراہتا ہے جو صرف اپنی ترقی و شہرت کے

پیچھے ہیں، جبکہ اسلام ہمیں ایثار، بھائی چارہ اور عاجزی کی تعلیم دیتا ہے۔الفتوۃ کا اعلیٰ روحانی درجہ وہ ہے جہاں انسان سمندر جیسا ہو جائے یعنی گہرا، پر سکون اور بے پناہ وسعت لیے ہوئے۔سچے مؤمن وہ ہیں جو خوشحالی اور تنگی دونوں حالتوں میں خرچ کرتے ہیں، غصے کو ضبط کرتے ہیں اور ہر حال میں حسنِ سلوک کرتے ہیں۔سچا جوانمرد اپنے اعمال پر فخر نہیں کرتا، بلکہ ہمیشہ عاجزی و انکساری اختیار کرتا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خطاب

''الہدایہ'' کیمپ کے دوسرے دن یونیورسٹی آف واروک میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے Analytical Study of the Western Critical Method ''مغربی تنقیدی طریقہ کار کا تجزیاتی مطالعہ'' کے موضوع پر نہایت مدلل اور فکر انگیز کلیدی خطاب کیا۔یہ خطاب گذشتہ لیکچر کا تسلسل تھا، اس خطاب میں آپ نے اسلام اور بالخصوص احادیث کے مآخذ کو مشکوک بنانے اور ان کی ساکھ کو مجروح کرنے میں مغربی تاریخی تنقیدی طریقہ کار کے کردار کا تفصیلی جائزہ پیش کیا۔

- شیخ الاسلام نے سامعین کے سامنے اس طریقہ کار کی فکری بنیادوں اور نوآبادیاتی مقاصد کو بے نقاب کیا۔ شیخ الاسلام نے واضح کیا کہ یہ طریقہ 17ویں اور 18ویں صدی کی یورپی روشن خیالی (Enlightenment) کے دور میں بائبل پر تنقید کے لیے بنایا گیا تھا، مگر بعد ازاں اسے اسلام کے متون پر بھی لاگو کیا گیا، باوجود اس کے کہ مستشرقین کو اسلامی علوم کی گہرائی کا فہم نہ تھا اور نہ ہی ان کے اخلاص کا۔یہ طریقہ کبھی علمی طور پر غیر جانب دار نہیں رہا۔اس کا مقصد نبوت کی عظمت کو کم کرنا، اسلامی قانون کی حرمت کو مشکوک بنانا اور اسلامی متون کو بائبل کی طرح تاریخی طور پر غیر معتبر قرار دینا تھا۔اس کام کو سرانجام دینے والے مشہور مستشرقین جنھوں نے اسلام کی علمی روایت کو مسخ کیا، ان میں اگناز گولڈزیہر (Ignaz Goldziher)، اس نے پورے ذخیرہ حدیث کو ناقابلِ اعتبار قرار دیا؛ جوزف شاخت (Joseph Schacht)، اس نے دعویٰ کیا کہ اسلامی قانون قبل از اسلام قبائلی روایات سے لیا گیا، الوئیس اسپرانگر (Aloys Sprenger)، اس نے ''سیرت محمدؐ'' کے نام پر من گھڑت روایات کو تاریخی سچ کے طور پر پیش کیا۔دیگر متعصب مصنفین جیسے ایڈورڈ سیل، ولیم میور اور گوستاو ویل کے کام بھی جھوٹ، غلط ترجمہ اور نظریاتی تعصب کا مجموعہ ہیں۔

• شیخ الاسلام نے بیان کیا کہ ان مستشرقین نے اسلامی اصولِ حدیث علم الرجال، الجرح والتعدیل اور مصطلحات الحدیث کو مکمل طور پر نظر انداز کیا۔انھوں نے اس تاریخ علم الحدیث سے جان بوجھ کر اعراض برتا کہ اہلِ اسلام نے عہدِ نبوی ﷺ ہی سے حدیث و سنت کو محفوظ کیا اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے طور پر کئی احادیث کو اپنے پاس جمع کر رکھا تھا۔امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے ان علوم کو باقاعدہ مدون کیا۔اسلامی علمی روایت وحی، سنت اور سند پر مبنی ہے، نہ کہ سیکولر یا مغربی نظریات پر۔قرآن خود نبی ﷺ کو اس فرمان الٰہی کے ذریعے وحی کی تشریح کے لیے مقرر کرتا ہے:

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ۔ (النحل، ۱۶: ۴۴)

" اور (اے نبیِ مکرّم!) ہم نے آپ کی طرف ذکرِ عظیم (قرآن) نازل فرمایا ہے تاکہ آپ لوگوں کے لیے وہ (پیغام اور احکام) خوب واضح کر دیں جو ان کی طرف اتارے گئے ہیں اور تاکہ وہ غور و فکر کریں"۔

لہٰذا سنت نہ صرف بنیادی ماخذ ہے بلکہ قرآن کی عملی تفسیر بھی ہے۔ مغربی تنقیدی طریقہ محض علمی نہیں بلکہ فکری استعمار (intellectual colonisation) کا ایک ہتھیار ہے۔اس کا مقصد اسلامی علم کو مسخ کرنا تھا، نہ کہ سچ کی تلاش۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کو مستند اسلامی علوم کے زاویے سے سمجھیں، مغربی نظریات سے نہیں۔ حدیث وسنت؛ قرآن مجید کی تشریح، عملی صورت اور اسلام کا بنیادی ماخذ ہے۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ دونوں کی اطاعت

لازم ہے۔جب تک نبی کریم ﷺ کی اتباع نہ ہو، صرف اللہ کو ماننا کافی نہیں یہی اسلامی عقیدہ ہے جو مغربی طریقہ کار کی خرابیوں کا رد کرتا ہے۔

تربیتی کیمپ کا تیسرا دن (4 اگست 2025ء)

4 اگست 2025ء ''الہدایہ'' کیمپ کے آخری دن کا آغاز حسبِ معمول تلاوت، قرآن مجید، نعت رسول مقبول ﷺ اور صوفیانہ و عارفانہ کلام سے ہوا۔بعد ازاں پروفیسر ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل) نے تجدید و احیاء دین کے موضوع پر علمی و فکری خطاب فرمایا۔

خطاب پروفیسر ڈاکٹر حسن محی الدین قادری

پروفیسر ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے Who is Shaykh-ul-Islam? کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو امت میں ظاہر کرتا ہے جو صداقت، تقویٰ اور سنت کی حفاظت کے علمبردار ہوتے ہیں۔ ہر صدی میں اللہ تعالیٰ ایک مجدد بھیجتا ہے جو امت کو رہنمائی، توازن اور دین کی اصل روح سے جوڑتا ہے۔انھوں نے واضح کیا کہ اللہ رب العزت ہمیں صادقین (سچے لوگوں)، جو اللہ کے چنے ہوئے اور پاک کیے ہوئے ہیں، ان کو پہچاننے کا حکم دیتا ہے۔اس لیے کہ یہی لوگ قرآن و سنت کے محافظ اور نبوی ورثہ کے علمبردار ہیں۔ان کی صحبت سے اللہ کی یاد آتی ہے، ان کے چہرے اللہ کی یاد دلاتے ہیں اور ان کی موجودگی نبی ﷺ کی محبت کو دوبارہ زندہ کرتی ہے۔ یہ لوگ اس وقت دین کو زندہ کرنے والے ہوتے ہیں جب قرآن و سنت کو بھلایا جارہا ہو۔ ہر صدی میں، اللہ تعالیٰ امت کو توازن اعتدال پر قائم رکھنے کے حوالے سے رہنمائی کے لیے کسی کو بھیجتا ہے۔ ہمارے دور میں یہ ذمہ داری شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو نصیب ہے۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے شیخ الاسلام کے علمی، فکری اور روحانی سلسلہ کو بیان کیا کہ شیخ الاسلام نہ صرف روایتی اسلامی علوم بلکہ جدید علوم اور معرفت و روحانیت کے عظیم سرچشموں سے سیراب ہیں۔ شیخ الاسلام کو عالمی سطح پر ایسی ہمہ جہتی کامیابیاں اور انفرادیت حاصل ہے کہ عرب و عجم کی دنیا کے علماء شیخ الاسلام کا نہ احترام کرتے ہیں بلکہ ان کی کتب اور خطابات سے بھی مستفید ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام کی تعلیمات امام ابوحنیفہ کی گہرائی، امام غزالی کی روحانی بصیرت اور ماضی کے عظیم ائمہ کے وژن کی عکاسی کرتی ہیں۔ شیخ الاسلام آج نبوی حکمت کے

وارث، اس صدی کے مجدد، اور ہماری نسل کے لیے اللہ کا ایک تحفہ ہیں۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل کے ذریعے انہوں نے نہ صرف علم کو دوبارہ زندہ کیا ہے بلکہ ایک ایسی تحریک بھی بنائی ہے جو علم، روحانیت اور اصلاح کو یکجا کرتی ہے اور 90 سے زائد ممالک میں انسانیت کی خدمت کر رہی ہے۔

خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

4 اگست 2025ء "الہدایہ" کے تیسرے اور آخری دن کی اختتامی نشست میں، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے The Islamic Epistemology of Hadith Verification "احادیث کی اسلامی تصدیقی معرفت" کے موضوع پر نہایت اہم اور جامع کلیدی خطاب فرمایا۔ یہ خطاب احادیث و سنت کی صداقت، مغربی تنقیدی طریقہ کار کا تجزیہ اور اسلامی علمی روایت کے تناظر میں تصدیقِ حدیث کے اصولوں پر مشتمل تین حصوں پر مبنی سلسلے کا اختتامیہ تھا۔ شیخ الاسلام نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے Epistemology (معرفتِ علم) کا مفہوم واضح کیا کہ

- اسلام میں علم کا ماخذ انسانی قیاس یا تجربہ نہیں۔ اسلامی اور مغربی تصدیقی طریقہ کار میں فرق ہے۔ اسلامی طریقہ شک کی بنیاد پر نہیں بلکہ محبت، یقین اور مسلسل روایت پر مبنی ہے جبکہ مغربی طریقہ شک اور الحاد پر مبنی ہے جو وحی کی حیثیت کو چیلنج کرتا ہے۔
- شیخ الاسلام نے مزید واضح کیا کہ حدیث اور سنت الگ الگ تصورات نہیں ہیں۔ سنت مستند احادیث کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے، جو اسناد کے قابل اعتماد سلسلوں کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔ اسلامی تاریخ میں علماء، بشمول سنن ابی داؤد، سنن الترمذی، اور سنن النسائی جیسی بڑی تالیفات کے مصنفین، نے حدیث اور سنت کو مترادف سمجھا۔ شیخ الاسلام نے جدید دعووں کو سختی سے رد کیا جو ان دونوں کو الگ کرنے یا سنت کی تصدیق کرتے ہوئے حدیث کو رد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے خیالات اکثر الجھن، جہالت، یا گمراہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے عام غلط فہمیوں کو دور کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ حدیث کو حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے صدیوں بعد مرتب نہیں کیا گیا بلکہ آپ ﷺ کی اپنی زندگی میں ہی اسے محفوظ کرلیا گیا تھا۔
- الہدایہ کیمپ کی اس آخری نشست میں شیخ الاسلام نے سامعین کو نصیحت کی کہ وہ سچے داعی بنیں۔ دین کا صحیح فہم حاصل کریں، سنت سے تعلق کو مضبوط کریں

اور اپنے خاندان، رشتہ داروں اور معاشرے کو اس علم سے فیض یاب کریں تاکہ آخرت میں نجات ممکن ہوسکے۔غیر فعال مومن نہ بنیں بلکہ اسلام اور اس کی مستند تعلیمات کی طرف بلانے والے فعال داعی بنیں۔

اس تاریخی خطاب کے ساتھ الھدایہ 2025ء کا اختتام ہوا۔اس تین روزہ علمی و روحانی تربیتی کیمپ نے شرکاء کو دین کے فہم، حدیث کی قدر اور اسلامی تشخص پر فخر کے ساتھ دنیا کا سامنا کرنے کا حوصلہ عطا کیا۔شرکاء کو اعتقاد کی وضاحت، حدیث و سنت نبویﷺ پر اعتماد اور حقیقی اسلامی تعلیمات کے مشعل بردار بننے کے اجتماعی عزم سے نوازا۔یہ تین روزہ کیمپ نوجوانوں کے لیے ایک روشن چراغ ثابت ہوا، جس نے ان کے ایمان کو زندہ کیا، ذہنوں کو تقویت دی اور پیغمبر اسلامﷺ کی عظیم میراث سے دوبارہ جوڑا۔اس علمی و فکری اور روحانی کیمپ نے نئ نسل کو جدید چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے علم، ایمان اور خود اعتمادی سے لیس کیا۔

رفقاء اور تنظیمات متوجہ ہوں!

کاغذ کی بڑھتی ہوئی قیمت کے سبب مرکزی مجلسِ شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ماہنامہ منہاج القرآن اور ماہنامہ دختران اسلام کی ترسیل کو ماہ اگست 2022ء سے زیرِ رفاقت سے الگ کر دیا گیا تھا۔اس فیصلہ کی روشنی میں تمام رفقاء تحریک منہاج القرآن کو اب یہ شمارے مرکز سے ترسیل نہیں کیے جاتے۔تاہم ان شماروں کی Soft Copy تحریک منہاج القرآن کی جملہ ویب سائٹس، فیس بک اور دیگر واٹس ایپ گروپ میں باقاعدگی سے شیئر ہو رہی ہے۔

★ جو رفقاء اور تنظیمات ان شماروں کی Printed کاپی حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ الگ سے مجلہ آفس سے اس کی سالانہ خریداری (ماہنامہ منہاج القرآن 700 روپے + ماہنامہ دختران اسلام 700 روپے) حاصل کر سکتے ہیں۔

★ تنظیمات کو یہ اطلاع بھی دی جاتی ہے کہ قائمہ کمیٹی کے فیصلہ کی روشنی میں تمام تحصیلی، ضلعی، ڈویژنل اور صوبائی دفاتر اور منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے جملہ سکولز کے لیے ان دونوں شماروں کی سالانہ خریداری لازمی ہے۔لہذا تنظیمات اور سکولز کے ذمہ داران بہر صورت اپنے دفاتر اور سکولز کے لیے ان شماروں کی سالانہ خریداری حاصل کریں۔

★ سالانہ خریداری کے لیے رقم درج ذیل اکاؤنٹ میں بھجوائیں:

اکاؤنٹ نمبر: 02930103644000 میزان بینک شالیمار لنک روڈ لاہور پاکستان

★ رقم اکاؤنٹ میں بھجوانے کے بعد اس کی رسید اور اپنا ایڈریس درج ذیل نمبرز پر واٹس ایپ کریں:

Mobile#:0307-8896052, 0300-8105740

شیخ الاسلام کی نئی کتب کی تقاریبِ رونمائی، احوال

حافظہ سحر عنبرین (ممبر کوآرڈینیشن کونسل منہاج القرآن ویمن لیگ)

نظام المدارس پاکستان و منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیرِاہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تفسیرِ قرآن، حدیثِ نبوی ﷺ اور سیرتِ طیبہ پر تصنیف کردہ 5 نئی کتب؛ الفتح الکبیر فی علوم التفسیر، تفسیر سورۃ الفاتحہ، القول المبین فی تفسیر ایاک نعبد و ایاک نستعین، الروض الباسم من خلق النبی الخاتم ﷺ اور الانوار من سیرۃ سید الابرار ﷺ کی رونمائی کی عظیم الشان تقریب ایوان اقبال لاہور میں منعقد ہوئی۔ یہ تقریب عشقِ رسول ﷺ اور علمی تجلیات کا ایک حسین امتزاج بن گئی اور ایک روحانی اور فکری محفل کا روپ اختیار کر گئی۔ 8 ستمبر 2025ء کو منعقد ہونے والی یہ تقریب سعید اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک منفرد اور یادگار اجتماع تھی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی یہ نئی علمی و فکری تصانیف حضور نبی اکرم ﷺ کی 1500 سالہ میلاد کی نسبت سے پیش کی گئیں، جو درحقیقت علم و حکمت اور عشق و محبت کا ایسا حسین سنگم ہیں جس کی مثال عصرِ حاضر میں شاید ہی ملتی ہو۔

چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، علماء، مشائخ، وکلاء، اساتذہ، طلبہ، جملہ مرکزی قائدین اور زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے نمایاں خواتین و

حضرات نے اس اجتماع میں شرکت کی، جس سے یہ محفل ایک علمی و فکری گلدستے کی صورت اختیار کر گئی۔اس محفل کا آغاز کلامِ الٰہی کی پاکیزہ تلاوت اور نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کی روح پرور صداؤں سے ہوا، جس نے ہر دل کو محبتِ مصطفیٰ میں سرشار کر دیا۔ تقریب میں نقابت کے فرائض محترم عین الحق بغدادی، محترم علامہ اشفاق چشتی اور محترم ڈاکٹر محمد فاروق رانا نے انجام دیے۔دورانِ پروگرام ڈاکٹر سرور حسین نقشبندی نے علامہ اقبال کا شہرہ آفاق کلام "ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن، نئی شان" پیش کیا، جس نے ماحول کو مزید باوقار بنا دیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس تقریب میں ویڈیو لنک کے ذریعے براہِ راست شرکت کی۔انہوں نے ہر مقرر کے دلنشین اور علمی بیان پر تحسینی کلمات اور دعاؤں سے نوازا، جو ان کے وسیع الظرف اور بلند اخلاق کی عکاسی تھی۔اس تقریب میں مختلف مسالک کے نامور اہلِ علم و دانش نے جس طرح شیخ الاسلام کے علمی اور فکری مقام و مرتبہ کا اعتراف کیا، وہ نہ صرف ان کی عظیم شخصیت کا ثبوت ہے بلکہ معاشرے میں باہمی احترام اور ہم آہنگی کی ایک نئی تاریخ رقم کرنے کی امید بھی جگاتا ہے۔یہ تقریب محض کتب کی رونمائی نہیں تھی بلکہ یہ ایک پیغام تھی کہ علم، محبت اور تحقیق کے ذریعے ہی امت میں اتحاد اور امت کو درپیش مسائل کا حل ممکن ہے۔

اس تقریب میں شریک مہمانانِ گرامی کے خطابات کے خلاصہ جات نذرِ قارئین ہیں:

1۔ **محترم علامہ میر آصف اکبر قادری (ناظم اعلیٰ نظام المدارس)** نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصانیف فکری بیداری، علمی رہنمائی اور عملی زندگی کے لیے ایک چراغ راہ ہیں۔یہ کتب نہ صرف ایک علمی کاوش ہیں، بلکہ امت مسلمہ کے فکری، روحانی اور عملی مسائل کا حل بھی پیش کرتی ہیں۔ موجودہ دور میں جہاں فکری انتشار، دینی کم فہمی اور شدت پسندی نے دین کے چہرے کو دھندلا دیا ہے، ایسے میں شیخ الاسلام کی یہ کتب روشنی کا مینار ہیں۔

آج کے دور میں دین کی خدمت کے روایتی طریقوں کے ساتھ ساتھ عصری تقاضوں کو سمجھنا اور ان کا مؤثر جواب دینا نہایت ضروری ہو چکا ہے۔ایسی صورت حال میں نظام المدارس پاکستان کا قیام اور اس کا مربوط، جامع، مدلل اور متوازن نصاب

دین اسلام کی علمی، روحانی اور فکری ترویج کے لیے ایک مبارک قدم ہے۔ نظام المدارس پاکستان، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی زیر سرپرستی قائم ہونے والا ایک تعلیمی بورڈ ہے جس کا مقصد دینی تعلیم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا، روایتی علوم کے ساتھ عصری فہم فراہم کرنا اور متوازن مذہبی قیادت پیدا کرنا ہے۔

شیخ الاسلام کی تصانیف کا دائرہ کار محض ایک یا دو علوم تک محدود نہیں۔ آپ کی کتب تفاسیر، اصولِ تفاسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، تصوف، سیرت، علم الکلام، بین المذاہب مکالمہ، دہشت گردی کے خلاف فکری بیانیہ اور عصرِ حاضر کے چیلنجز جیسے موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔ یہی تنوع مدارسِ دینیہ کے طلبہ کے لیے انتہائی مفید ہے، کیونکہ یہ کتب انہیں محدود نہیں کرتیں، بلکہ ان کے علم کو عصری افق تک وسعت دیتی ہیں۔ شیخ الاسلام کی تحریریں اسلام کے روحانی، اعتقادی اور فکری پہلوؤں کو نہایت معتدل انداز میں پیش کرتی ہیں۔ آج کے دور میں جب انتہا پسندی اور فکری انحراف دین کے چہرے کو مسخ کر رہا ہے، ایسے میں شیخ الاسلام کی کتب طلبہ کو ایک متوازن، مدلل اور باعمل سوچ فراہم کرتی ہیں۔

شیخ الاسلام کی علمِ تفسیر، علمِ حدیث، سیرت اور اخلاقِ حسنہ پر آنے والی یہ کتب ان شاء اللہ نظام المدارس پاکستان کے نصاب کا حصہ بنیں گی اور نظام المدارس پاکستان میں زیر تعلیم ہزاروں طلبہ اور طالبات شیخ الاسلام کی اس علمی خدمت کے وارث ہیں جو مدارس دینیہ کے اندر دین اسلام کی ترویج، اشاعت اور فروغ کے لیے خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز یہ مدارس جس طرح شیخ الاسلام کی کتابیں پڑھ رہے ہیں، ایسے ہی شیخ الاسلام کے نظر، سوچ اور متوازن فکر کو معاشرے کے ہر فرد تک پہنچائیں گے۔

2۔ **محترم خرم نواز گنڈا پور (ناظم اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل)** نے استقبالیہ کلمات میں تمام مہمانانِ گرامی، مشائخ عظام، علمائے کرام، مختلف دینی مدارس کے سربراہان، ریسرچ سکالرز، اساتذہ اور حاضرینِ مجلس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام کے ہمہ جہتی کام کو دیکھتے ہوئے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام کس طرح دنیا بھر میں تنظیمات کو بھی دیکھتے ہیں، مسلسل سفر میں بھی رہتے ہیں، تصنیف و تالیف اور خطابات کا سلسلہ بھی جاری ہے اور تعلیمی اداروں کی

نگرانی بھی کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ ایں سعادت بزورِ بازو نیست۔ یہ اللہ کی طرف سے عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادت اپنے چنیدہ بندوں کو دیتا ہے۔ یہ سب اللہ کی توفیق کی بدولت ممکن ہے کہ وہ اللہ کے قرآن حکیم اور تاجدارِ کائنات ﷺ کے عشق کا پیغام گلی گلی، نگر نگر اور ملک ملک پھیلا رہے ہوتے ہیں۔

نظام المدارس پاکستان کے قیام کے وقت ہماری فکر اور سوچ یہ تھی کہ دینی تعلیمات زمان و مکان کی قید سے آزاد ہیں، لیکن دورِ حاضر کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں جو ہر دور میں مختلف ہوتے ہیں، اگر ان کا احترام نہ کیا جائے اور ان سے استفادہ نہ کیا جائے تو شاید آپ کا پیغام اتنا مؤثر نہ ہو۔ چنانچہ اس نصاب کی تبدیلی کی ضرورت کو بھی محسوس کیا گیا۔ الحمدللہ، اس کارِ خیر کا سہرا بھی شیخ الاسلام کے سر ہے کہ نظام المدارس کے مکمل نصاب کا جائزہ لیتے ہوئے اسے از سر نو مرتب کیا گیا۔ ہمیں امید ہے کہ تمام دینی مدارس اس جدید نصاب سے فائدہ بھی اٹھائیں گے اور دور حاضر کے تقاضوں کو سمجھنے کی کوشش بھی کریں گے۔ آج کی مغربی تہذیب کی یلغار کا تدارک کرنا ہمارے سکالرز، مدارسِ دینیہ کے اساتذہ اور آج کے محققین کی ذمہ داری ہے۔ ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اس مملکتِ خداداد میں اسلام کی ترویج کریں اور اپنی اولاد کو بھی تلقین کریں کہ وہ اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور ہوں، استفادہ کریں اور اس کے نفاذ کا باعث بنیں۔

3۔ **محترم مولانا امیر حمزہ (سربر تحریک حرمت رسول)** نے شرکاء سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ میرے لیے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آج شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتب اور منہاج القرآن کے تعارف کے سلسلے میں اتنی شاندار تقریب میں گفتگو کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ جب میں موجودہ دور کے فتنوں اور اپنے پاکستان کو دیکھتا ہوں، تو مجھے یاد آتا ہے کہ کچھ سال پہلے یہاں فتنۂ خوارج نمودار ہوا۔ یقین جانیے، پہلی بار علماء کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ یہ خارجی کون ہوتے ہیں۔ پوری دنیا پریشان تھی کہ یہ لوگ لمبی داڑھیاں رکھے، نعرہ تکبیر بلند کرتے اور جہاد کے نعرے لگاتے ہوئے پولیس پر حملہ کر رہے ہیں۔ ان کا مسئلہ کیا ہے؟ پاکستان کے اندر سب سے پہلے اگر کسی نے خارجیت کے بارے میں کتابیں لکھیں تو وہ حضرت شیخ الاسلام تھے۔ باقی لوگوں اور دیگر مسالک نے، حتیٰ کہ میں نے خود بھی کتاب لکھی،

لیکن اس کا آغاز کرنے والے، رہنمائی دینے والے اور نور پھیلانے والے حضرت شیخ الاسلام ہی تھے۔

منہاج القرآن کے مدارس کا سلسلہ بھی باکمال ہے اور ان کی یونیورسٹی بھی باکمال ہے۔مزید یہ کہ نوے ممالک میں اسلام کی دعوت کے لیے منہاج القرآن کے دفاتر قائم ہیں، یہ سب سے بڑا کمال ہے۔ہم مغربی تہذیب کے سامنے بند باندھنے کی بات کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم تو صرف سوچتے ہی رہے کہ مغربی تہذیب کے سامنے بند کیسے باندھیں؟ یہ کریں، وہ کریں، فلاں کریں اور تقریریں کرتے رہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگرمضبوط بند بندھے گا تو یہ نوے ممالک میں موجود منہاج القرآن کے مراکز اور شیخ الاسلام کے وجود کے ذریعے بندھے گا۔

یاد رکھیں کہ جب بھی سیلاب آتے ہیں اور خطرات لاحق ہوتے ہیں تو ان دریاؤں اور خطرات کے سامنے بند باندھنے کے لیے اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ بند باندھنے میں صرف مسلمانوں کو بلایا جائے، صرف بریلویوں کو بلایا جائے، صرف وہابیوں کو بلایا جائے، صرف شیعہ کو بلایا جائے، یا صرف دیوبندیوں کو بلایا جائے یا صرف غیر مسلموں کو بلایا جائے۔بند باندھنے کے لیے سب کو بلایا جاتا ہے۔اسی طرح جب حضور کی حرمت کے لیے، قرآن کی عزت کے لیے، اسلام کے پھیلاؤ کے لیے، دہشت گردی کے خاتمے کے لیے اور اسلام کے پیغامِ امن کے لیے بند باندھا جائے گا تو پھر سب کو بلانا ہو گا۔، جس طرح شیخ الاسلام نے آج بھی اور پہلے بھی اپنے ہر پروگرام کے اندر بلا تفریق مسلک و مذہب ہر ایک کو دعوت دی۔آج بھی ہمیں اسلام کی بقا کے لئے شیخ الاسلام کی قیادت میں اکٹھا ہونا پڑے گا۔

حجرِ اسود کی تنصیب کے موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے تمام قبائل کو کمال بصیرت کے ساتھ موقع فراہم کیا۔حجر اسود کو اپنی کملی مبارک پر رکھا، تمام قبائل نے اس چادر مبارک کو تھاما اور آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے نصب فرما دیا۔آج بھی سب قائدین کو ایسا کرنا ہوگا۔شیخ الاسلام کو موقع ملا ہے، وہ سب کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔وہ امت کے اتحاد اور اسلام کے پیغامِ امن کے فروغ کے اس بھاری پتھر کو اٹھائیں اور ہم سب چادر کے کونے پکڑنے والے بن جائیں۔شیخ الاسلام آج اتحاد کی دعوت دے رہے ہیں اور ہم ایسی ہر دعوت میں حاضری کو اپنے لیے فخر سمجھتے ہیں۔

4۔ محترم علامہ پیر سید شمس الرحمان شاہ مشہدی (سجادہ نشین عالیہ حسین آباد شریف و ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان) نے تقریب میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میری گفتگو کا موضوع شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف القول المبین فی تفسیر ایاک نعبد و ایاک نستعین کا تعارف ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہ نے اس خوبصورت تصنیف میں اس حقیقت کو بڑی بخوبی واضح کیا ہے کہ جس طرح قرآن مجید کی جامع ترین صورت سورۂ فاتحہ ہے، اسی طرح سورۂ فاتحہ کی جامع ترین آیتِ مبارکہ ایاک نعبد و ایاک نستعین ہے۔ جس طرح قرآن مجید کا سر اور لب لباب سورۂ فاتحہ ہے، اسی طرح سورۂ فاتحہ کا سر اور لب لباب یہ آیتِ مبارکہ ہے۔ ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل یہ خوبصورت تصنیف اس آیتِ مبارکہ کے حوالے سے کم و بیش سات خوبصورت موضوعات اور پہلوؤں پر گفتگو کرتی ہے:

سب سے پہلے اس میں آیتِ مبارکہ کے سیاق و سباق کے حوالے سے گفتگو کی گئی ہے کہ کس طرح الحمدللہ رب العالمین سے لے کر تدریجاً یہ ایاک نعبد و ایاک نستعین تک پہنچی اور کس طرح اگلی آیات کے ساتھ اس کا خوبصورت تعلق بندھا ہوا ہے۔ اس کتاب کا دوسرا خوبصورت موضوع حقیقتِ عبادت اور عبودیت ہے۔ تیسرا خوبصورت موضوع عبادت کرنے والوں کے طبقات کا بیان ہے۔ چوتھا خوبصورت موضوع اس خوبصورت تصنیف میں محبت اور "بر" کا آپس میں تعلق ہے۔ پانچواں خوبصورت ترین پہلو جو اس آیتِ مبارکہ کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے، وہ تعظیم اور عبادت میں فرق ہے۔ چھٹا خوبصورت موضوع اس بے مثل و بے مثال تصنیف کا حقیقتِ استعانت کی تفسیر ہے۔ ساتواں اور بے مثل موضوع اور خوبصورت پہلو اس تصنیفِ لطیف کا یہ ہے کہ توسل، توکل اور شفاعت کے حوالے سے جو شبہات آج کل پیدا کیے جا رہے ہیں، ان شبہات کا ازالہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے بے مثل اسلوب کے ساتھ کیا ہے۔

بلاشبہ، یہ خوبصورت تصنیف اس لحاظ سے حسن کا کمال ہے کہ یہ تحقیق کے ساتھ ساتھ ادبی بلاغت کا رنگ بھی رکھتی ہے۔ یہ فکری حسن کے ساتھ ساتھ عشق اور روحانیت کا خوبصورت رنگ بھی رکھتی ہے اور کیوں نہ رکھے، اس لیے کہ اسے پنجتنِ پاک کے سچے اور سُچے غلام نے لکھا ہے۔

WARMEST CONGRATULATIONS ON

Shaykh-ul-Islam's

75th Birthday

along with our sincere prayers.

May Allah Bless him with strength, wisdom, and lasting impact in his noble work. May his guidance continue to inspire generations to come.

Nosheen Farrukh

(President Minhaj-ul-Quran Women League-Victoria, Australia)

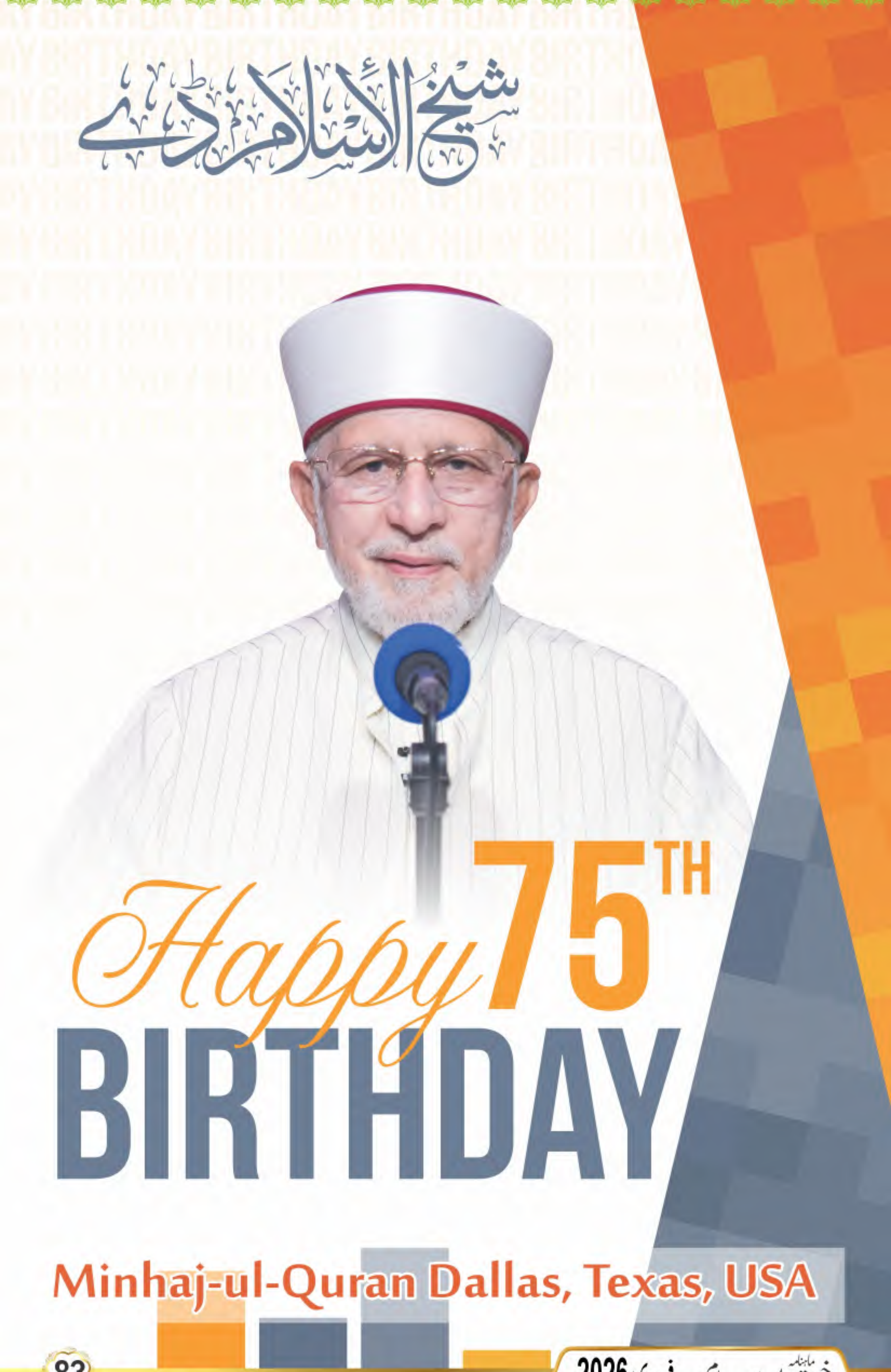
شیخ الاسلام
Happy 75TH
BIRTHDAY
Minhaj-ul-Quran Dallas, Texas, USA

Congratulations to Our Beloved Quaid on His 75th Birthday

The management of the Minhaj-ul-Quran Dallas Community Center extends its heartfelt congratulations, deep respect, and sincere prayers on the special occasion of His Eminence Shaykh-ul-Islam Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri's 75th birthday. This milestone not only celebrates a long and blessed life but also honors decades of exceptional service in promoting peace, tolerance, knowledge, and authentic Islamic teachings—serving as a shining example in a world desperately in need of guidance and balance.

Alhamdulillah, with the blessings of Huzoor Shaykh-ul-Islam, Minhaj-ul-Quran Dallas continues its journey of learning, practicing, and sharing knowledge with the community, aiming to embody and exemplify the prophetic model of balance. Minhaj-ul-Quran Dallas offers various programs, workshops, and services to people of all ages throughout the year to achieve this goal. Notably, on December 6, 2025, the distinguished chief guest speaker was the beloved youngest daughter, Ms. Khadijah Qurrat al-Ain Qadri, who delivered a heartfelt speech on the importance and significance of Mawlid al-Nabi, addressing many unspoken questions from the audience about whether we should celebrate it, why we should, and what its benefits are.

Minhaj-ul-Quran Dallas, Texas, USA

74th Quaid Day-2025-Dallas-USA

MWL Mawlid-2025 Dallas- Texas, USA

Mawlid-2025-Dallas-USA

Ramadan 2025-Dallas-USA

Eagers Ramadan 2025-Dallas-USA

Sunday School Award Ceremony-2025-Dallas USA

شیخ الاسلام ڈے

EAGERS AUSTRALIA

MINHAJ SISTERS NSW

MINHAJ WOMEN LEAGUE NSW

On the auspicious occasion of

Shaykh-ul-Islam's 75th Birthday

we extend our heartiest congratulations and prayers.May Allah grant him long life, excellent health, and continued success in serving the Ummah.May his mission continue to illuminate hearts across the world.

MWL NEW SOUTH WALES, AUSTRALIA

علم کا شعار 'القول المبین عشق کا معیار 'القول المبین
علم اور روحانیت کا امتزاج، مخزنِ اسرار 'القول المبین
مشہدی، طاہر پیا ہیں بے مثال اس کا ایک اظہار 'القول المبین

5۔ **محترم سید ارشاد عارف (سینئر صحافی و کالم نگار)** نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علم و فضل، ان کی تصانیف اور ان کی روحانی و دینی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ان کی کتاب ''الانوار من سیرت سید الابرار ﷺ '' میں اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ، آپ کی سیرت اور آپ کے اخلاق سے عوام، لوگوں اور انسانوں کو آگاہ کیا جائے، تاکہ وہ ان شاہانہ طریقوں کو جو تعلیماتِ اسلام سے انحراف کے باعث مسلمانوں میں رواج پا گئے، انہیں اسلام، اسلامی تعلیمات یا حضور ﷺ کی تعلیمات کا ماخذ یا نتیجہ نہ سمجھیں۔"انوار السیرت" کے مطالعہ سے معلوم ہو گا کہ ایک عادل، ایک استاد، ایک معلم، ایک سپہ سالار، ایک والد، ایک شوہر اور ایک قائد کے طور پر حضور ﷺ کا اندازِ فکر کیسا تھا۔

اس کتاب میں حضور نبی اکرم ﷺ کے اخلاق عالیہ کے حوالے ایسی باتیں میرے علم میں آئی ہیں جو عام طور پر ہمارے بہت سے مبلغین بیان نہیں کرتے اور نہ ہی بیان کرنا انہیں گوارا ہے۔ہم نے کچھ اور ہی طرح کا دین لوگوں کے سامنے پیش کرنا شروع کر رکھا ہے۔ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اس لیے قابلِ صد مبارک باد اور قابلِ داد ہیں کہ انہوں نے دین کا اصل چہرہ لوگوں کے سامنے لانے کی کوشش کی اور حضور ﷺ کی اصل سیرت کو لوگوں کے سامنے رکھا۔آج ہم حضور ﷺ کی سیرت کو چھوڑنے، اسے چھپانے اور اس پر عمل پیرا نہ ہونے کی وجہ سے باہم دست و گریباں ہیں۔ہم ایک دوسرے کا جنازہ پڑھنے اور ایک دوسرے سے سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے کے لیے تیار نہیں، نماز ایک دوسرے کے پیچھے پڑھنا تو بعد کی بات ہے۔ڈاکٹر طاہر القادری صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے "انوار السیرت" کے ذریعے ہمیں حضور ﷺ کی تعلیماتِ مبارکہ سے دوبارہ آگاہ کیا۔اب یہ ہمارا فرض اور ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم نہ صرف ان کی کتابوں اور تعلیمات کو پڑھیں اور ان سے سبق حاصل کریں،

بلکہ رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کے اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی دنیا و آخرت دونوں کو سنواریں۔

6۔ محترم ڈاکٹر معین نظامی (ممتاز دانشور و مفکر) نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میرے لیے تو یہ شرف اور سعادت کافی ہے کہ میں آج کے اس باوقار مجمع میں حاضر ہوا ہوں۔ آج بنیادی طور پر عالمِ اسلام کی ایک عظیم الشان شخصیت کی پانچ تصانیف کی رونمائی ہے اور پانچ کا عدد بذاتِ خود بہت معنویت کا حامل ہے۔ تمام ادیان اور بالخصوص اسلام میں اس کی جو فضیلت ہے اور اس سے ہماری جو دل بستگی ہے، وہ اظہر من الشمس ہے۔ ادبی دنیا میں بھی ہماری مشرقی روایت میں پانچ کتابوں کا ایک مجموعہ بہت ہی معروف ہے، جسے "خمسہ نظامی گنجوی" یا "پنج گنج" بھی کہتے ہیں۔ جب فارسی دینی مدارس میں رائج تھی، تو اس کی کچھ کتابیں طلبہ کو پڑھنی پڑتی تھیں۔ آج جو پانچ تصانیف آپ کے سامنے موجود ہیں، اگر انہیں "خمسہ قادری" یا "پنج گنج طاہری" کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کے حوالے سے میں ہمیشہ یہ سوچتا ہوں کہ یہ اللہ کی طرف سے توفیق اور تائید ہے کہ اس گئے گزرے زمانے میں جس قدر فضائل، مکارم، صلاحیتوں اور استعداد کا اجتماع ان کی ذات میں ہے، یہ بہت کم ہوتا ہے۔ بہت خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جنہیں جتنی صلاحیتیں عطا کی جائیں، وہ ان کا بھرپور اور بہتر استعمال کر سکیں اور ان کا استعمال اثر انداز بھی ہو اور اس میں رجحان سازی کے پہلو بھی موجود ہوں۔ ایک شخص جس نے پچاس سال سے زیادہ عرصے تک معارفِ الٰہیہ، فیضانِ مصطفویہ اور عرفانِ مرتضوی کو ہر سطح پر پہنچایا اور پھیلایا ہو، اس سے بڑا خوش نصیب کون ہوگا؟

کچھ صفات اور صلاحیتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا اجتماع کسی ایک ذات میں بالعموم نوادرات میں سے ہوتا ہے۔ یہ صلاحیتیں بہت شاذ و نادر ہی ایک جگہ اکٹھی ہوتی ہیں۔ بطور مثال، اگر ہم اپنی پوری اسلامی تاریخ یا جنوبی ایشیا کی تاریخ دیکھیں تو اس میں اگر کوئی عظیم الشان شعلہ بیان خطیب ہے تو اس کا تصنیفی پہلو اتنا بلند و بالا نہیں ہو گا، یا اگر اس کے ہاں تصانیف موجود ہیں تو ان کا معیارِ تحقیق یا اندازِ پیشکش وہ نہیں ہوگا۔ کوئی بہت عظیم الشان مدرس ہے اور اس سے خلقِ خدا نے فیض پایا ہے، لیکن اس

کے ہاں تصانیف نہیں ہوں گی یا بہت کم ہوں گی۔ کیونکہ یہ مختلف استعدادات ہیں، جو بظاہر جڑی ہوئی نظر آتی ہیں، مگر یہاں ہمیں ایک استثنائی صورت نظر آتی ہے۔ وہ استثنائی صورت ہمیں بہت قدیم زمانوں میں اپنے اکابر میں نظر آتی تھی یا آج ان کے ہاں نظر آتی ہے۔ اگر شیخ الاسلام کی خطابت دیکھیں، علمِ تصنیف دیکھیں، تدریس دیکھیں تو اگر ان کی گزشتہ پچاس ساٹھ سال پر مبنی علوم و معارفِ اسلامی پر گفتگو دیکھیں اور آپ کو وہاں تکرار نہ ملے، سامع آپ کی بات سے اکتاہٹ محسوس نہ کرے تو آپ اسے کرامت نہیں کہیں گے تو کیا کہیں گے۔

ہم لوگ بد قسمتی سے اس خطے کے لوگ، خصوصاً مسلمان، اپنے اکابر کی قدر شناسی میں یا ان کے اعترافِ عظمت میں تاخیر کرتے ہیں۔ کوئی پیکرِ عظمت ہمارے دل میں جلدی نہیں اترتا۔ ہمیں ایسی ہستی کو غنیمت جاننا چاہیے جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ اپنے دین کی خدمت کا کام لے رہے ہیں۔

؎ مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیے سائے ہم نے

ہمارے تو گھر میں سورج اور چاند ہیں اور ہم ان مٹی کے دیوں کی دریوزہ گری کر رہے ہیں جو جلنے کا ہنر بھی نہیں جانتے۔ پھر ان تمام صفات کا حامل ایک شخص اگر ادارے قائم کرتا چلا جائے اور پھر ان اداروں کو مستحکم بنائے تو یہ بھی حیران کن عمل ہے۔ یہ مشکل کام ہوتا ہے کہ آپ کا پچاس ساٹھ سال کا جو سفر ہے، اس میں آپ کا تسلسل اور تواتر بھی برقرار رہے اور وہ سفر مسلسل ترقی کی طرف گامزن رہے۔ جیسے آپ زینہ بہ زینہ اوپر جا رہے ہوں۔

میرے لیے حضرت والا کی تصانیف سے استفادہ سعادت ہے۔ شیخ الاسلام کی تصنیفات رسولِ معظم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے ان پہلوؤں کے بیان سے متعلق ہیں، جن میں سماجیات، معاشرت اور ایک دوسرے کے ساتھ پُرامن رہن سہن کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان کتب کی زبان بہت آسان، قابلِ فہم اور عالمانہ وقار کی حامل ہے۔ حضرت کی جتنی بھی کثیر تصانیف ہیں، ان تصانیف کی ایک معجم تیار ہونی چاہیئے۔ ان میں جو اسلوب کی روانی اور بیان کی دل پذیری ہے، وہ بھی بہت دلکش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان کی قدر کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں

برکات عطا فرمائے اور ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم ان کی تحریروں اور تقاریر سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہو سکیں۔

7۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤوف رفیقی (ماہر اقبالیات و ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی پاکستان) نے تقریب کے شرکاء سے مخاطب ہوئے ماضی کی حسین یادوں کا تذکرہ کیا کہ حضرت کی تصنیفات، تالیفات اور خطابات سے ہم گزشتہ تین دہائیوں سے مستفید ہوتے آ رہے ہیں۔ آج سے چالیس سال میں سائنس کالج کوئٹہ کے آڈیٹوریم میں حضرت شیخ الاسلام کے درسِ قرآن میں شریک ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ کے خطاب کے بعد حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا کہ جب قرآن ایک ہے، پیغمبر ﷺ ایک ہیں، حرم ایک ہے اور خدا ایک ہے، تو یہ فرقے اور مسالک کا کیا مطلب؟ کوئی ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرتا ہے، کوئی زیرِ ناف، کسی کی پگڑی سبز ہے، کسی کی سفید ہے۔ یہ ایک عجیب سوال تھا، خصوصاً ایک ایسے دور میں جب کفر، الحاد اور مادیت کا غلبہ بڑھتا جا رہا ہو۔ حضرت شیخ الاسلام نے جس بصیرت افروزی کے ساتھ اس سوال کا جواب دیا، یقیناً میرے لیے کئی ابہامات کے ختم ہونے کا باعث بنا۔ ان کے جواب کے کچھ الفاظ ملاحظہ ہوں جو چالیس سال بعد بھی میرے حافظہ میں نقش ہیں۔ حضرت نے جواب دیا: " یہ فرقے اور مسالک اختلاف کی بات نہیں ہے۔ یہ فلسفۂ رمزِ عشق ہے۔ محبوب (پیغمبر ﷺ) نے کبھی سبز عمامہ پہنا تو عاشقوں نے ان کی اس ادا کو روزِ حشر تک محفوظ کرنے کے لیے ایک مکمل طبقہ پیدا کیا جو سبز عمامہ پہنتا چلا جا رہا ہے۔ محبوب نے کبھی ہاتھ باندھ کر نماز ادا کی تو عاشقوں نے اس ادا کو کرنے کے لیے ایک مکمل فرقہ تشکیل دیا۔ محبوب نے کبھی زلفیں رکھیں تو ایک مکمل طبقہ زلفیں رکھتا نظر آتا ہے۔"

آج میں حضرت کی تصنیفات کو دیکھا، ان میں جس ترتیب اور تزئین سے یہ چیزیں پیش کی گئی ہیں، مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی۔ بالخصوص ایسے دور میں جب مادیت غالب ہوتی جا رہی ہو، جب آپ کی علمی درس گاہوں سے ایسے لوگ فارغ التحصیل ہو رہے ہوں جو اپنا "سی وی" لے کر ملٹی نیشنل کمپنیوں کے "ایچ آر" کا ایندھن بنتے جا رہے ہیں، جو مادیت کے غلبے سے مغلوب ہوتے جا رہے ہیں، ان کو رمزِ عشق کی معنویت سے آگاہ اور آشنا کرنے کے لیے جدید سائنسی اور تحقیقی انداز میں سیرت

کو زمینی حقائق سے جوڑ کر الٰہیات تک پہنچانے کی جو کوشش کی گئی ہے، وہ بہت عمدہ کاوش ہے۔خواجہ حافظ شیرازی کا یہ شعر شیخ الاسلام کی نذر ہے:

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

جس کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہو گیا، وہ کبھی نہیں مرتا۔ہماری ہمیشگی دنیا کی تاریخ میں ثبت ہو چکی ہے۔علامہ اقبال نے فرمایا تھا:

ہر کہ عشقِ مصطفٰی سامانِ اوست
بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست

جس کسی نے آقا علیہ السلام کے عشق کو اپنی زندگی کا سرمایہ بنا لیا تو خشکی و تری تمام چیزیں اس کے گوشۂ داماں میں سمٹ آتی ہیں۔

8۔ محترم صاحبزادہ پیر سید عتیق الرحمان شاہ بخاری (سجادہ نشین آستانہ عالیہ بوکن شریف گجرات و ممبر اسلامی نظریاتی کونسل) نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے پہلے لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ "چالیس سال پہلے میں نے آپ کا یہ درس اور یہ سبق سنا۔"میری تو ابھی اتنی عمر نہیں ہے، لیکن میں یہ بتا سکتا ہوں کہ میرے جیسے نوجوانوں کو، جن کا تعلق میرے زمانے سے ہے، اگر صحیح معنوں میں عشقِ رسول کی تفہیم ملی ہے تو وہ شیخ الاسلام ہی سے ملی ہے۔کامیاب ترین انسان وہ ہوتا ہے جو اپنے بیٹے کو بھی اتنا ہی کامیاب بناتا ہے۔اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بہت کچھ کر کے جاتے ہیں اور بعد میں آنے والوں کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہوتا۔ بڑا انسان وہ ہے جو جتنا کامیاب اپنی جسمانی اولاد کو بنائے، اتنا ہی کامیاب اپنی روحانی اولاد کو بھی بناتا ہے۔آج سے 74 سال پہلے جھنگ کی وادی میں اللہ کی رحمت سے تشریف لانے والے شخص کو ان کے والدین نے صرف نام کا طاہر نہیں بنایا بلکہ کام کا بھی طاہر بنایا ہے۔یہ ماں کی پاکیزگی، یہ باپ کی طہارت ہے جو چہرے کی شرافت اور پیشانی کی چمک بن کر چمکتی ہے۔ایک ہی ذات میں اتنے فضائل کا جمع ہونا اس کی مثال نہیں ملتی۔یہ فضائل اس لیے جمع ہوئے ہیں کہ گود بھی پاکیزہ ملی ہے، رزق بھی پاکیزہ ملا ہے اور پھر سیرتِ رسول کے بعد منہاج القرآن کا علم بھی پاکیزہ ملا ہے۔وہ خود بھی طاہر ہیں اور ان کے

مرشد گرامی بھی طاہر ہیں۔ جہاں دو طہارتیں مل جاتی ہیں، وہاں فیضانِ سیدہ زہرا کی چادرِ تطہیر شروع ہو جاتی ہے۔ حضور سیدِ عالم ﷺ کی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے وقتِ وصال وصیت فرمائی تھی، ان کا ایک جملہ آج بھی صادق آتا ہے۔ انھوں نے فرمایا تھا: و ذکری باق و قد ترکت خیرا و ولدت طہرا میں ظاہراً تو دنیا سے چلی جاؤں گی، لیکن جب تک آپ(ﷺ) کا ذکر زندہ رہے گا تب تک میرا ذکر بھی زندہ رہے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے بیٹا پیدا نہیں کیا، میں نے خیر کو چھوڑا ہے۔ میں نے جسم اور وجود پیدا نہیں کیا، بلکہ میں نے طہارت کے مرکز کو پیدا کیا ہے۔

میرے جیسے کتنے نوجوان اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ شیخ الاسلام کے زمانے میں رہ کر رمزِ عشق ہمارے سینوں میں بھڑکی ہے۔ آپ کا نام اور آپ کا مقام آپ کے جسم اور وجود کا محتاج نہیں ہے۔ آپ کی تدریس، اور تقریر قیامت تک بولے گی اور لوگوں کو بتایا جائے گا کہ ایک ایسا بھی آیا تھا جو جہان دانش بن کر گیا۔ شیخ الاسلام نے فاذکرونی کا حق ادا کیا ہے، اس لئے اب جب اذکرکم ہو گا تو زمانہ بولتا رہے گا مگر پھر بھی کہے گا:

ابھی تو چند لفظوں میں سمیٹا ہے تجھے میں نے
ابھی میری کتابوں میں تیری تفسیر باقی ہے

9۔ محترمہ ڈاکٹر بصیرہ عنبرین (ڈائریکٹر ادارہ زبان و ادبیات اردو) نے اس تقریب میں لب کشائی کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے 1500 سالہ جشنِ ولادتِ مصطفی ﷺ کی مناسبت سے اپنی پانچ کتابیں پیش کیں۔ میری دانست میں یہ نبی مکرم ﷺ کے حوالے سے ایک ایسا علمی تحفہ ہے جس پر جتنی بھی ہدیۂ تبریک و تحسین پیش کی جائے وہ کم ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، ڈاکٹر علامہ طاہر القادری صاحب کا ایک بہت بلند مقام ہے، خاص طور پر قرآن و سنت اور نبی پاک ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کی روشنی میں تربیت دینے کے حوالے سے۔ ان کی تمام کتب میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ ما قبل کی تمام تحقیقات کو سامنے رکھ کر آج کے دور کے مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔ ہم اکثر مسائل پر زیادہ توجہ دیتے ہیں اور ان کے حل کو بھول جاتے ہیں مگر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اس لحاظ سے نہایت محترم ہیں کہ انہوں نے ہر دور کے

تقاضوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنی تحریریں پیش کیں۔ یہ پانچ تصانیف ہماری اکیسویں صدی کے مسائل کو بڑی خوبصورتی سے حل کرتی ہیں۔ انہوں نے ان مسائل کا براہِ راست ذکر نہیں کیا، لیکن ان کا علاج ان میں موجود ہے۔

میں نے ان کی کتابوں کا خلاصہ اور تعارف دیکھا تو میں حیران رہ گئی کہ عربی اور اردو دو زبانوں کی لسانی مطابقت یا تاثیر کی حامل یہ کتب ایسی ہیں کہ یوں سمجھ لیں کہ مصنف نے قاری کی انگلی پکڑ کر چلایا ہے۔ عام طور پر اسلامی کتابوں میں مصادر کا ذکر اتنا نہیں کیا جاتا۔ زیادہ تر واقعات، کہانیاں اور قصے جمع کر دیے جاتے ہیں جن کے حوالے ہمیں معلوم نہیں ہوتے۔ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی یہ کتاب، جو عبادت اور استعانت کا احاطہ کرتی ہے، اس میں سو سے زائد حوالے دیے گئے ہیں۔ یہ سو سے زائد حوالے کسی بھی ایک موضوع پر بہترین کتابوں سے لیے گئے ہیں۔ ایک اچھا لکھنے والا ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہے کہ جو اس کا بہترین ماخذ ہے، صرف اسی کو حوالے میں شامل کرتا ہے۔ یہ کتب روانی اور تسلسل کی مثال ہیں اور ان میں کہیں ابہام یا مشکل نہیں۔

ذاتی طور پر مجھے ان کتب سے بہت فائدہ ہوا اور مجھے بہت لطف آیا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ایسی کتب لکھنے کی ضرورت ہے۔ ان کتب کے مطالعے سے ہماری نئی نسل پر علم و فکر کا نیا دریچہ کھلے گا۔ اتنی تفصیل اور تمام حوالوں کے ساتھ بات کرنا قابلِ قدر کارنامہ ہے۔ ہمیشہ ایسی باتیں اور ایسے کام زندہ رہتے ہیں جو اخلاص سے کیے گئے ہوں اور کرنے والا ایک مخلص شخص ہو۔ کیونکہ اخلاص اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور جو اسے پا جاتا ہے اس کا کام بھی قبول ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے یقیناً اس راز کو پا لیا ہے۔

10۔ محترم اوریا مقبول جان (سینئر صحافی و کالم نگار) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج سے تقریباً چالیس سال پہلے میں نے مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب "ام الکتاب" پڑھی جو سورۃ فاتحہ کی تفسیر تھی اور تقریباً سو صفحات پر مشتمل تھی۔ کسی کتاب کو پڑھنے کے بعد بعض دفعہ انسان سیر ہو جاتا ہے کہ اب شاید کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں رہی لیکن بعض اوقات آپ کتاب پڑھتے ہیں تو آپ کی تشنگی برقرار رہتی ہے۔ چالیس سال پہلے اس کتاب نے جو تشنگی پیدا کی تھی، آج چالیس سال بعد سورۃ فاتحہ پر لکھی گئی شیخ الاسلام کی کتاب کو دیکھ کر وہ تشنگی مکمل ہوئی۔ جو

سوالات میں سمجھتا تھا کہ وضاحت طلب ہیں، جن پر ابھی قلم نہیں اٹھایا گیا، وہ شیخ الاسلام نے اس کتاب کے اندر پورے کیے ہیں۔

سچی بات یہ ہے کہ جب مجھے شیخ الاسلام کی یہ کتابیں ملیں تو میرے لیے خوشی کا سب سے پہلا لمحہ یہ تھا کہ میرے جیسے کم علم شخص کے جو سوالات چالیس سال پہلے پیدا ہوئے تھے، جن کا جواب صاحبانِ علم دیا کرتے ہیں، وہ جوابات مجھے میسر آ گئے۔ آج میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمارے درمیان ایک ایسی شخصیت کو پیدا کیا ہے جو اپنے عہد کے اندر بھی اور اس سے پہلے کے عہد کے اندر بھی جو سوالات تشنہ رہ گئے تھے ان کا جواب دے رہے ہیں۔ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ عموماً دو طرح کے ادیب اور علمائے کرام ہمارے درمیان ملتے ہیں:ایک وہ جو اپنے عہد کے سوالات کو چنتے ہیں اور پھر ان کا جواب دیتے ہیں۔یہ بہت بڑے لوگ ہوتے ہیں۔دوسرے وہ ہوتے ہیں جو پچھلی تشنہ باتوں کی کہیں نہ کہیں خانہ پُری کرتے ہیں۔ لیکن یہ کمال صرف اور صرف میں نے شیخ الاسلام میں دیکھا ہے کہ وہ گزرے ہوئے اور آج کے عہد کے درمیان موجود سوالات کا احاطہ کرتے ہیں۔اسی لیے ان کا کام بہت ضخیم اور بڑا ہو جاتا ہے، لیکن کام کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ پڑھنے والوں کی تسلی اور تشفی کرے۔

شیخ الاسلام کا کمال یہ ہے، جو میں نے ان کی تمام کتابوں میں دیکھا ہے کہ ان کی کتابیں انسائیکلوپیڈیا کی طرح تمام موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔اصل معاملہ یہ ہے کہ جب ایک شخص عبادات کو صرف ایک "ورزش" کے طور پر نہیں لیتا بلکہ اس کے اندر شعور کے ساتھ ساتھ روح پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اسے یہ سب نصیب ہوتا ہے او ر یہ صرف اسی شخص کو نصیب ہوتا ہے جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے بصیرت، بصارت اور علم اپنی بارگاہ سے عطا کیا ہو۔

<u>**11۔محترم علامہ ڈاکٹر سید ضیاء اللہ شاہ بخاری (امیر متحدہ جمیعت الحدیث پاکستان)**</u> نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آج ربیع الاول کی مناسبت سے ہمارا یہ اجتماع نہایت مبارک اور روح پرور ہے۔اس کی خوشبو میں اس لحاظ سے اور بھی اضافہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی کامل رحمت اور خاص توفیق کے ساتھ حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی کو مزید عظمتوں اور عزتوں سے سرفراز کیا گیا ہے کہ ان کے قلمِ مبارک سے آج پھر الحمدللہ پانچ

بہت ہی روح پرور اور بصیرت آمیز کتابوں کی رونمائی ہو رہی ہے۔ایں سعادت بہ زور بازو نیست۔انسان اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا۔یہ اللہ کی رحمت، اس کی پسند اور اس کا انتخاب ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس ہستی کو، جو ہمارے بزرگ اور رہنما ہیں، انہیں یہ شرف بخشا۔اللہ ان کا سایہ ہم پر دیر تک سلامت رکھے۔

میں اپنے مشاہدات اور تجربات کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں کہ اگر کسی نے قرآنِ مجید کی تدریسی یا تحریری طور پر خدمت انجام دی تو ہم نے محبت کے ساتھ ان کے نام کے ساتھ "شیخ القرآن" یا "شیخ التفسیر" لکھا۔اگر کسی کو اللہ نے یہ سعادت بخشی کہ انہوں نے حدیثِ نبوی کی تدریس، تبلیغ، تحریر اور شرح کے ذریعے خدمت کی تو ہم نے انہیں "شیخ الحدیث" کا لقب دیا۔اگر کسی نے سیرتِ مبارکہ پر لکھا تو ہم نے انھیں"سیرت سکالر" بلکہ "شیخ السیرۃ" کا لقب دے دیا۔لیکن جس شخصیت کو اللہ نے یہ توفیق اور شرف بخشا کہ وہ جب لکھنے اور بولنے پر آئے تو انھوں نے قرآن کی تفسیر پر لکھا علومِ قرآن پر لکھا، نبی پاک علیہ السلام کی احادیث پر جلدوں پر جلدیں اردو، انگلش اور عربی میں لکھیں، سیرت کی بات آئی تو اس پر لکھتے اور بولتے چلے گئے تو کیوں نہ ہم انھیں شیخ الاسلام کہیں۔

سیرت و اخلاق نبوی پر شیخ الاسلام کی ان تصنیفات کے نام بھی اللہ کی توفیق کے ساتھ الہامی محسوس ہوتے ہیں اور ان کے مشمولات بھی اپنی مثال آپ ہیں۔شیخ الاسلام کی ان کتابوں کے اندرمیں نے جو نظم و ضبط اور علمی اسلوب دیکھا ہے، جو ترتیب دیکھی ہے، میں حیران ہوتا ہوں کہ مصادر اور مراجع سے سارا نچوڑ اور مکھن نکال کر اس قدر ترتیب اور اتنے شگفتہ اور مبارک الفاظ کا چناؤ کر کے بیان کر دیا ہے کہ قاری جب پڑھتا ہے تو اس کی روح تازہ ہو جاتی ہے۔شیخ الاسلام کی کتب کے ابواب و فصول کے عنوانات میں سے ہر عنوان نبی پاک ﷺ کی محبت اور عقیدت سے لبریز نظر آتا ہے۔ایک ایک لفظ سے رسول اللہ ﷺ کی محبت ٹپک رہی ہے اور میں جب ان کتب کا مطالعہ کر رہا تھا تو میری محبت میں اور اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور یہ شعر بار بار میری زبان پر آ رہا تھا:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

رسول اللہ ﷺ کی آلِ اطہار اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام سے محبت رکھنا ہی ہمارا معتدل موقف اور مسلک ہے۔ میں شیخ الاسلام سے جو محبت کرتا ہوں، اس کے اسباب میں سے یہ بھی ایک سبب ہے کہ انہوں نے اپنی ان کتب میں ان دونوں مقدس طبقات کی محبت کو بھی بیان کیا ہے۔ ان کتب کے اندر شیخ الاسلام نے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ، آپ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کے اچھے اخلاق کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ اگر کوئی شخص ان کتب کو پڑھ لے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے تو وہ دنیا کے بہترین مسلمانوں اور کائنات کے بہترین انسانوں میں شمار ہوگا۔

"تفسیر سورۃ فاتحہ" اور "القول المبین فی تفسیر ایاک نعبد و ایاک نستعین" بھی اپنے اندر علوم و معارف کا ایک جہاں سموئے ہوئے ہے۔ اسی طرح حضرت شیخ الاسلام کو رب نے یہ سعادت بخشی کہ انہوں نے اصولِ تفسیر پر الفتح الکبیر کے نام سے کتاب لکھی اور اس کا نام بھی بڑا بصیرت آمیز رکھا۔ ایک فتنہ اٹھ رہا ہے جو کہتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس کی تشریح اور ترجمہ، یعنی متن کی تشریح، ادب کے خلاف ہے اور اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یاد رکھیے! اس فتنے کے سدباب کے لیے اس دور میں ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جو ایک منظم، مربوط اور مدون انداز سے، ہمارے اسلاف اور آج کے دور کے تقاضوں کے مطابق کام کرے۔ اللہ نے شیخ الاسلام کو یہ توفیق دی کہ انہوں نے "الفتح الکبیر" جیسی عظیم کتاب کو مدون انداز سے پیش کیا۔ ان کتب کے مطالعے سے انسان اپنی روح میں ایک عجیب بلندی محسوس کرتا ہے اور انسان پکار اٹھتا ہے:

نگاہ بلند، سخنِ دلنواز، جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

ان کتب کے مطالعہ کرنے کے بعد انسان کے دل سے بے ساختہ یہ دعا نکلتی ہے کہ اللہ ان کی عمر میں برکت دے، ان کا سایہ سلامت رکھے اور تحریکِ منہاج القرآن کو اسی قوت اور طاقت کے ساتھ جاری و ساری رکھے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ان شاءاللہ ہم آپ کی اس علمی تحریک کے ساتھ کھڑے ہیں اور آپ جو کتاب و سنت کی خدمت اور اللہ و رسول کی محبت کے فروغ کا مشن لے کر نکلے ہیں، نبی پاک کی حرمت کے تحفظ کے لیے جو آپ کاوشیں کرتے ہیں، ہم ان شاءاللہ اس

میں آپ کے ساتھ کھڑے ہیں، آپ کے معاون اور رفقا ہیں، ان شاءاللہ آپ کا یہ مشن ضرور کامیابیوں سے ہمکنار ہو گا اور اللہ کی نصرت کا حقدار بنے گا۔

12۔ محترم آصف نسوانہ (صدر لاہورر ہائیکورٹ بار) نے تقریب کے شرکاء سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ 1500 سالہ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے اس مبارک موقع پر شیخ الاسلام کی ان تصانیف سے بڑھ کر کوئی اور انمول اور بیش قیمت تحفہ نہیں ہو سکتا۔ شیخ الاسلام کی تصانیف اور خطابات ہماری آنے والی نسلوں کے لیے ایک ایسا علمی ذخیرہ ہیں جس سے ہم قیامت تک فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بین المذاہب رواداری اور بین المسالک ہم آہنگی میں شیخ الاسلام کی آواز سب سے زیادہ توانا اور مؤثر ہے۔ ہمیں ان تمام تصانیف سے نہ صرف علمی فائدہ اٹھانا ہے، بلکہ ان کو اپنی عملی زندگی میں بھی شامل کرنا ہے۔ آج اگر ہم اقوامِ عالم میں ذلیل ہو رہے ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم تفسیرِ قرآن اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت پر لکھی گئی اس طرح کی کتب سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ اس موقع پر ہمیں اپنے آپ سے یہ وعدہ کرنا چاہیے کہ ہم ان تصانیف اور سیرتِ مصطفیٰ ﷺ سے نہ صرف خود فائدہ اٹھائیں گے، بلکہ سیرت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا کر آنے والی نسلوں تک بھی منتقل کریں گے۔

13۔ محترم علامہ سید جواد نقوی (مہتمم جامعہ عروۃ الوثقی، صدر مجمع المدارس تعلیم الکتاب والحکمہ) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج یہ تقریبِ سعید جو حضرت شیخ الاسلام کی نئی تحقیق کی رونمائی کے لیے منعقد کی گئی ہے اور ان کے علم کے گلستان سے ایک نیا پھل اس امت کو عطا کیا گیا ہے، اس پر میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس تقریب میں شرکت ہمارے لیے ایک اعزاز اور سعادت ہے۔ جو فیض اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت شیخ الاسلام کے وجود سے جاری رکھا ہوا ہے، یہ ایک بڑا اعزاز ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے کہ جو شخص چالیس دن اللہ کے لیے اخلاص اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل سے علم و حکمت کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ وہ چشمے کبھی خشک نہیں ہوتے اور وہ فیض اس شخصیت کے ذریعے خلقِ خدا تک پہنچتا رہتا ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے کہ کلمۂ طیبہ کی مثال شجرۂ طیبہ کی ہے جس کی جڑیں راسخ ہیں اور جس کی شاخیں آسمان میں بلند ہیں اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ ہر لمحہ اپنا پھل دے رہا ہے۔ اسی کا ترجمہ فارسی ادیب نے یوں کیا ہے :

هر روز از یں باغ بری می رسد
تازه تر از تازه تری می رسد

"اس گلستان سے ہر دن ایک نیا اور تازہ پھل نکل رہا ہے جو پہلے سے بھی زیادہ تازہ ہے۔" ابھی شاید ایک سال بھی نہیں گزرا کہ شیخ الاسلام کی سابقہ تحقیقات کی رونمائی ہوئی تھی اور امت اس خوشبو سے ابھی معطر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کے 1500 سالہ جشن کے موقع پر جناب شیخ الاسلام کے قلم اور ان کے فکر سے ایک نیا پھل امت کو عطا کر دیا ہے۔آپ پاکستان پر اور ملتِ اسلامیہ پر، خصوصاً ان لوگوں پر جنہوں نے حضرت شیخ الاسلام سے بلاواسطہ استفادہ کیا ہے اور جو بالواسطہ کر رہے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کا بڑا لطف و احسان ہیں۔آپ ایک ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے تحقیق کے میدان میں جب اپنا کمال دکھایا تو سیکڑوں کتب منظر عام پر آ گئیں جو ایک بہت عظیم ذخیرہ ہیں۔ان شاءاللہ یہ فیض جاری رہے گا اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کا سایہ دیر تک امت پر قائم فرمائے اور ہر روز یہ فیض امت کو پہنچتا رہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ شخصیت جو ایک تحفے کے طور پر دی ہے،ان کے آثارِ علمی و عملی بتاتے ہیں کہ انھوں نے اپنا وقت ضائع نہیں کیا۔عموماًہم پاکستانی علمی مراحل طے کرتے ہوئے جلدی تھک جاتے ہیں اور ابتدائی تعلیمی مراحل میں ہی یہ احساس آ جاتا ہے کہ جب پڑھے بغیر ہی قوم ہمیں علامہ اور عالم مان لیتی ہے تو مزید پڑھ کر عمر ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔حضرت شیخ الاسلام نے قوم کے اس رویے کو اہمیت نہیں دی اور الحمدللہ ملک کے اندر اور باہر تعلیمی اور عصری تعلیم اپنے اعلیٰ ترین درجے تک مکمل کی اور پھر عمل کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔انہوں نے جب ادارہ سازی کا عمل کیا تو اللہ نے انہیں جو قابلیت دی، وہ عظیم ادارہ "منہاج القرآن" کی صورت میں، یونیورسٹی کی صورت میں اور اس سے ملحقہ ہزاروں گلستانوں کی صورت میں ملک بھر میں آباد ہے۔یہ بھی ان کی ایک علمی اور قائدانہ قابلیت کا فیض تھا جو اللہ نے ان کے توسط سے اس ملت کو عطا کیا۔

منہاج القرآن کے قیام سے پہلے لوگوں کی مذہبی عقیدت اور جذباتیت کسی اور نوعیت کی تھی مگر منہاج القرآن کے قیام کے بعد ان کی علمی و عملی خدمات کے باعث قوم اور ملت پر اس حوالے سے واضح فرق نظر آئے۔ جنہوں نے دونوں ادوار دیکھے ہیں، انہیں اندازہ ہے کہ منہاج القرآن اور حضرت شیخ الاسلام کے افکار نے ملت کے اندر ایک نمایاں فرق ڈالا ہے۔ پہلے جو تشدد، جنونیت، بے فکری اور لاعلمی تھی، خطابت کے ذریعے جو شور شرابہ تھا، اس کے اندر جناب شیخ الاسلام کی شخصیت اور فکر نے ایک ٹھہراؤ، ایک نئی جہت، ایک سنجیدگی اور جدت پیدا کی ہے۔ آج الحمدللہ ہمیں ملک میں جہاں بھی جائیں، ان کی اس علمی کاوش کے نتائج نظر آتے ہیں۔

پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ انھوں نے فکری آزادی کا دروازہ کھولا۔ ہم نے اپنے مسلک، یعنی تشیع میں بھی اور دوسروں نے بھی اپنے مسالک میں وہ خطوط اور لکیریں کھینچ دی ہیں کہ انسان علم حاصل کرنے کے بعد بھی فکری طور پر پابند ہی رہتا ہے اور اس فکری لکیر سے آگے پیچھے نہیں جاتا۔ جو کچھ کسی بزرگ نے ماضی میں کہہ دیا ہے، ہم نے اسی کو دین سمجھ لیا ہے۔ شیخ الاسلام صاحب نے ان تمام فکری خطوط کا نئے سرے سے جائزہ لیا اور قرآن و سنت کی روشنی میں حقیقت کو جرأت سے بیان بھی کر دیا اور ہر طبقہ کو فکری آزادی دی۔

علامہ اقبال نے اپنی قوم کو جو بنیادی ٹرننگ پوائنٹ دیا، وہ "دین کی شناختِ نو" ہے۔ نئے سرے سے دین کی پہچان۔ دین نیا نہیں بنانا، لیکن شناخت نئی ہونی چاہیے، ہر دور کو ایک نئی شناخت کی ضرورت ہے۔ یہ جرأت اگر ہم علامہ اقبال کے اس ٹرننگ پوائنٹ کے بعد دیکھیں تو وہ ہمیں شیخ الاسلام صاحب کی شخصیت میں نظر آتی ہے جنہوں نے یہ فکری جرأت کی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام نے تحریک شروع کی اور ایک جامد اور منجمد قوم میں حرکت پیدا کی، جو دنیا کو دور تک نظر آئی اور ان شاءاللہ وہ حرکت جاری ہے۔ یاد رکھیں! حرکت ہی اپنے مقصد تک پہنچتی ہے۔ جامد چیز کبھی اپنے مقصد تک نہیں پہنچتی۔

شیخ الاسلام کی جرأت اور شجاعت بھی قابلِ تقلید ہے۔ اس کی ایک مثال سیلاب زدگان کی خاطر مینارِ پاکستان میں اپنی عالمی تقریب کو محدود کرکے اس پر آنے والے اخراجات کو سیلاب زدگان کی مدد کے لیے وقف کرنا ہے۔ یہ فیصلہ ہر مذہبی رہنما

نہیں کر سکتا۔ پاکستان میں مذہبی قیادت اپنے ہی متشدد طبقے کے سامنے مغلوب ہے، دبی ہوئی ہے لیکن حضرت شیخ الاسلام نے یہ بتا دیا ہے کہ اللہ قیادت جس کو دیتا ہے، اسی کام کے لیے دیتا ہے۔

پاکستان میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف آج ریاست نے جو جرأت حاصل کی ہے کہ دہشت گردی کو خوارج کا فتنہ قرار دیا ہے، یہ جرأت شیخ الاسلام صاحب کی دی ہوئی ہے۔ جب کوئی جرأت نہیں کرتا تھا، اس وقت حضرت شیخ الاسلام نے ایک تاریخی فتویٰ دیا اور پھر اس کے کئی سالوں بعد ریاست کو یہ مؤقف سمجھنے کی جرأت ہوئی کہ یہ خوارج کا فتنہ ہے اور اس سے خوارج کی طرح ہی نمٹنا ہو گا۔

آج حضرت شیخ الاسلام پاکستان اور اسلام کی پہچان کا عالمی چہرہ ہیں۔ اس وقت ایک ہی شخصیت ہیں جن کے ذریعے سے ملک اور دین پہچانا جاتا ہے۔ جب جہاد کے نام پر دہشت گردی پھیلائی جارہی تھی، حضرت شیخ الاسلام نے اسلام کا ایک معتدل اور درست چہرہ دنیا کو بتایا۔ انہوں نے جرأت سے اور علمی و فکری دلائل کے ساتھ پوری دنیا میں اسلام کی ایک پہچان پیش کی ہے۔

آج پاکستان میں قیادت کی کمی ہے۔ یاد رکھیں ! مغلوب قیادت قوم کی رہنمائی نہیں کر سکتی۔ جو خاموشی آج پاکستان اور امتِ اسلامیہ میں ہے، وہ شیخ الاسلام جیسے جری اور بہادر رہنما ہی توڑ سکتے ہیں اور قوم کو لائحہ عمل دے سکتے ہیں۔ مغلوب قیادت قوم کو جرأت نہیں دے سکتی جو اپنے متشدد پیروکاروں کے تابع ہو۔ آج شیخ الاسلام نے تمام مسالک کے اکابرین کو ایک جگہ لا کر بٹھا کر ایک گلدستہ بنایا اور ایامِ میلاد میں رسول اللہ ﷺ کو ایک ہدیہ پیش کیا کہ: "یارسول اللہ، ہماری طرف سے یہ تحفہ قبول فرمائیں کہ ہم نے بکھری ہوئی امت کو ایک جگہ بٹھا دیا ہے۔" اللہ نے آپ کو ملتِ پاکستان کے لیے واسطۂ فیض بنا دیا ہے اور آپ اللہ اور نبی کا علمی، معنوی اور روحانی فَیض پہنچا رہے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ دراز فرمائے اور یہ فیض اسی طرح جاری رہے۔

14۔ محترم علامہ ڈاکٹر محمد شہزاد مجددی (سربراہ ادارۃ الاخلاص) نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ اس مجلس میں بیٹھنے کے بعد جو فیضان میں نے محسوس کیا، میں اسی کو پیش کرتا ہوں۔ یہ ہمیشہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کا تھوڑا بہت ذوق رکھتے ہیں، وہ اس چیز کو محسوس

کرتے ہیں کہ جب ہم کسی شخص سے ملتے ہیں یا کسی مجلس میں جاتے ہیں، تو وہاں موجود اثر بھی ہمیں کچھ نہ کچھ پیغام دے رہا ہوتا ہے۔ علم و ادب سے حضرت شیخ الاسلام کا باطنی تعلق اور فکری مناسبت واضح طور پر نظر آتی ہے۔ اگر اس کا کوئی باقاعدہ نفسیاتی تجزیہ کیا جائے، تو اس پر پوری ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ میں حضرت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ اس سال جو پانچ کتابیں آئی ہیں، اگر علم و فضل کا کوئی مسافر ان کے صرف نام ہی سن لے — متن تو بہت دور کی بات ہے — جس نے امام سیوطی، ابن حجر عسقلانی، رازی کو پڑھا ہو، تو وہ ان ناموں پر ہی آپ کو سلام پیش کرے گا۔ میں اس بات پر حیران ہوں کہ جس طرح کا اس وقت علم کا قحط ہے، ایسا شاید ہی پہلے کبھی ہوا ہو حالانکہ یہ آئی ٹی، اے آئی اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ آپ جیسی شخصیت ہی اس کا جواب دے سکتی ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ آج علم سے دوری نہیں بلکہ ہم نے اب علم دشمنی دیکھی ہے۔ کشف المحجوب میں داتا گنج بخش علی ہجویری نے لکھا ہے کہ انسانی نفس "by default" علم دشمن اور جہل پسند ہے۔ اس وجہ سے اس دور میں، جہاں لوگ زندگی میں چار یا پانچ کتابیں لکھ کر ہی کافی سمجھتے ہیں، اس عہدِ جہل میں علم کی ایسی بہتات اور فکر کی ایسی فراوانی کوئی شیخ الاسلام ہی عطا کر سکتا ہے۔

جب میں یہاں مختلف مسالک کے علماء کو اظہار خیال کرتے سنا تو ایک اور ہی کیفیت ہوتی ہے۔ اخبار الاخیار میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے استاد حضرت شیخ شمس الدین یحییٰ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ خواجہ نظام الدین اولیاء کے خلفاء میں سے تھے، لیکن صرف صوفی نہیں تھے، بلکہ بہت بڑے علامہ بھی تھے۔ وہ فرماتے ہیں:

سألت العلم من احیاک حقا
فقال العلم شمس الدین یحیٰ

"میں نے علم سے پوچھا کہ اے علم! تجھے حقیقت میں کس نے زندگی عطا کی؟ تو علم نے مجھے جواب دیا کہ شمس الدین یحییٰ نے۔" یعنی، مجھے پڑھنے پڑھانے والے تو بہت تھے، لیکن میرا احیاء کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ حضرت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری صرف عالم یا علم پرور نہیں ہیں، بلکہ ہماری علمی روایت میں اس دور میں ہمارے خطے پر جس نے علم کا احیا کر کے دکھایا ہے، وہ ہستی ہیں۔ اس میں ایک خوشگوار حیرت یہ بھی ہے کہ ہم نے خطابت کے جس دور میں شعور کی آنکھ کھولی، وہاں جوش و خروش اور جذبہ تو تھا، لیکن اس میں علمیت اور حوالہ جاتی رجحان نہ ہونے کے برابر تھا۔ ڈاکٹر شیخ الاسلام ڈاکٹر

طاہر القادری کا ایک بہت بڑا کمال بطور خطیب یہ ہے، جس کو میں نے بہت شروع میں ایک طالب علم کی حیثیت سے محسوس کیا کہ آپ نے پہلی بار خطابت کو تحقیق کا "touch" دیا۔ ان سے پہلے خطیب کا دورانِ خطاب حوالہ دینے کا تصور نہ تھا۔ اس کا رجحان جس ہستی نے ہمارے ماحول میں پیدا کیا، جن کی خطابت کی برکت اور ذوقِ خطابت کی تاثیر سے ایسا ہوا، وہ بھی ڈاکٹر شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ اعزاز بھی ہے کہ آج جب لوگ کاغذ کا لمس بھی بھولتے جا رہے ہیں اور پی ڈی ایف کی دنیا میں جی رہے ہیں، ایسے دور میں کتاب کو زندہ کرنا ایک بہت بڑا کمال ہے۔ میں یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، بلکہ امام شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب التاریخ التاریخ میں لکھا ہے کہ جس شخص نے کسی امام کی کتاب کو زندہ کیا ہو، وہ ایسے ہے جیسے اس نے اس امام کو قبر سے نکال کر زندہ کھڑا کر دیا ہو۔ اس کا انعام روزِ محشر اللہ رب العزت اس عالم، محقق، مصنف، مؤلف یا مترجم کو یہ دے گا کہ حشر کے میدان میں اس امام کے ساتھ کھڑا کرے گا۔ پس جو شخص سیرت پر کام کرے، ہو سکتا ہے اللہ اپنے فضل سے اسے رحمت للعالمین کے ساتھ کھڑا کر دے۔ سوال یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ کے قرآن کی خدمت کا شرف مل جائے تو وہ کس کے ساتھ کھڑا ہو گا؟ یقیناًاللہ اس کو اپنی معیتِ خاصہ عطا فرمائے گا۔

حضرت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی علم سے مناسبت اور محبت ان کا کمال تو ہے ہی، لیکن یہ ربِ علیم کا ہم پر بھی بہت بڑا احسان ہے کہ ہمارے اندر ایک ایسا شخص موجود ہے جو علماء کو بھی جگاتا رہتا ہے اور محققین کو بھی مہمیز لگاتا رہتا ہے۔ جس ایک کتاب کی برکت سے نہ جانے کتنی کتابیں دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ ہر ایک کے پاس علم ہوتا ہے، مگر ایسا علم کسی کسی کے پاس ہوتا ہے۔ میں اس علم کا عینی شاہد ہوں؛ میں نے علم کو صرف پڑھا یا دیکھا نہیں ہے، بلکہ الحمدللہ، چکھا ہے۔ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے سے علم کا فیض منتقل ہونا شروع ہو جاتا تھا۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب کا کمال یہ ہے کہ یہ کینیڈا اور لندن میں بیٹھ کر بھی وہی فیض منتقل کر رہے ہیں، یعنی وہ شخص جو ان کی مجلس میں نہیں بیٹھ سکتا یا صحبت کا شرف نہیں پا سکتا، تو کتاب کے ذریعے اسے معنوی مجالس اور صحبت کا موقع اور شرف بھی عطا ہو جاتا ہے۔

یاد رکھیں! ڈاکٹر طاہرالقادری ایک شخص یا فرد نہیں ہیں، یہ ہماری چودہ سو سالہ علمی روایت کا زندہ مجسم نمونہ ہیں۔میں یہ بات بغیر کسی مبالغے کے کہہ رہا ہوں۔بلکہ جو کہنا چاہتا ہوں، رک جاتا ہوں کہ ماحول ایسا ہے، حالات ایسے ہیں کہ ہمارے ہاں عیب ڈھونڈے جاتے ہیں اور خوبیاں چھپائی جاتی ہیں۔بزرگ کہتے ہیں کہ اعلیٰ ظرف انسان وہ ہوتا ہے جو اپنے مخالف کی خوبی پر بھی نظر رکھتا ہو۔صوفیوں کاتو یہ منشور ہوتا ہے کہ وہ اپنی خوبی نہیں دیکھتے اور دوسروں کا عیب نہیں دیکھتے۔

ڈاکٹر صاحب، آپ کے ظرف کی وسعت کو سلام ہے کہ آپ نے جس دور اور عہد میں زندگی گزاری ہے، اس کے لیے بہت بڑا ظرف درکار ہے۔ایسے عہد نا پرساں میں جہاں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ہزار سال پہلے کہتے ہیں: مَن کہ علی بن عثمان الجلابیم، در بلدۂ لاھور کہ از مضافاتِ ملتان است، میان نا جنساں گرفتار بودم۔میں علی بن عثمان الجلابی لاہور شہر میں مقیم ہوں جو کہ ملتان کے مضافات میں ہے اور نا ہموار طبیعت والے لوگوں میں گھرا ہوا ہوں۔ہزار سال پہلے کا یہ آشوب، یہ قحط، یہ زوال ہے۔اس دور میں آپ جیسی کسی ایسی ہستی کا موجود ہونا کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔ایسے شخص کا کھڑا ہو کر علم، عمل اور اخلاص کی بات کرنا، اس کے لیے ظاہری اسباب نہیں، بلکہ تائیدِ ربانی چاہیے۔یاد رکھیے!علم کی خدمت تائیدِ ربانی کے بغیر نہیں ہوتی۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایۂ علم، سایۂ برکت اور سایۂ فیض و روحانیت عالمِ اسلام پر قائم و دائم رکھے اور یہ فیضانِ علمی اسی تحریک کی شکل میں آگے بڑھتا رہے۔

15۔محترمہ صوفیہ بیدار (ادیبہ،مصنفہ، کالم نگار) نے شرکاءتقریب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہاکہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری وہ واحد "intellectual religious scholar" ہیں جنہوں نے خواتین کو ہمیشہ بھرپور نمائندگی دی ہے۔چاہے وہ میدانِ سیاست ہو، معاشرت ہو، تعلیم ہو یامردوں کے شانہ بشانہ باپردہ زندگی گزارنے کا شعبہ ہو،آپ نے خواتین کو کہیں بھی نظرانداز نہیں کیا۔وہ شخص کتنا محترم ہے جواس آج قرآن وسنت کے حقیقی پیغام کو لے کر چل رہاہےاور مذہب و معاشرت کی خدمت میں مصروف عمل ہے۔یہ لوگ چند سالوں کی زندگی لے کر نہیں آتے، یہ صدیوں کی زندگی لے کرآتے ہیں۔ان کی کتب پانچ ہزار سال تک زندہ رہیں گی،ان کاکلام چلتارہے گا اور آنے والے "scholars" اورلوگ اس سے استفادہ کرتے رہیں گے۔

میں جب مذہبی موضوعات پر کتابیں پڑھتی ہوں تواس میں سچائی کی خاطر تحریر بعض مرتبہ بالکل

"straightforward" اور سیدھی ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ اس میں رنگینی، تنوع یا ہلکی سی خشکی آ جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو ایک اور نعمت بھی دی ہے کہ وہ مذہبی "scholar" ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ادیب کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔ ان کی تحریر میں ایک چاشنی ہے، ان کی تقریر میں ایک رنگ ہے۔ وہ رنگ یہ ہے کہ جیسے ایک چڑھتا ہوا دریا سمندر بن جاتا ہے۔ مذہب کی وہ باتیں جن پر ہمیں خاموشی ملتی ہے، وہ اس کی گرہیں پانیوں پر لگی ہوئی گرہوں کی طرح کھولتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔

انہوں نے مذہب میں اعتدال کا راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ نوجوانوں کو ایک صراط مستقیم پر چلا رہے ہیں۔ اتنی بڑی طاقت کسی مذہبی "scholar" کے پاس نہیں جتنی ان کے پاس ہے، اس کے باوجود، انہوں نے ظلم کے جواب میں اپنے کارکنوں کو ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں دی۔ حالانکہ ان کے ایک اشارہ ابرو پر کیا سے کیا ہو جاتا، لیکن انہوں نے ان کو منفی طور پر استعمال نہیں ہونے دیا اور انھیں محبت اور عشق کی مہار کے ساتھ اپنے ساتھ لگائے رکھا۔

16۔ محترم علامہ مفتی زبیر فہیم (اتحاد مدارس العربیہ پاکستان) نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بڑی شخصیات اور بڑے لوگ بڑا کام کر رہے ہوتے ہیں تو وہ اپنی اولاد کی طرف توجہ نہیں دے پاتے۔ بہت بڑے بڑے نام ہیں، جن کی اولاد اپنے والدین کے لیے نالائق ثابت ہوئی اور ان کے راستے، ان کی فکر اور ان کی وراثت سے ہٹ گئی۔ لیکن میں قبلہ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ان کی اولاد بھی ان کے مشن کو لے کر آگے بڑھ رہی ہے۔ ان کے علمی کام اور ان کا فیضان ان شاء اللہ امت کے لیے جاری رہے گا۔ ان کے بیٹے اور پھر ان کے پوتے بھی اس فیضان کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یقیناً یہ اللہ رب العزت کے ہاں قبولیت کی دلیل ہے۔ ربیع الاول کے بابرکت مہینے میں انہوں نے جن پانچ کتابوں کا تحفہ امت کو دیا ہے، اللہ کریم امت کو ان سے پورا پورا نفع اٹھانے کی توفیق نصیب فرمائے:

کچھ نہ کچھ لکھتے رہو ورق کے صفحات پر
یہی ایک رابطہ رہ جائے گا نسلِ نو سے

اس پر وقار اور خوبصورت تقریب کے اختتام پر فضیلۃ الشیخ الأستاذ الدکتور أحمد بدرۃ نے خصوصی دعا کروائی اور یہ پروقار علمی، فکری اور روحانی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

شیخ الاسلام کی کتب کی تقریبِ رونمائی (اسلام آباد)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 5 نئی علمی و تحقیقی کتب الفتح الکبیر فی علوم التفسیر، تفسیر سورۃ الفاتحہ، القول المبین فی تفسیر ایاک نعبد و ایاک نستعین، الروض الباسم من خلق النبی الخاتم ﷺ اور الانوار من سیرۃ سید الابرار ﷺ کی پروقار تقریبِ رونمائی پاک چائنہ فرینڈشپ سینٹر اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، تحریک منہاج القرآن کے جملہ مرکزی قائدین، اور مختلف شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والی نمایاں شخصیات نے اس تقریب میں خصوصی شرکت کی۔ 10 ستمبر 2025ء کو منعقد ہونے والی یہ تقریب عشقِ رسول ﷺ کے دیوانوں اور علم و دانش کے پیاسوں کا ایک عظیم الشان اجتماع تھی۔ مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے ممتاز اہلِ علم و دانش اور فکری رہنماؤں نے شیخ الاسلام کے علمی اور فکری مقام و مرتبے کا برملا اعتراف کیا۔ یہ اجتماع اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت تھا کہ جب علمی اور تحقیقی کام کو اخلاص کے ساتھ پیش کیا جائے تو اس کی خوشبو سرحدوں اور مسلکی اختلافات سے ماورا ہو کر ہر دل کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔

اس پروقار تقریب کا آغاز روح پرور تلاوتِ کلامِ پاک اور نعتِ رسولِ مقبول ﷺ سے ہوا، جس نے ہر دل کو نورِ ایمان سے منور کر دیا۔ نقابت کے فرائض محترم عین الحق بغدادی، محترم ڈاکٹر محمد فاروق رانا، محترم علامہ اشفاق چشتی، محترم احمد نواز انجم، محترم کرنل (ر) خالد جاوید اور محترم انجینئر محمد رفیق نجم نے سر انجام دیے۔

1۔ محترم خرم نواز گنڈاپور (ناظم اعلیٰ منہاج القرآن) نے استقبالیہ کلمات ادا کیے۔ عربی اور اردو زبانوں میں تصنیف کی گئی شیخ الاسلام کے علمی و فکری ویژن کی مظہر ان کتب کی تقریبِ رونمائی کے موقع پر مہمانانِ گرامی نے جن خیالات کا اظہار کیا، اس کی ایک اجمالی رپورٹ نذرِ قارئین ہے:

2۔ محترم محمد سرور منیر راؤ (مصنف، محقق، کالم نگار، ڈائریکٹر پی ٹی وی اکیڈمی) نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ یہ حسنِ اتفاق ہے کہ جب ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب نے پنجاب یونیورسٹی میں درس و تدریس کا آغاز کیا، تو میں بھی وہاں علم

سیاسیات کا طالب علم تھا۔وہ فطرتی طور پر ہی ایک معلم ہیں۔'طاہر' کا کیا مطلب ہے؟ اس کے جواب کے لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ ان کے چہرے پر توجہ دیں۔آپ انہیں اپنا مرشد، مجتہد، مصنف، عالم یا اسکالر کہہ سکتے ہیں، لیکن ان کے چہرے سے نکلنے والی روشنیاں اس طہارت کی ہیں جو علم، فکر اور تحریک میں ڈوبی ہوئی ہیں۔وہ شخص جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کررہا ہو۔ایسے شخص کا چہرہ دوسروں کے مقابلے میں بڑا نمایاں ہوتا ہے اور اس کے چہرے سے نکلنے والی روشنی آپ کو اس کی طرف دیکھنے کی تحریک دیتی ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری شیخ التفسیر یا شیخ القرآن ہی نہیں بلکہ شیخ الاسلام ہیں۔ڈاکٹر صاحب کی شخصیت ہمہ جہت اور ہشت پہلو ہے۔ان کی عالمی اور دینی خدمات پر کئی پی ایچ ڈی کی جا سکتی ہیں۔ایک موضوع یہ ہے کہ انہوں نے روایتی دینی تعلیم اور جدید عصری علوم کو یکجا کر کے ایک ایسا علمی مقام حاصل کیا ہے جو نہ صرف پاکستان بلکہ عالمِ اسلام کے لیے بھی منفرد ہے۔قرآن فہمی میں ان کی خدمات بے مثال ہیں اور ان کا اردوترجمۂ قرآن 'عرفان القرآن' ایک روشن مثال ہے۔دوسرا پہلو ان کے تحقیقی اور تصنیفی کارنامے ہیں۔ڈاکٹر صاحب کا شمار ان چند اہلِ علم میں ہوتا ہے جن کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ان کی تصانیف کے موضوعات میں قرآن و سنت، فقہ، تصوف، جدید سماجی و سیاسی مسائل اور بین المذاہب تعلقات سب شامل ہیں۔ان کی تصنیف 'اسلام اور دہشت گردی' نے عالمی سطح پر اسلام کے حقیقی پیغام کو اجاگر کیا ہے۔

تیسری ڈاکٹریٹ ان کے اصلاحی اور احیائی کردار پر ہو سکتی ہے۔انتہا پسندی اور دہشت گردی کے اس دور میں جب اسلام کی تصویر مسخ کی جا رہی ہے، ڈاکٹر طاہرالقادری نے اپنی بلند اور واضح آواز میں یہ اعلان کیا کہ یہ سوچ اسلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اور اس حوالے سے ایک تاریخی دستاویز بھی تحریر کی۔ آج منہاج القرآن انٹرنیشنل نوے سے زیادہ ممالک میں روحانی اور سماجی خدمات کا مرکز ہے۔میں نے بہت سے ممالک کا سفر کیا ہے اور میں حیران رہ جاتا ہوں کہ ہر جگہ انھوں نے شمعیں روشن کر رکھی ہیں۔ہر جگہ ڈاکٹر طاہرالقادری کے پھول بکھرے ہوئے نظر آئیں گے۔

ان پر ایک اور ڈاکٹر یٹ ایک عظیم مبلغ اور خطیب ہونے کی حیثیت سے ہو سکتی ہے۔ڈاکٹر طاہرالقادری کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو ان کا فنِ خطابت اور فنِ ابلاغ ہے۔وہ دیہات کے ایک عام سامع کو بھی اسی موئثر انداز میں مخاطب کرتے ہیں جس طرح وہ آکسفورڈ اور ہارورڈ کے اسکالرز سے بات کرتے ہیں۔ان کی شخصیت کا ایک اور پہلو ان کا عالمی مقام اور اس کا اعتراف ہے۔یہی وجہ ہے کہ انہیں بارہا دنیا کے بااثر ترین مسلم اسکالرز میں شمار کیا گیا ہے۔یہ جان کر آپ کو حیرانی ہوگی کہ ان کی تقاریر، کتب اور لیکچرز دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔دراصل ڈاکٹر طاہرالقادری ایک فرد نہیں بلکہ ایک تحریک ہیں اور ان چنیدہ افراد میں سے ہیں جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

3۔ محترم سید اظہر عباس (سینئر ڈائریکٹر، ریلیجیس ایجوکیشن) نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہاں ایک مردِ قلندر اور ایک مردِ آہن کی سوچ، گفتگو اور ان سنگِ میلوں کی بات ہو رہی ہے جو انہوں نے اپنے علم و حکمت اور تدبر سے حاصل کیے۔وہ اس پُرآشوب دور میں اسلام کے سپاہی بن کر سامنے آئے جب واقعی کسی معتدل شخص کی ضرورت تھی۔یہ ڈاکٹر علامہ محمد طاہرالقادری کی ہی شخصیت ہے جنھوں نے جناب محمد مصطفی ﷺ کی گفتار، کردار اور تعلیمات کو نہ صرف دنیا میں اجاگر کیا بلکہ ایک ایسی نسل تیار کی جو انتہا پسندی کے خلاف تھی اور جس نے سینہ سپر ہو کر اس کا مقابلہ کیا۔آج یہ کہنا بہت آسان ہے، لیکن جب جناب طاہرالقادری صاحب نے یہ علم اٹھایا تو اس وقت یہ بڑے دل گردے کا کام تھا۔

جناب ڈاکٹر طاہرالقادری نے قرآن مجید اور ذاتِ مصطفی ﷺ انہی دو چشموں سے امت کو فیضیاب کیا اور ایک نئی جہت دی۔انہوں نے اپنا پیغام نہ صرف پاکستان کے نوجوانوں کو دیا بلکہ اسے پوری دنیا میں پھیلایا۔آج ڈاکٹر طاہرالقادری ایک عالم کے ساتھ ساتھ ایک ایسی معتدل اسلامی شخصیت بھی ہیں کہ جن کا ذکر کرکے ہمارا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے کہ وہ ایک پاکستانی مسلمان ہیں۔ڈاکٹر طاہرالقادری ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت ہیں جنہوں نے علم کے گلشن میں ایسے ایسے پھول لگائے کہ ہر پھول کی اپنی خوشبو ہے۔وہ نہ صرف ذہنوں کو معطر کرتی ہے بلکہ انسان کی روح میں ڈھل کر کردار کی شکل اختیار کر جاتی ہے اور یہی وہ کردار

ہے جس کی ضرورت اس وقت مسلمانوں کو ہے۔ڈاکٹر صاحب کی شخصیت بہت بڑی ہے اور اس پر گھنٹوں گفتگو کی جا سکتی ہے۔کاش ہم سب ان کے افکار کو اپنائیں اور ایک سچے اور کھرے مسلمان بن جائیں۔

4۔ محترم محمد نعیم علی گجر ایڈوکیٹ (صدراسلام آبادبارایسوسی ایشن) نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے اپنے کچھ مشاہدات شرکاء کے ساتھ شیئر کیے کہ مجھے کچھ روز قبل برطانیہ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔اس ملاقات کے دوران بہت سے اہم امور پر تبادلہ خیال ہوا اور کئی حوالوں سے رہنمائی ملی۔ایک ہوٹل میں ہونے والی اس ملاقات کے دوران میں اس وقت حیران رہ گیا کہ جب شیخ الاسلام کو ہوٹل میں دیکھ کر کئی لوگ ان سے ملاقات کے لیے آئے۔ایک پاکستانی بزرگ نے کہا کہ برطانیہ میں مقیم ہم مسلمانوں بالخصوص پاکستانیوں کو بہت سے مسائل مثلا بچوں کے دین و ایمان کو بچانا، نوجوان نسل کو راہ راست پر رکھنا، کسی کی فوتگی کی صورت میں تجہیز و تکفین کا انتظام کرنا، وغیرہ کا سامنا تھا۔مگر جہاں جہاں منہاج القرآن کے اسلامک سنٹرز ہیں، انھوں نے ہمارے ان تمام معاملات کو احسن طور پر حل کیا۔وہاں موجود کئی پاکستانی اور مسلم فیمیلیز نے بھی اپنے اسی طرح کے جذبات کا اظہار کیااور ڈاکٹر صاحب کے کارناموں اور خدمات پر بات کی۔میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ یہ سب ایک ایسے ملک میں ہو رہا ہے جو پاکستان نہیں ہے، اگرچہ پاکستان میں بھی ماشاءاللہ ڈاکٹر صاحب کا اپنا ایک مقام اور کردار ہے مگر بیرون ممالک ایسا منظر دیکھ کر مجھے اپنے پاکستانی ہونے پر فخر ہونے لگا۔

5۔ محترم ڈاکٹر محسن ضیاء قاضی (چیئرمین شعبہ اسلامیات، مسلم یوتھ یونیورسٹی اسلام آباد) نے اپنے خیالات کو الفاظ کا جامہ پہناتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 1980ء میں جس تحریک کی بنیاد رکھی تھی، آج وہ دنیا بھر کے 100 سے زائد ممالک میں علم اور تحقیق کے ایک ایسے شجر کی صورت اختیار کر چکی ہے جو اپنے ثمرات سے دنیا کو مستفید کر رہی ہے۔اگر آپ ڈاکٹر صاحب کی ساری زندگی کا مشاہدہ کریں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ کی پوری زندگی رسول اللہ ﷺ سے محبت و الفت اور وارفتگی کی حد تک عقیدت سے عبارت ہے۔آپ نے رسول ﷺ کے اصحاب اور آل کی محبت اور عقیدت پر ڈٹ کر پہرہ

دیا۔ علمی اور تحقیقی اعتبار سے آپ نے سینکڑوں اسکول، کالج، مدارس اور اسلامک سینٹرز قائم کیے ہیں جو پوری دنیا میں کام کر رہے ہیں۔ 1980ء سے آج تک شیخ الاسلام کا مطمع نظر صرف اور صرف دین کی خدمت رہا ہے، چاہے وہ علمی اور کتابی حوالے سے ہو یا لوگوں کی اصلاح و تربیت کے حوالے سے۔ آپ کی ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کی ذات اور دینِ اسلام کی عظمت و رفعت کی محافظت کے لیے وقف رہی ہے۔

شیخ الاسلام کی جن کتب کی تقریبِ رونمائی ہو رہی ہے، ان میں سے ہر ایک کتاب ایک خوبصورت علمی شہکار ہے۔ ان کتب میں ان تمام موضوعات پر بات کی گئی ہے جن پر اپنے اور غیر دونوں اعتراضات کرتے ہیں۔ آپ نے ان اعتراضات کا علمی محاکمہ فرمایا ہے اور دلائل سے عقائد صحیحہ کو بیان کیا ہے۔ اللہ کے حضور دعا ہے کہ وہ اس تحریک کو، آپ کی علمی کاوش کو اور آپ کے اس سلسلے کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔

6۔ محترم ڈاکٹر حبیب الرحمن عاصم (ڈائریکٹر اقبال چیئر بحریہ یونیورسٹی اسلام آباد) نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میری ڈاکٹر صاحب سے پہلی ملاقات پنجاب یونیورسٹی میں ہوئی جب وہ لاء کالج میں پڑھایا کرتے تھے۔ اس وقت بھی اپنی علمی و فکری صلاحیتوں کے باعث وہ مشہور تھے۔ ہر روز کوئی نہ کوئی طالب علم یا استاد ان کے بارے میں بتاتا کہ ایک ایسے پروفیسر آئے ہیں جو گفتگو کریں تو قادرالکلامی ان پر ختم ہو جاتی ہے اور تحریر کریں تو تحریر خود بخود حاضر ہو جاتی ہے کہ ہم آپ کے لیے حاضر ہیں۔ میں ان کی بہت سی تحقیقی کتب دیکھ چکا ہوں، اسی سبب مجھے ان سے بہت محبت ہے۔ شیخ الاسلام نے جس خوبصورت اور جامع انداز میں تحقیق کے ساتھ اسلامی تعلیمات کو اپنی کتابوں میں شامل کر کے ان کی صداقت ثابت کی ہے، وہ مجھ جیسے طالب علم کے لیے ایک بہت بڑا سرمایہ اور ایک عظیم خدمت ہے۔ انہوں نے عالمِ اسلام کے لیے قرآن، رسول اللہ ﷺ اور دیگر شخصیات کے حوالے سے اپنی تحریروں کے ذریعے عظیم خدمات سر انجام دی ہیں۔ مجھے مختلف ممالک میں ان کے مراکز دیکھنے کا بھی موقع ملا، ان میں سے ہر مرکز اپنی مثال آپ ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی جن کتب کی رونمائی آج ہو رہی ہے، وہ تمام کتب اعلیٰ تحقیقی نوعیت کی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی ہر کتاب علمی اور تحقیقی اعتبار سے ہر استاد کے لیے ایک بہت بڑا سرمایہ ہے۔ اس

کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے بہت سے علماء اور اساتذہ بہت سی چیزیں بیان کرتے ہیں، لیکن ان میں مکمل حوالوں اور تحقیق کے ساتھ مواد موجود نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ ڈاکٹر طاہرالقادری پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ان کی یہ کتابیں اور تعلیمات ہمارے درمیان ہمیشہ زندہ رہیں گی۔

7۔ محترم علامہ ڈاکٹر محمد تنویر علوی (ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ اسلام آباد) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تصنیف کا میدان کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔جب آدمی اس میدان میں قدم رکھتا ہے، تو اس کی فہم اور عدل کی گہرائی جانچ لی جاتی ہے اور اس کی قدر و قیمت سامنے آ جاتی ہے۔ڈاکٹر صاحب کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ ماشاء اللہ 'کثیرالتصانیف' ہیں۔دنیا میں ہر دور میں مصنفین آتے رہے ہیں لیکن 'کثیرالتصانیف' ہونے کا اعزاز چند مصنفین کے حصے میں آیا ہے۔جیسے قدیم دور میں محمد ابن جریر طبری، ابنِ حجر عسقلانی اور امام جلال الدین سیوطی رحمھم اللہ تعالیٰ جیسی شخصیات شامل ہیں۔اگر ہم عہدِ حاضر کی بات کریں تو ہمیں کثیرالتصانیف شخصیات میں علامہ ڈاکٹر طاہرالقادری سر فہرست نظر آتے ہیں۔ڈاکٹر صاحب کی تصنیفات کا ایک بنیادی امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے قدیم علمی ذخیرے کو نئی نسل تک پہنچانے کے لیے اسے دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا ہے اور اسے ایک آسان اور دلنشین اسلوب میں پیش کیا ہے۔یہ ان کی تصنیفات کا ایک نمایاں وصف ہے۔ایک اور اعزاز جو ڈاکٹر صاحب کی تصنیفات میں نظر آتا ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ نے انہیں انتہائی وسیع المطالعہ بنایا ہے۔کوئی علم و فن ایسا نہیں جو ان کی نظروں سے اوجھل ہو۔الحمدللہ ہر فن پر ان کی کتابیں موجود ہیں۔ڈاکٹر صاحب کی تمام تصنیفات میں قرآن و سنت سے دلائل اور اہلِ بیت اطہار علیھم السلام سے محبت اور ان کا دفاع کرنا نمایاں وصف ہے۔اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی تمام کتابوں کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور انہیں انسانیت کے لیے مفید سے مفید تر بنائے۔اور لوگوں کو ان سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

8۔ محترم ڈاکٹر جسٹس (ر) سید محمد انور نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ چند ماہ قبل لاہور میں منہاج یونیورسٹی کے اندر ایک بہت بڑا بین الاقوامی سیمینار منعقد ہوا تھا، جس میں تیس سے پینتیس ممالک سے اسلامک اکنامک سے وابستہ علماء شامل تھے۔اس

سیمینار میں مجھے بھی بلایا گیا تھا۔ وہاں شیخ الاسلام کے متعلق میں نے ایک جملہ عرض کیا تھا، جسے میں اپنی گفتگو کا آغاز کرنے کے لیے دہرانا چاہوں گا کہ آج کی اس دنیا میں علمی میدان کے اگر کوئی ذوالقرنین ہیں تو وہ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری ہیں۔ ایک لمحے کے لیے میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید یہ مبالغہ تو نہیں، مگر آج مجھے اس محفل میں شریک ہو کر یقین ہو گیا ہے کہ یہ بالکل مبالغہ نہیں تھا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جس نے بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے وفا کی، اس کا ثمر وہی ہوتا ہے جو ہمیں نظر آ رہا ہے۔ میں نے جو جملہ ابتدا میں عرض کیا، اس کا اعادہ اس لیے کر رہا ہوں کہ اسے مبالغہ نہ سمجھیں۔ ایک ایسی شخصیت جن کا وجود اس وقت عملاً کینیڈا میں ہے، اس کے باوجود ان کی ہستی کا اثر پوری دنیا پر مستقل طور پر موجود ہے۔ معنوی طور پر وہ اپنے صاحبزادے محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی شکل میں موجود ہیں اور عملی طور پر وہ اپنی کتابوں کی صورت میں ہمارے درمیان ہیں۔

آج جن کتب کی رونمائی ہے، سوال یہ ہے کہ کیوں یہ کتابیں دیگر کتب سے مختلف ہیں، جبکہ اسی موضوع پر اور کتابیں بھی مل سکتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کتب 'لٹریچر ریویو' کے لحاظ سے اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہیں۔ جس موضوع پر بھی یہ لکھی گئی ہیں، اس موضوع پر موجود تمام اسلامی دنیا کا مواد اس میں یکجا ہے۔ یہ وصف ڈاکٹر حسن صاحب کو بھی ورثے میں ملا ہے اور بدرجہ اتم ملا ہے۔ ان کے پی ایچ ڈی Thesis میں اس کا ظہور جابجا نظر آتا ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا۔ لیکن علامہ طاہرالقادری جیسی شخصیات کو دیکھ کر ایک آس اور امید ہے کہ ابھی علم نہیں اٹھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک عالم کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ آج کے دور میں جیتا ہے، وہ ماضی یا کسی اور دور میں نہیں جیتا۔ ان تمام کتب کا اگر عمیق مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے بہت ہی شائستگی اور کامیابی سے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ہماری روایت، جس سے جڑا رہنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے، کس طرح آج بھی ہماری رہنما ہے اور کل بھی ہماری رہنما رہے گی۔ یہ وہی عالم کر سکتا ہے جسے آج کا، گزشتہ کل کا اور آنے والے کل کا پورا ادراک ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی ہر کتاب

میں، تقریباً ہر صفحے پر، یہ پیغام دیا ہے کہ کس طرح سیرت النبی ﷺ اور قرآن کریم ہماری رہنمائی آج بھی کرتے ہیں اور ان شاء اللہ ہمیشہ کرتے رہیں گے۔

ان کتب میں علمی اعتبار سے ایک اور اہم بات یہ ہے کہ وہ طلبہ اور علماء سب کو مد نظر رکھنی چاہیے کہ اسلامی تعلیمات کے حوالے سے جو عجیب و غریب اشکالات اور ابہامات پیدا کیے جاتے ہیں، ڈاکٹر صاحب نے ان کو بھر پور طریقہ سے رفع کیا ہے اور موضوع سے متعلق مستند عربی عبارات بھی شامل کی ہیں۔پہلے صرف فٹ نوٹ اور حوالہ دیا جاتا تھا، لیکن ان کی کتب میں عربی عبارتوں کا بالخصوص اہتمام کیا گیا ہے تاکہ بات کو مستند بنایا جا سکے اور لوگوں کا ایمان پختہ کیا جا سکے۔اس سے ہر کتاب کا اثر اور تاثیر دگنی ہو گئی ہے۔

9۔ محترم عبداللہ حمید گل (چیئرمین تحریک جوانان پاکستان) نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ انگریزی میں کہا جاتا ہے کہ 'چھوٹے ذہن' لوگوں کے بارے میں بات کرتے ہیں، 'درمیانے ذہن' واقعات پر گفتگو کرتے ہیں اور 'عظیم ذہن' خیالات (ideas) پر بات کرتے ہیں۔ میرے نزدیک 'عظیم ترین ذہن' وہ ہوتے ہیں جو نہ صرف عظیم خیالات سے دنیا کو روشناس کرتے ہیں بلکہ ان پر عمل کر کے بھی دنیا کو دکھاتے ہیں۔ اگر آپ ڈاکٹر طاہر القادری کی شخصیت کا مطالعہ کریں تو وہ اس آخری زمرے میں آتے ہیں۔ وہ عظیم ذہن نہیں بلکہ عظیم ترین ذہن ہیں۔ انہوں نے نہ صرف عظیم خیالات دیے بلکہ دنیا کے 90 ممالک میں ان کی عملی تعبیر بھی دکھائی۔ آپ ڈاکٹر بھی ہیں، پروفیسر بھی ہیں، شیخ القرآن بھی ہیں، شیخ الحدیث بھی ہیں اور پھر شیخ الاسلام بھی ہیں۔ آپ نے ایک ایسی نسل کی رہنمائی ہے جو دنیا میں ایک مختلف سوچ پیدا کر رہی ہے۔ یہ امر حیران کن ہے کہ ایک مختصر سے عرصہ میں ڈاکٹر طاہر القادری نے کتنا طویل سفر کیا۔ پاکستان سے شروع ہوئے اور آج پوری دنیا میں ان کے نام کا ڈنکا بجتا ہے۔

وہی علم نافع ہوتا ہے جو اللہ کے نام سے پڑھا جائے۔اسی لیے کہا گیا کہ "پڑھ اپنے رب کے نام سے"۔یہ وہ علم ہے جو ڈاکٹر طاہرالقادری ہمیں دے رہے ہیں۔علم بانٹنے والے لوگ امر ہوتے ہیں۔انہیں اپنی زندگی یا سانسوں کی پرواہ نہیں ہوتی، بلکہ وہ لوگوں کی سوچ اور فکر میں بستے ہیں۔بہت سارے لوگ دنیا میں آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، لیکن کچھ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے نقوش چھوڑ جاتے ہیں۔ڈاکٹر صاحب کی کتب کی ایک طویل فہرست ہے جو یقیناً ایک خزانہ ہے۔میں اکثر غیر ملکی سفارت خانوں میں جاتا ہوں تو وہاں کے سفراء ڈاکٹر طاہرالقادری کے متعلق اپنے خیالات کا

Minhaj-ul-Quran Women League-Houston

اے میرِ کارواں ملے تجھے حیاتِ جاوداں
چلتا رہے تیری رہبری میں حق وشعور کا کارواں

ہم مجددِ عصر **شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری** کو ان کی **75 ویں سالگرہ** کے موقع پر دل کی گہرائیوں سے **مبارکباد** پیش کرتی ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت انہیں عمرِ خضر عطا فرمائے۔ آمین

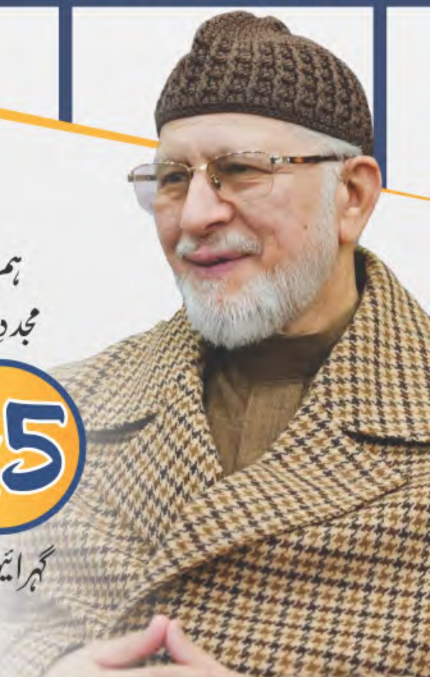

عمر خضر عطا کر اس مرد باوفا کو
فکر و نظر کو جس نے پھر بال و پر دیے ہیں

پرچم اٹھا کے جس نے احیائے دین حق کا
عزم و یقین کے موتی دامن میں بھر دیے ہیں

75ویں سالگرہ پر
مُبارک باد
پیش کرتے ہیں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

انسانی تاریخ میں افق عالم پر اسلام کا معتبر حوالہ ہیں جو اسلام کی حقیقی تعلیمات اور اسلام کے پرامن چہرے کو اقوامِ عالم کے سامنے لائے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ سپین

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے پیغامِ امن و اخوت کو عصرِ حاضر میں عالمی سطح پر زندہ کرنے والے
عظیم داعی وحدتِ امت، امامُ الامۃ، مجددِ عصر، بین المذاہب رواداری اور بین المسالک ہم آہنگی کے علمبردار

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

کو دُختران اسلام کی جانب سے محبت، عقیدت اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

ماہنامہ دخترانِ اسلام کو آن لائن پڑھنے کے لیے دیے گئے QR کوڈ کو اسکین کریں

اظہار کرتے ہیں کہ ان کے علم کی وجہ سے بھٹکے ہوئے لوگ بھی راہِ راست پر آرہے ہیں۔یہ وہ سچائی ہے جس کو دنیا اور مغرب بھی سمجھ رہا ہے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ جانے تو جانے گل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ خود بھی عظیم ہیں اور وہ لوگ جو ان سے وابستہ ہیں وہ بھی عظیم ہیں۔

10۔محترم علامہ ڈاکٹر پیر سید علی رضا بخاری (سجادہ نشین بساں شریف آزاد کشمیر)

نے شرکاء سے مخاطب ہوئے کہا کہ ربیع الاول میں رسول ﷺ کی آمدِ مسعود کے موقع پر شیخ الاسلام کی یہ کتب امتِ مسلمہ کے لیے ایک بہت بڑا تحفہ ہے۔ان کتابوں میں علم، تحقیق، عشق، محبت، ذوق و شوق اور علم کا وہ نور موجود ہے جو آپ کی تعلیمات کے ذریعے منتقل ہوتا ہے۔ڈاکٹر طاہرالقادری کتابیں نہیں لکھتے، وہ انقلاب لکھتے ہیں۔ان کے علم میں تاثیر ہے۔ڈاکٹر صاحب کا حضور سرور کون و مکان ﷺ کی ذاتِ گرامی سے عشق، محبت، اعتقاد، ذوق، شوق، کیف اور سرور کا تعلق اور رشتہ ہے۔یہ فنا فی الرسول کی کیفیت ہی علم میں تاثیر پیدا کرتی ہے۔صوفیاء کے ہاں یہی تاثیر کہیں وجد، کہیں حال، کہیں کیف، کہیں سرور، کہیں عشق و مستی اور کہیں نعرہ مستانہ کہلاتی ہے۔یہ مختلف انداز ہیں، لیکن جب تک "حال" نصیب نہ ہو، "قال" مکمل نہیں ہوتا۔یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے۔حضرت ڈاکٹر طاہرالقادری نے وہ سمتیں عطا کی ہیں جہاں "قال" کے ساتھ "حال" ملتا ہے۔آج کی اس جدید دنیا میں ہمارے ماضی کے دانشور، محققین اور اسکالرز کی زبان میں ڈاکٹر طاہرالقادری آج ہم سے مخاطب ہیں اور ہمیں علم پہنچا رہے ہیں۔اس کی وجہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ وہ عشقِ مصطفی ﷺ کی خیرات اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہیں۔جب یہ تعلق قائم ہو جائے، تو اس سے بات بنتی ہے۔جیسا کہ کسی نے لکھا تھا:

"صد کتاب و صد اوراق در نار کن
سوئِ دلدار، جانبِ دلدار کن"۔

سو کتابوں اور سو اوراق کو آگ میں ڈال دےاور اپنے دل کو دلدار کی جانب متوجہ کر لے۔یعنی، کتابوں اور اوراق سے لائبریریاں بھرنے سے بات نہیں بنتی۔بات تب بنتی ہے جب علم نفع بخش ہو جائے اور 'احیاء العلوم'، 'احیاءالقلوب' کا سبب بنے۔یہ کام ڈاکٹر طاہرالقادری نے کر دکھایا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ نظریات کی اس جنگ

کے میدان کے فاتح ڈاکٹر طاہرالقادری ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے عشقِ محمد کی طاقت کی بنا پر پاکستان کا نظریاتی طور پر دفاع کیا۔یہاں پر انتہا پسندی اور نفرت انگیز نظریات کو رد کیا اور امتِ مسلمہ کی رہنمائی کی۔اللہ تعالی اس سرسبز و شاداب گلستان کو آباد رکھے اور اس فیض کے چشمے کو جاری و ساری رکھے۔

11۔محترم علامہ عارف حسین واحدی (مرکزی نائب صدر شیعہ علماء کونسل پاکستان و ممبر رحمت للعالمین اتھارٹی حکومت پاکستان) نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے اپنی زندگی میں علومِ قرآن، حدیث اور دیگر تمام شعبوں میں محنت کی ہے، اسی طرح انہوں نے اپنے فرزندان کی بھی بہترین تربیت کی ہے۔ جہاں وہ اتنی خوبصورت تصانیف کر رہے ہیں، اپنی اولاد کی بھی ایسی تربیت کی ہے کہ ان شاء اللہ ان کے آثار بھی اسی طرح جاری و ساری ہیں۔میں یہاں شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کی خدمات اور تصانیف انتہائی قابلِ قدر ہیں۔یہ سنتِ الٰہیہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں جدوجہد کرتے ہیں، اللہ ان کے راستے خود کھول دیتا ہے۔ایک طویل عرصے سے ڈاکٹر صاحب نے دنیا میں ایک صحیح اور مثبت اسلام متعارف کرانے کے لیے اور اسلام کا خوبصورت اور روشن چہرہ پیش کرنے کے لیے جدوجہد کی ہے اور وہ اس میں کامیاب رہے ہیں۔آج ان کی کتب کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے اور ہر شعبے، ہر موضوع پر ان کی تحقیق موجود ہے، جس سے ہر کوئی استفادہ کر سکتا ہے۔میں نے مشہدِ مقدس، دانشگاہِ علومِ اسلامیہ رضوی سے علومِ قرآن میں تعلیم حاصل کی ہے۔جب میں نے علومِ قرآن کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب کی ایک کتاب کھولی، جو ایک جلد میں انتہائی فصیح عربی میں ہے، تو میں نے دیکھا کہ میں نے اپنے اساتذہ کی متعدد کتابوں میں جو پڑھا تھا، وہ سب کا سب ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کی اس ایک کتاب میں موجود ہے۔

وہ ایک ایسی علمی شخصیت ہیں جنہوں نے ہر میدان میں قدم اٹھایا ہے اور محنت کی ہے۔سیدہ طاہرہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے والد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ایک حدیث نقل کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جو چالیس دن کے لیے اللہ کے ساتھ مخلص ہو جائے، اس کا اوڑھنا، بچھونا، اٹھنا، بیٹھنا، زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی رضا کے لیے ہو، تو اللہ اس کے دل میں علم و حکمت کے خزانے پیدا کرتا ہے اور جہاں ضرورت

ہو، وہ اس کی زبانِ اقدس پر جاری ہوتے ہیں"۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اس حدیث کا مصداق ہیں۔ وہ اتنے خلوص کے ساتھ اللہ پر توکل کر کے اللہ کی راہ میں جدوجہد کر رہے ہیں کی کہ آج وہ سرخرو ہیں۔ پوری دنیا میں ڈاکٹر طاہرالقادری کی شخصیت جانی پہچانی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ایران اور عراق میں بھی ڈاکٹر صاحب کی شخصیت پر پی ایچ ڈی کا تحقیقی کام جاری ہے۔ یہ کیوں ہے؟ چونکہ وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں، ان کا ایک جذبہ ہے، ایک تڑپ ہے، ایک ولولہ ہے اور ان کا ایمان ہے کہ اگر میں جدوجہد کروں گا تو اللہ اس میں رنگ لائے گا۔

ان کے اندر عشقِ مصطفیٰ، عشقِ رحمت للعالمین ﷺ موجود ہے۔ میں نے ان کو کئی دفعہ دیکھا ہے، جب وہ پاک پیغمبر اور ان کے اہل بیتِ اطہار کا ذکر کرتے ہیں تو ان پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے وہ الحمدللہ کامیاب ہیں اور امت کی بہت بڑی خدمت کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے 'امتِ واحدہ' کے قرآنی تصور کو عملی طور پر اجاگر کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔ ایک دفعہ علامہ سید ساجد علی نقوی صاحب کے ساتھ میری بات ہو رہی تھی تو انہوں نے فرمایا اس ملک میں سب سے پہلے، اس ماحول میں جب فرقہ واریت عروج پر تھی، جب تکفیر عروج پر تھی، جہاں مسلکوں کو آپس میں لڑایا جا رہا تھا اور مسلمان کو مسلمان کے پیچھے خنجر لے کر دوڑایا جا رہا تھا، اس ماحول میں سب سے پہلے جس نے خوبصورت قرآنی آواز بلند کی وہ علامہ ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب تھے۔

حضور نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حضور کائنات کے معلم ہیں۔ علم ہی ہماری میراث ہے۔ اس وراثت کو علماء لے کر چل رہے ہیں اور ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ان کے سرخیل ہیں۔ ہمیں ان پر فخر ہے اور ہم ان سے استفادہ کریں گے۔ میں نوجوانوں سے یہ کہنا چاہوں گا کہ آج کے اس دور میں، موبائل، سوشل میڈیا اور مختلف چیزیں دیکھنے کے بجائے، ڈاکٹر صاحب کی کتابوں کی شکل میں جو قیمتی خزانہ ہے، ان کا مطالعہ کریں اور اس کے ذریعے آگے بڑھیں تاکہ معاشرے میں وہ انقلاب آئے جس کے ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب خواہش مند ہیں اور جس کے لیے حضور اکرم ﷺ کو مبعوث کیا گیا تھا۔ خداوندِ کریم ہمیں ان کے آثار

سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ان کی عمر طولانی فرمائے اور ان سے پوری امت کو فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

12۔ محترم ڈاکٹر ابوبکر (چیئرمین شعبہ اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس انٹر نیشنل یونیورسٹی اسلام آباد) نے شرکاء تقریب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ جھنگ کی سرزمین، 1951، ڈاکٹر فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کا گھر اور 19 فروری کو ایک بچے کی پیدائش ہوئی۔کسی کو کیا خبر تھی کہ یہی بچہ کل بڑا ہو کر زندگی کے مختلف مراحل سے گزرتا ہوا افلاک کی سیڑھیاں چڑھے گا وہ شیخ الحدیث، شیخ القرآن اور شیخ الاسلام بن کر امام الامہ کا لقب پائے گا۔ صحیح معنی میں عالم وہ نہیں جو اپنے کندھوں پر کتابوں کا بوجھ لاد لے، بلکہ عالم وہ ہے جس کی زبان سے لوگوں کی زندگیوں کے دھارے بدل جائیں۔ حسد اور رشک دو الگ الگ تصور ہیں۔اہل ایمان کے لیے اللہ نے رشک کا انتخاب کیا ہے۔ان مبارک چہروں پر صرف رشک کیا جا سکتا ہے، حسد کرنے والا اپنا دامن جلائے گا۔لوگ عزتیں دنیا کی راہوں میں تلاش کرتے ہیں، مگر میں نے دیکھا ہے کہ جنہیں اللہ نے عزتوں کے تاج عطا کیے ہیں، ان کا تعلق گنبد خضرا سے جڑا ہے۔آج اگر کوئی ایک شخص آپ کو دینِ اسلام کے چہرے پر پڑی گرد و غبار ہٹاتا دکھائی دے گا تو وہ ہاتھ ڈاکٹر طاہرالقادری کے ہیں۔میرا شعبہ 'اسلامک بینکنگ اور فنانس' ہے۔آج علم کی دنیا کو اس کی خبر نہیں، لوگ کسی اور کا نام لیتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ماڈرن اسلامک بینکنگ اور فنانس کو دینِ اسلام کی ڈگر پر چلانے کا سب سے پہلا تصور پاکستان میں شیخ الاسلام نے دیا تھا۔

اللہ کا احسان ہے کہ اللہ نے عالمِ اسلام میں اور بالخصوص ملک پاکستان کو اس نعمت سے نوازا ہے۔کچھ لوگوں کا کردار ہوتا ہے جو ان کی داستانوں کو عالم کے جریدے پر رقم کرتا ہے۔کوئی اپنی جان سے گزر کر رقم کر جاتے ہیں، کوئی کسی اور انداز میں۔آنے والے ایک ہزار سال بعد بھی اگر کوئی ڈاکٹر طاہرالقادری کو جانتا ہو گا تو وہ ان کی تصنیفات اور منہاج القرآن کی وجہ سے جانتا ہو گا۔اخلاقی انحطاط کے اس دور میں، جہاں ہماری نسل ہاتھوں سے اس طرح نکلتی نظر آ رہی ہے جیسے بند مٹھی سے ریت، ایسے میں ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب اسی نسل کو گنبد خضرا سے وابستہ کر رہے ہیں۔یہ کوئی عام بات نہیں ہے۔

ایک موقع پر مجھے حضرت قبلہ پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب کے ساتھ خلوت میں بیٹھنے کا موقع ملا۔ میں نے اس وقت کو غنیمت جانا اور ایک سوال پوچھ لیا۔ میں نے کہا: "حضور! بہت ساری آوازیں کانوں میں سننے کو ملتی ہیں کہ لوگ ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کے بارے میں طعن و تشنیع کرتے ہیں، خاص طور پر شیخ الاسلام کے لقب پر۔" اس پر انہوں نے تین باتیں پنجابی زبان میں فرمائیں: فرمایا: "پتر! میں انہاں لوکاں کولوں پوچھداں، مینوں اے دسو، ڈاکٹر طاہرالقادری دے لیول دا خطیب پاکستان چھوڑ، عالم اسلام وچ کوئی ہے؟ لے آؤ، میں اوس نوں شیخ الاسلام من لیساں۔" پھر فرمایا: "ڈاکٹر طاہرالقادری دے لیول دا کوئی مصنف اور مؤلف لے آؤ، میں اس نوں من لیساں۔" تیسری بات یہ فرمائی: "ڈاکٹر طاہرالقادری دے لیول دا کوئی اک بندہ لے آؤ، جس نے دنیا وچ مصطفیٰ دے دین دے اتنے ادارے قائم کیتے ہون، جتنے ڈاکٹر طاہر القادری نے کیتے نیں۔" پھر آخر میں فرمایا: "اگر کوئی نئیں، تے ڈاکٹر طاہرالقادری شیخ الاسلام ہے۔" اللہ تبارک و تعالی ہمارا یہ سرمایہ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

13۔ محترم خورشید ندیم (تجزیہ و کالم نگار، چیئرمین رحمت للعالمین اتھارٹی حکومت پاکستان) نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ مختلف مکاتبِ فکر اور طبقہ ہائے زندگی کے نمائندہ اجتماع میں میری یہ شرکت میرے لیے باعثِ عزت ہے اور اس عوامی پذیرائی کی گواہی ہے جو علامہ طاہرالقادری صاحب کے حصے میں آئی۔ بلا تکلف یہ کہا جا سکتا ہے کہ "یہ سعادت بزورِ بازو نیست"۔ یہ عالم کا پروردگار ہے جو عزتوں اور ذلتوں کے فیصلے کرتا ہے۔ ساری عزتیں اسی کی ہیں اور وہ جسے چاہتا ہے عزت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے لوگوں کی نظروں سے گرا دیتا ہے۔ اللہ کے آخری رسول سیدنا محمد ﷺ نے فرمایا کہ "لوگوں کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، وہ اسے جس طرف چاہے پھیر دیتا ہے"۔ علامہ طاہرالقادری صاحب کی یہ مقبولیت، میری دعا ہے کہ اللہ تعالٰی کے ہاں بھی اسی مقبولیت سے نوازی جائے اور ان کے علمی کام کو ان کے لیے توشۂ آخرت بنا دے۔

انسان دنیا میں مختلف صلاحیتیں لے کر آتا ہے، لیکن بعض لوگوں پر اللہ کا خصوصی کرم ہوتا ہے کہ وہ انہیں ایک سے زیادہ صلاحیتوں سے نوازتا ہے، جیسے

بولنے، لکھنے، انتظام کرنے، اہتمام کرنے اور قیادت کرنے کی صلاحیت۔ کم لوگ ہوتے ہیں جنہیں اللہ ایسی متنوع صلاحیتوں سے نوازتا ہے۔ صلاحیتوں کا یہ تنوع انسان کے لیے ایک آزمائش بن جاتا ہے کہ وہ کس شعبے کا انتخاب کرے، کیونکہ ایک عمر میں ہر شعبے میں نام پیدا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ علامہ طاہرالقادری صاحب بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ نے مختلف صلاحیتوں سے نوازا۔ انہوں نے مختلف میدانوں میں طبع آزمائی کی اور اس کے نتائج بھی نکلے۔ لیکن میری طالب علمانہ رائے یہ ہے کہ ان کا اصل میدان علم اور تعلیم ہی تھا اور اس میں ان کی خدمات بلا شبہ غیر معمولی ہیں۔

ہم اپنی روایت میں پڑھا کرتے تھے کہ ہمارے ائمہ میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ بسیار نویس ہونے کے باوجود اعلیٰ درجے کے علمی لٹریچر کو وجود بخشتے تھے۔ امام سرخسی کے بارے میں ہم سنتے ہیں کہ کنویں میں قید ہو کر تیس جلدیں املاء کروا دیں۔ دورِ حاضر میں بلا شبہ یہ اعزاز ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کے حصے میں آیا کہ انہوں نے اتنا کچھ لکھا اور اسے غیر معمولی پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ عالم کے پروردگار کی طرف سے ان پر خصوصی عنایت ہے۔

ہماری علمی اور دینی روایت میں ہم نے خواتین کو دین اور اس کی تعلیم سے دور رکھا۔ ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کی ایک بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے ہماری خواتین کو علمِ دین کی طرف متوجہ کیا۔ یہ ایک غیر معمولی Contribution ہے، کیونکہ خاتون کو علمِ دین کی طرف متوجہ کرنے کا مطلب ایک پوری نسل کو دین کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ یہی وہ گود ہے جس میں ایک پوری نسل نے پرورش پانا ہے۔ اس لحاظ سے اپنے ہم عصر اہل علم میں یقیناً انہیں یہ شرف حاصل ہے۔ اس تقریب میں اتنی تعداد میں موجود ہماری بیٹیاں اور بہنیں اس بات کی دلیل ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے لوگوں کو دین کی طرف صحیح اور اصل اسلوب میں گفتگو کر کے متوجہ کیا۔

ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کا دوسرا بڑا Contribution یہ ہے کہ انہوں نے لوگوں کو مسلکی تقسیم سے بلند کرنے کی کوشش کی۔ کسی عالم کے لیے یہ شایانِ شان نہیں کہ وہ اپنے آپ کو کسی ایک مسلک کا علمبردار بنا کر کھڑا ہو جائے۔ عالم وہی ہے جو اس طرح کی انسانی بنائی ہوئی دیواروں سے بلند ہوتا ہے اور علم کو "الحکمة ضالة المؤمن" کے تحت جہاں بھی ملتا ہے، اسے تلاش کرتا ہے اور اپنے دامن میں جمع کر لیتا ہے۔ علامہ صاحب ایک خاص پس منظر میں پیدا ہوئے اور آگے بڑھے، لیکن انہوں نے خود کو اس سے بلند کر لیا۔ اس "جرم" کی پاداش میں انہیں اپنے ہم مسلک لوگوں کی گالیاں

بھی کھانا پڑیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ گالیاں بھی ان کے لیے اللہ کا انعام اور ان کی پذیرائی کی دلیل ہیں۔ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے ساجد نقوی صاحب کے ساتھ مل کر اعلامیہ وحدت پر دستخط کیے اور شیعہ سنی خلیج کو کم کرنے کی شعوری کوشش کی تھی۔ اس دور کے لوگوں کو یاد ہو گا کہ بڑے بڑے لوگوں نے کس طرح کے فتوے انہیں دیے تھے، لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ انہوں نے مسلک کی تنگ نظری سے بلند ہو کر امتِ مسلمہ اور سارے مسلمانوں کے تناظر میں سوچا۔

آپ جانتے ہیں کہ دورِ جدید میں مذہبی انتہا پسندی کا جو فتنہ پیدا ہوا اور جس نے مسلم معاشرے کو بکھیر کر رکھ دیا، اس کے خلاف ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب نے بہت پہلے ایک فتویٰ جاری کیا تھا۔ آپ کے علم میں ہے کہ انہوں نے اس انتہا پسندانہ تعبیرِ دین کے خلاف پانچ سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل مدلل فتویٰ دیا اور یہ ایک عالم کے شایانِ شان ہے کہ وہ اپنے عہد کے بڑے فتنوں کے خلاف کھڑا ہو جائے اور لوگوں کے سامنے وہ دین بیان کرے جو اس کے خیال میں حق ہے۔ انہیں یقیناً اپنے ہم عصر اہل علم پر یہ امتیاز حاصل ہے۔ چند لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس دور کے ان بڑے فکری فتنوں کے خلاف اپنی جان کو خطرات میں ڈالا، لیکن اس کے باوجود حق کی بات کی۔ دین کی تجدید کا کام بنیادی طور پر ایسا ہے کہ اس کے لیے آپ کو اپنے عہد کے لوگوں کی پسند ناپسند سے بلند ہونا پڑتا ہے۔

میری اپنی طبیعت میں مبالغہ آرائی نہیں ہے، لیکن میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ دین کے ایک طالب علم کے طور پر میں یہ بات پورے وجدان کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دین کا کوئی طالب علم اس علمی کام سے صرفِ نظر نہیں کر سکتا جو ڈاکٹر صاحب کے صریر خامہ کا نتیجہ ہے۔ آج کی یہ تقریب کسی طویل گفتگو کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ میری یہاں حاضری صرف اس لیے ہے کہ اس دور کے ایک طالب علم کے طور پر میں اس بات کی گواہی دوں کہ علامہ صاحب نے جو علم اور دین کی خدمت کی ہے، وہ ہم جیسے طالب علموں کے لیے بہت رہنمائی اور خیر کا سبب بنی ہے۔ اللہ تعالی آپ سب کی اس گواہی کو قبول کرے جو یہاں تشریف لائے ہیں اور اسے ان کی آخرت کے لیے اور ان کے خدا کے حضور میں بخشش کا سبب بنا دے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

14۔ محترم ڈاکٹر آفتاب احمد رائے (سربراہ شعبہ تقابلی مطالعہ برائے مذاہب عالم، اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ انٹر نیشنل یونیورسٹی اسلام آباد) نے شرکاء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی کتب کا ایک غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے تو یہ معیاری تحقیق (quality research) پر پورا اترتی ہیں۔ ریسرچ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ تحقیق کو 'اوریجنل' ہونا چاہیے، یعنی اس کے ذریعے علم میں کچھ نیا اضافہ ہونا چاہیے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ تحقیق کو متعلقہ (relevant) ہونا چاہیے، جو معاشرتی مسائل کا حل پیش کرے، وہ پالیسی سازوں کے لیے رہنمائی فراہم کرے اور عالمی علمی مباحثوں کو جنم دے۔ تیسری اہم چیز اس کی پختگی ہے۔ کیا تحقیق کا طریقہ کار ٹھوس اصولوں پر مبنی ہے یا نہیں؟ کیا یہ قابلِ تقلید (replicable) ہے یا نہیں؟ چوتھی اہم چیز یہ ہے کہ ان کتابوں کے اثرات معاشرے، علمی اداروں، جامعات، مدارس اور پوری دنیا و خطے پر کس طرح مرتب ہو رہے ہیں؟ اس حوالے سے سوال یہ ہے کہ کیا یہ پالیسی سازوں کے لیے بھی رہنمائی کا ذریعہ ہیں؟ چوتھی بات یہ ہے کہ تحقیق کے کچھ اخلاقی اصول (ethics) ہوتے ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

میں یہ بات بلا مبالغہ اور پورے یقین کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ معیاری تحقیق کے ان بنیادی اصولوں پر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی کتابیں پوری اترتی ہیں۔ ڈاکٹر طاہرالقادری ایک عہد ساز اور پہلودار شخصیت ہیں۔ ان کی فکر میں اعتدال اور توازن نظر آتا ہے۔ عقائد کے حوالے سے ناصبیت اور رافضیت دونوں کا رد کرتے ہوئے صحابہ اور اہل بیت اطہار دونوں مقدس طبقات کی محبت و عقیدت کا درس دیا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اہل بیت کے مقام کو بھی اجاگر کیا ہے اور صحابہ کرام کی محبت بھی امت اور مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کی ہے۔ فرقہ واریت کے خاتمہ کے حوالے سے ان کی اہم کتاب 'فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟' ایک نایاب کام ہے۔ وہ ہمیں اس امر کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ ہمارے اندر بہت سارے مشترک پہلو ہیں، لیکن ہم ان کو چھوڑ کر اختلاف کو کیوں اپنا لیتے ہیں؟ ہمیں مشترک پہلوؤں کو اجاگر کرنا چاہیے۔ پاکستان کی سرزمین پر کسی عالم یا کسی تحریک کے بانی نے اگر تکفیریت کے خلاف سب سے بلند آواز اٹھائی ہے تو وہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ہیں۔

ہماری اخلاقی قدریں مٹتی نظر آ رہی ہیں اور آج ہم دین اور روحانیت سے دور ہو رہے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تصوف اور روحانیت پر نہ صرف شب

بیداریاں اور ذکر و اذکار کی مجالس منعقد کروائیں، بلکہ قرآن و سنت کی بنیاد پر کئی کتب بھی تصنیف کیں۔انہوں نے ان مستشرقین کے اعتراضات کا بھی جواب دیا جو تصوف کو عجمی پودا کہتے ہیں۔آپ نے تصوف کو قرآن و سنت سے تفصیل سے ثابت کیا۔اسی طرح اگر سیرت الرسول کی بات کی جائے تو12 جلدوں پر مشتمل ان کا ایک ضخیم علمی کام ہمارے سامنے ہے، جس میں ایک منفرد اور اچھوتا پہلو اس کا مقدمہ ہے۔اس کتاب کے موضوعات میں آج کے جدید مسائل کے جوابات قرآن، حدیث، سنت اور مختلف تہذیبوں کی روشنی میں تفصیل سے دیے گئے ہیں۔

یہ بات درست ہے کہ ہر شخص ہر فن میں ماہر نہیں ہو سکتا اور کوئی ایک پہلو غالب ہو سکتا ہے، مگر لوگوں کے اندر عرفان اور شعور کو اجاگر کرنے اور ان کو اپنے حقوق سے روشناس کرانے کے لیے ڈاکٹر طاہرا لقادری نے جو رہنمائی فراہم کی اور تحریک چلائی ہے، وہ مثالی ہے۔

15۔ محترم صاحبزادہ ڈاکٹر ساجد الرحمن (سابق وی پی انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد) نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ایک ایسی عہد آفرین شخصیت ہیں جنہوں نے اپنی وسعتِ علم، ندرتِ فکر اور استقامت سے لوحِ تاریخ پر ایسے نقوش ثبت کیے ہیں کہ زمانے کا گرد و غبار ان کے نام اور کام پر کبھی پردہ نہیں ڈال سکتا۔یہ وہ شخصیت ہیں جو جھنگ سے ایک ستارہ بن کر ابھریں، آسمانِ علم و حکمت پر چاند بن کر چمکیں اور اپنی ضیا پاشیوں سے جہاں مشرق کے طالبانِ علم کے دل و دماغ کو منور کیا، وہاں مغرب کے ناقدانہ ماحول میں دلائل کے انبار لگا دیے۔کیمبرج اور آکسفورڈ جیسی جامعات کے دانشوروں کو بھی ان کے ہاتھ چومتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ڈاکٹر طاہرالقادری نے اس افراتفری اور فرقہ پرستی کے دور میں نفرت اور عداوت کی دیواروں کو ختم کرنے اور امت کے اتفاق و اتحاد کے لیے جس روانی سے قلم کا استعمال کیا اور جس آہنگ سے صلح و محبت کا پیغام عام کیا، وہ ان کے لیے شیخ الاسلام کے لقب پر مہرِ تصدیق ثابت ہو رہا ہے۔

گو ہوا تند و تیز ہے، لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جسے حق نے دیے ہیں اندازِ خسروانہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے جہاں طالبانِ علم کی فکر کو روشن کیا، وہاں دلوں کے قبرستان میں آبیاری کا بھی خوب اہتمام کیا۔ذکر و فکر کی مجالس اور درود و سلام کی برسات میں انہوں نے نوجوانوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیا۔لاہور کا شہرِ اعتکاف ہو یا مشرق و مغرب میں ان کی قیادت میں برپا ہونے والی درود و سلام کی مجالس، عشقِ رسول ﷺ کی وہ شمع جو انہوں نے نئی نسل کے دلوں میں روشن کی ہے، ربِ ذوالجلال کی قسم وہ ایسی بلند اور منظم ہے کہ آج اس کے نیچے بدی کی آوازیں دبتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی کتب کے مطالعہ سے سیرت اور حدیث و سنت دونوں علمی دھاروں کے درمیان ایک جزوی تعلق تشکیل پاتا ہے اور ان کے مابین ٹکراؤ کے تصور کی نفی ہوجاتی ہے۔جیسا کہ مستشرقین کی فکر کی تشکیل کے بعد علمِ سیرت کو قصداً کمزور ثابت کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں۔حدیث اور سیرت کا یہ باہمی ربط واضح کرتا ہے کہ دونوں علم ایک دوسرے کی تکمیل اور تائید کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ان دونوں علمی جہتوں میں جس پختگی اور فکری تسلط کے ساتھ توازن قائم کیا ہے، وہ اپنی نوعیت میں ایک علمی اور تحقیقی کارنامہ ہے۔اور ان کی یہ کوشش بعض حوالوں سے بہت ہی ممتاز نظر آتی ہے۔موضوع، اسلوب اور مواد کے اعتبار سے ان کی تصنیفات اسلامی تاریخ کی ان گراں قدر تصنیفات سے مشابہ دکھائی دیتی ہیں جو زہد و ورع، تہذیب اخلاق و نفوس، اسلامی آداب، ترغیب و ترہیب اور اسلامی اخلاقیات پر مرتب کی گئی ہیں مگر مواد اور اسلوب کی مماثلت کے باوجود جامعیت، تنوع اور تحقیق کے اعتبار سے بہت بلند ہیں۔

16۔ محترم پیر سید اجمل حسین شاہ مبشر ہمدانی (سجادہ نشین دربار عالیہ میرا شریف)

نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا۔اگر اللہ کی وحدانیت اور عشق کی بات کی جائے تو اس راہ میں رہنمائی کرنے والے ڈاکٹر طاہرالقادری ہی نظر آتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ سے محبت اور ان کے عشق کی بات ہو تو اس جانب بھی رہنمائی کرنے والے ڈاکٹر طاہرالقادری ہی دکھائی دیتے ہیں۔آلِ محمد علیہم السلام کی محبت میں اگر کوئی شخص ڈوبا ہوا نظر آتا ہے تو وہ ڈاکٹر طاہرالقادری ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی عزت و تکریم کی حفاظت کی بات ہو تو سرفہرست بھی ڈاکٹر طاہرالقادری ہی ہیں۔آپ ایک

عظیم شخصیت ہیں اور متعدد علوم کے ماہر ہیں۔آج اگر کسی شخص کے پاس تھوڑا سا بھی علم آ جائے تو وہ سب سے پہلا قدم پیر بننے کی طرف اٹھاتا ہے لیکن آپ ڈاکٹر طاہرالقادری کو دیکھیں، تمام علوم پر دسترس رکھنے والا اور سیکڑوں کتابوں کا مصنف ہونے کے باوجود بھی اس مردِ درویش میں کبھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی کہ میں اپنے نام کے ساتھ "پیر" لکھواؤں۔آج سارے پیر یہاں آتے ہیں، کیوں آتے ہیں؟ اس لیے کہ اس شخص نے وہ سارا کام کر دیا ہے جو پیروں کو کرنا چاہیے۔

اتنی کتابیں لکھنے والے اور صرف کتابیں ہی نہیں بلکہ ایک تحریک اور ایک مشن لوگوں کو دینے والے اگر اس شخص کو مجدد نہ کہا جائے تو پھر کس کو بنایا جائے؟ آج لوگوں کو اپنی آنکھوں پر پڑی ہوئی گرد کی وجہ سے ان کا مقام نظر نہیں آتا۔ بخدا، عشقِ رسول کے علاوہ میں نے اس شخص کی زبان سے کبھی کوئی گفتگو نہیں سنی۔ میں خوشامد کرنے والا نہیں ہوں، میں بہت غیور قسم کا آدمی ہوں۔جو حق ہو، وہ کہنے میں شرم محسوس نہیں ہونی چاہیے۔اللہ تعالیٰ نے اس شخصیت کو جامع بنایا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو عمر دراز عطا فرمائے اور مسلمانوں کی یہ قیادت ہمیشہ زندہ اور پائندہ رہے اور ان کا سایہ تمام مسلمانوں پر قائم و دائم رہے۔

17۔فضیلة الشیخ الأستاذ الدکتور أحمد بدرة نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ صدی میں مسلم امت کو مغربی ثقافتی یلغار اور جدید علوم کی ترقی کی وجہ سے غیر معمولی فکری اور تہذیبی چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا۔اس صورتحال نے کچھ ذہنوں میں یہ تاثر پیدا کیا کہ اسلام جدید دور کے مسائل کا کوئی عملی حل پیش نہیں کر سکتا۔اس فکری انتشار کے دور میں، میں شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو ایک مجدد کے طور پر دیکھتا ہوں، جو نصوصِ شریعت کے علم اور دورِ حاضر کے حالات کی سمجھ کو یکجا کرتے ہوئے مسائل کا حل پیش کر رہے ہیں۔وہ قرآن کی عالمگیریت اور سنت کی جامعیت کو ثابت کرتے ہوئے ایک متوازن نقطہ نظر پیش کرتے ہیں جو دینی اصولوں کو پختگی سے تھامے ہوئے ہے اور جدیدیت کے تقاضوں سے بھی دانشمندی سے نمٹتا ہے۔

18۔محترم پیر سید علی جنید الحق گیلانی (سجادہ نشین گولڑہ شریف) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج کی اس بابرکت محفل میں شریک ہو کر مجھے نہایت

مسرت ہوئی اور اس خوشی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں اہلِ علم و اہلِ دل حضرات ایک چھت تلے جمع ہیں۔عالم اسلام میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ایک پہچانا ہوا اور معتبر نام ہیں۔ان کی علمی و فکری خدمات رہتی دنیا تک اپنی مثال آپ رہیں گی۔اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو دین کی خدمت کے لئے منتخب کرتا ہے اور بے شک یہ اللہ کا خاص فضل ہے کہ اس نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو اس عظیم مشن کے لئے چن لیا۔ان کی تصانیف نہ صرف مستند اور تحقیقی معیار پر پورا اترتی ہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے لئے قیمتی سرمایہ بھی ہیں۔ہر طالب علم اور محقق ان کتابوں سے بے پناہ فیض حاصل کر سکتا ہے۔میں نے ڈاکٹر صاحب کی متعدد کتب کا مطالعہ کیا ہے اور ہر بار یہ محسوس کیا کہ یہ تصانیف دراصل علم کا سمندر ہیں جن میں سے نئی روشنی اور نئی سمت ملتی ہے۔انہوں نے میدانِ علم میں نہایت جرأت مندانہ قدم رکھا اور ہمیشہ حق کی آواز بلند کی۔وہ اہلِ سنت کا سرمایہ ہیں اور علم و تحقیق کا ایک زندہ شاہکار ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کسی اور لقب کی محتاج نہیں، ان کا سب سے بڑا قابلِ فخر لقب القادری ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان سے غیر معمولی کام لیا ہے اور ان کی کاوشوں سے آج لاکھوں لوگ ایمان و عمل کی روشنی پا رہے ہیں۔ان کی تصانیف کا مطالعہ صرف علمی فیض نہیں بلکہ روحانی تربیت کا ذریعہ بھی ہے۔ہمارے روحانی خانوادے سے ان کا ایک خاص تعلق رہا ہے اورہم ان کے خطابات کو نہایت شوق سے سنتے ہیں۔ آج کی اس تقریب نے مجھے اپنے خانوادے کی اس روایت کی یاد دلا دی ہے کہ ہمیشہ اہلِ حق اور اہلِ علم کی قدر و منزلت کی جاتی رہی۔اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی و دینی خدمات کو قبول فرمائے، ان کی عمر و صحت میں برکت عطا کرے اور ان کی تصانیف کو تا قیامت امت کے لئے ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔

محترم پیر سید علی جنید الحق گیلانی کی خصوصی دعا سے یہ علمی و فکری خوبصورت تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

دنیا بھر سے منہاج القرآن
ویمن لیگ، خواتین نمائندگان کے

پیغاماتِ عقیدت

منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان

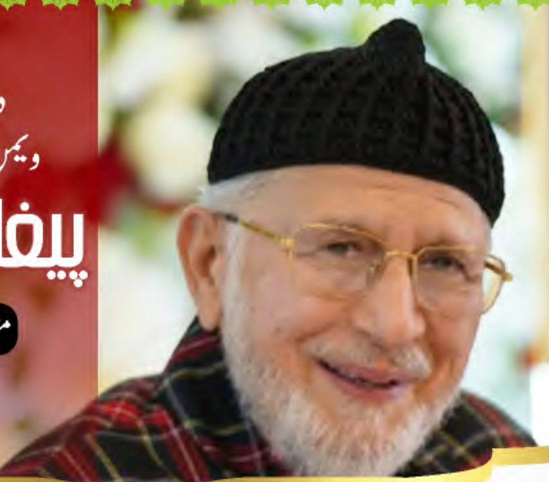

یہ امر باعثِ صد مسرت ہے کہ دنیا بھر سے منہاج القرآن ویمن لیگ کی نمائندگان نے شیخ الاسلام کی پچھترویں سالگرہ کے موقع پر اپنی عقیدت، محبت اور تشکر کے جذبات کو تحریری پیغامات کی صورت میں ارسال کیا ہے۔یہ پیغامات نہ صرف ان قلوب کی ترجمانی کرتے ہیں جو شیخ الاسلام کی فکر اور خدمات سے وابستہ ہیں بلکہ اس عالمی روحانی و فکری نسبت کی بھی عکاسی کرتے ہیں جو سرحدوں سے ماورا ہو کر دلوں کو جوڑتی ہے۔انہی محبت بھرے تاثرات اور دعاؤں کو قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے دختران اسلام نے ان پیغامات کو یکجا کیا ہے تاکہ یہ دستاویز عقیدت، وفا اور اعترافِ خدمت کا خوبصورت مرقع بن سکے۔

لبنیٰ مشتاق (سربراہ کوآرڈینیشن کونسل منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان)

ہم اپنے عظیم، محبوب اور محسن قائد، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے 75ویں یومِ پیدائش کے موقع پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ آپ نے فکری انتشار کے اس دور میں امتِ مسلمہ کااللہ ربّ العزت اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک مضبوط، زندہ اور بامعنی تعلق قائم کیا۔آپ کی فکر نے امت کو عشقِ مصطفی ﷺ کے مرکز سے جوڑا اوردین کی اصل روح یعنی اعتدال، امن اور محبت کو دنیا بھر میں عام کیا۔

آپ کی سینکڑوں تصنیفات اور خطابات علم و حکمت کا وہ بیش قیمت سرمایہ ہیں جو جملہ مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔آپ کی تحریر وتقریر میں امت کے درد کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔آپ نے نوجوانانِ اُمت کی راہنمائی کے لیے بے مثال کردار ادا کیا۔

دعوت الی اللہ، دعوت الی الرسول ﷺ اور رجوع الی القرآن کے ذریعے انہیں بامقصد زندگی کی راہ پر چلایا۔

خواتین معاشرہ کے حوالے سے آپ کی جدوجہد قابلِ فخر ہیں ؛ آپ نے عورت کے معاشرے میں باعزت مقام اور خدمتِ دین میں باوقار کردار متعارف کروایا اور اسے مصطفوی معاشرے کے قیام کا ایک مضبوط ستون قرار دیا۔منہاجُ القرآن سے وابستہ ہر فرد کے لیے آپ کی ذات ایک شفیق باپ، ایک مہربان سرپرست اور ایک محسن کی مانند ہے،جو رہنمائی بھی کرتے ہےاور حوصلہ بھی دیتے ہیں۔

ایک کارکن کے لیے آپ کی قیادت صرف سمت نہیں بلکہ تحفظ، محبت اور اُمید کا استعارہ ہے۔ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قائد کو صحتِ کاملہ اور درازیٔ عمر عطا فرمائے اور ہمیں تادمِ آخر آپ کے مشن کا سچا اور وفادار کارکن رکھے۔آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

علم کا آسماں شیخ الاسلام ہیں
آگہی کا جہاں شیخ الاسلام ہیں
ان کے جیسا نہیں عہد موجود میں
اب روئے زماں شیخ الاسلام ہیں
ہو رہے ہیں زمانے میں سب فیضیاب
مثل آبِ رواں شیخ الاسلام ہیں

حافظہ سحر عنبرین (ممبر کوآرڈینیشن کونسل منہاج القرآن ویمن لیگ)

قائد ڈے کے بابرکت موقع پر منہاج القرآن ویمن لیگ کی جانب سے ہم حضور سیدی شیخ الاسلام مجددِ مئۃ الحاضرہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 75ویں یومِ ولادت پر بارگاہِ الٰہی میں شکر بجا لاتے ہیں۔عصرِ حاضر میں آپ نے بجاطور پر قرآن و سنت کی بنیاد پر دین کے فہم و فکر اور عمل کی ہمہ گیر تجدید فرمائی۔دنیا بھر میں قائم علمی مراکز، تحقیقی ادارے، امنِ عالم کے لیے کاوشیں، اور اصلاحِ معاشرہ کے جامع منصوبے آپ کی عالمی خدمات کا روشن ثبوت ہیں۔ بالخصوص خواتین کی دینی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت کے لیے آپ کی عطاکردہ رہنمائی نے منہاج القرآن ویمن لیگ کو ایک واضح مقصدِ حیات، عظیم مشن، مضبوط سمت اور متوازن نظام عطا کیا۔

ہم اس عہد کی تجدید کرتے ہیں کہ شیخ الاسلام کے فکر و پیغام کو خواتین کے ذریعے گھروں، معاشرے اور نسلوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائیں گے۔اللہ تعالیٰ حضور سیدی شیخ الاسلام ہمارے عظیم مربی و قائد کو صحت، عافیت اور طویل عمر عطا فرمائے۔آمین۔

عائشہ مبشر (ممبر کوآرڈینیشن کونسل منہاج القرآن ویمن لیگ پاکستان)

اللہ رب العزت نے اس کائنات کو ایک حسین تسلسل اور توازن میں پیدا فرمایا ہے۔یہ رب کائنات کی شان کریمی ہے کہ وہ حضرت انسان کی زیاں کاریوں کو نفع بخش سودے سے بدلنے کا وسیلہ ہر صدی میں پیدا فرماتا ہے۔ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہم اس دور کے تجدید دین و احیائے انسانیت کے ایک عظیم منہج اور تسلسل کی کڑی ہیں۔یہ نسبت وہ احسان عظیم ہے جو بوسیلہ مجدد المئۃ الحاضرۃ حضور سیدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اس دور پرفتن میں ہم کو عطا ہوئی ہے۔حضور سیدی شیخ الاسلام کا وجود مسعود ایک ایسے سایہ دار شجر ثمر بار کی مانند ہے جس کا فیض نصف صدی سے جاری و ساری ہے اور آنے والی نصف صدی تک جاری و ساری رہے گا۔اپنے زمہ داران ،رفقاء وابستگان کی تین نسلوں کو اپنی پدرانہ شفقت ، الوہی حکمت ، نبوی وسعت و محبت اور مسلسل تربیت سے پروان چڑھانے والے عظیم مغربی اور قائد کو ان کی پچھتر ویں سالگرہ مبارک ہو۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہر گزرتے وقت کے ساتھ گنبد خضریٰ کے فیضان سے آپ کی رفعتوں میں اضافہ فرمائے اور آپ کے ذریعے مشن حیاتِ انسانی کو جاودانی بخشنے کا وسیلہ بنائے۔آمین۔

صائمہ نور (زونل نگران سینٹرل پنجاب پاکستان)

مجدد المئۃ الحاضرہ شیخ الاسلام مدظلہ العالی کی علمی و تحقیقی اور تجدیدی خدمات کا دائرہ کار ہمہ جہتی اور عالمی ہے۔آپ نے عالمی سطح پر علمی و تربیتی کردار کے ذریعے ہر عمر اور طبقہ فکر کے افراد کو فکری و نظریاتی سطح پر راہنمائی مہیا کی ہے۔

دور حاضر میں شیخ الاسلام مسیحاءِ اُمت مسلمہ ہیں۔ موجودہ دور کی اندھیر نگری میں آپ کی تعلیمات اور ذات مینارہ نور ہے جو در مصطفی ﷺ تک راہنمائی کا واحد ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں آپ کو عمر خضری عطا ہو اور آپ کے جملہ فیوض و برکات ہمیں نصیب ہوں۔

ثناء وحید (ایڈیٹر دخترانِ اسلام)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی پچھترویں سالگرہ کے پُرمسرت موقع پر دخترانِ اسلام کی جانب سے دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔یہ ہمارے لیے عظیم اعزاز ہے کہ ہم ایسے عہد میں سانس لے رہے ہیں جہاں شیخ الاسلام جیسی نابغۂ روزگار علمی و فکری شخصیت ہماری رہنمائی فرما رہی ہے۔آپ بحقِ حقیقی نشانِ علم ہیں, جن کی فکر نے دلوں کو یقین، اذہان کو بصیرت اور معاشرے کو توازن عطا کیا۔

وہ چراغِ علم کہ جس کی لو سے رہ پاتی ہے راہ
دلوں میں جاگتی امید، ذہنوں میں روشن نگاہ

آپ کی خدمات نے نوجوان نسل کو دین، کردار اور خدمتِ خلق سے جوڑا۔آپ کی حیاتِ مبارکہ نے علم و عمل کے حسین امتزاج سے قوم کی تعمیر کی روشن مثال قائم کی۔

اللہ ربّ العزت سے دعا ہے کہ وہ شیخ الاسلام کو کامل صحت، درازیِ عمر اور مزید توفیقات سے نوازے، اور ان کی مساعی کو قبول فرمائے۔اس مبارک موقع پر دنیا بھر کی تمام تنظیمات، وابستگان اور محبانِ شیخ الاسلام کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں, اللہ ہمیں ان کی فکر کے چراغ سے مزید روشنی پانے کی توفیق دے۔

نصرت امین (زونل ناظمہ اسلام آباد)

"علم و عمل کا سنگم، اتحادِ امت کا داعی اور نسلِ نو کا محسن"

آج کا دن عالمِ اسلام کی اس عبقری شخصیت کے نام ہے جس نے محض ایک تحریک کی بنیاد نہیں رکھی، بلکہ بجھتے ہوئے چراغوں میں علم و عشق کی نئی لو پیدا کی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری وہ نام ہے جو دورِ حاضر میں علمی استدلال، فکری تجدید اور انسانی فلاح و بہبود کا استعارہ بن چکا ہے۔

آپ کی خدمات کا دائرہ کسی ایک جہت تک محدود نہیں۔آپ نے جہاں تفسیرِ قرآن (تفسیر منہاج القرآن)، المنہاج السوی، 8 جلدوں پر مشتمل قرآنی انسائیکلوپیڈیا، سیرتِ طیبہ پر مشتمل 4 جلدوں پر مبنی الروض الباسم من خلق النبی القاسم ﷺ جیسی 1000 سے زائد کتب کے ذریعے علمی پیاس بجھائی، وہاں دہشت گردی کے خلاف 600 صفحات کا تاریخی فتویٰ دے کر اسلام کا امن پسند چہرہ دنیا کے سامنے واضح کیا۔

آپ نے تصوف کو انتہا پسندی سے پاک کر کے اسے خدمتِ خلق اور عشقِ رسول ﷺ سے جوڑا۔"منہاج یونیورسٹی" اور سینکڑوں اسکولوں کا جال بچھا کر آپ نے غریب طبقے کے لیے معیاری تعلیم کے دروازے کھولے۔

دنیا بھر میں مکالمے کی فضا قائم کر کے اسلاموفوبیا کا مقابلہ علمی بنیادوں پر کیا۔آپ نے بھٹکتی ہوئی نوجوان نسل کو انتہا پسندی کے اندھیروں سے نکال کر اعتدال کی راہ دکھائی۔آپ کی زندگی کا ہر لمحہ مصطفوی مشن کی ترویج اور انسانیت کی خدمت کے لیے وقف ہے۔آپ کا استدلال جدید ذہن کے سوالوں کا جواب ہے اور آپ کی تڑپ امتِ مسلمہ کے اتحاد کی نوید ہے۔بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ باری تعالیٰ! قائدِ تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے۔ان کے علم و عمل میں مزید برکتیں ڈالے اور ان کے لگائے ہوئے پودے "منہاج القرآن" کو رہتی دنیا تک دینِ متین کی خدمت کے لیے ہرا بھرا رکھے۔آمین!

نوشین فرخ (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ۔وکٹوریا، آسٹریلیا)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی پچہترویں سالگرہ کے بابرکت موقع پر دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ حضور شیخ الاسلام عصرِ حاضر کے اُن نادر علمی و فکری رہنماؤں میں سے ہیں جنہوں نے قرآنِ حکیم اور سنتِ رسول ﷺ کی خدمت کو تحقیق، فہم اور عملی تطبیق کے اعلیٰ معیار تک پہنچایا۔ قرآنِ مجید کے مستند تراجم و تفاسیر اور علمِ حدیث پر مبنی آپ کی گراں قدر تحقیقی تصانیف، بالخصوص اسناد، تخریج اور فکری توضیح کے میدان میں، امتِ مسلمہ کے لیے ایک عظیم علمی سرمایہ ہیں جو نہ صرف آج بلکہ آنے والی نسلوں کی دینی و فکری رہنمائی کا مستقل ذریعہ رہیں گے۔

علم کے ساتھ عمل کو جوڑنا حضور شیخ الاسلام کی قیادت کا نمایاں وصف ہے۔ گزشتہ کئی دہائیوں پر محیط آپ کی عملی جدوجہد کے نتیجے میں منہاج یونیورسٹی، تعلیمی ادارے، اسکولز، آرفن کیئر سینٹرز اور دنیا بھر میں قائم اسلامی مراکز علم، تربیت اور خدمتِ انسانیت کے روشن مراکز بن چکے ہیں۔ بالخصوص خواتین اور بچیوں کی دینی، اخلاقی اور سماجی ترقی کے لیے حضور شیخ الاسلام کی خصوصی توجہ اور عملی اقدامات قابلِ تحسین ہیں، جن کے باعث منہاج القرآن اُن چند بین الاقوامی مسلم تنظیموں میں شامل ہے جہاں خواتین کو قیادت اور فیصلہ سازی میں مردوں کے شانہ بشانہ مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ منہاج ویمن لیگ اور ماہنامہ دخترانِ اسلام جیسے پلیٹ فارمز خواتین کو باوقار، باکردار اور فعال کردار ادا کرنے کے قابل بنا رہے ہیں۔ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور شیخ الاسلام کو صحتِ کاملہ، طویل عمر اور مزید قبولیت عطا فرمائے اور ہمیں آپ کے علمی و اصلاحی مشن کو اخلاص اور استقامت کے ساتھ آگے بڑھانے کی توفیق دے۔ آمین۔

سدرۃ المنتہیٰ (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ آسٹریلین کیپیٹل ٹیریٹری)

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں شکر ہے کہ اس نے ہمیں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرُالقادری جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی۔ہم خوش نصیب ہیں کہ ہماری رہنمائی کے لیے ایسی ہستی موجود ہے جس نے اپنی پوری زندگی دینِ اسلام کی تجدید، خدمت اور امت کی فکری و روحانی بیداری کے لیے وقف کررکھی ہے۔

شیخ الاسلام نے 45 برس قبل جس علمی، روحانی اور انقلابی تحریک کا آغاز کیا تھا، آج وہ دنیا کے ہر خطے میں روشنی بن کر پھیل چکی ہے۔ان کی محنت، تحقیق، دعوت اور عملی جدوجہد نے اسلام کے اصل پیغامِ محبت، امن، رواداری اور انسانیت کو عالمی سطح پر دوبارہ زندہ کیا۔بین المذاہب رواداری، عالمی امن، اور معاشرتی اتحاد کے لیے ان کی کاوشیں دنیا بھر میں قابلِ قدر اور مؤثر ثابت ہو رہی ہیں۔شیخ الاسلام نے نوجوانوں، خواتین، بزرگوں اور بچوں کے دلوں میں عشقِ مصطفی ﷺ کی حرارت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ محبتِ اہلِ بیتؑ کو بھی نہایت حکمت، علم اور اخلاص کے ساتھ عام کیا۔انہوں نے امت کو یہ شعور دیا کہ اہلِ بیتؑ کی محبت ایمان کا جوہر ہے، اور اسی محبت کے ذریعے دلوں میں پاکیزگی، وفا، ایثار اور قربانی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔

آج دنیا بھر میں کروڑوں لوگ ایمان، علم، کردار اور روحانیت کی وہ روشنی پا رہے ہیں جو شیخ الاسلام کی مسلسل جدوجہد، عالمی خدمات اور روحانی فیض کا نتیجہ ہے۔

میں اپنی پوری ٹیم کی جانب سے اپنے محبوب قائد کو سالگرہ کی مبارکباد پیش کرتی ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام کو صحت، عافیت اور عمرِ خضر عطا فرمائے۔آمین۔

کرن سعید (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ ساؤتھ ویلز آسٹریلیا)

الحمدللہ ہم بے حد خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت شیخ الاسلام کی صورت میں عطاء ہوئی۔ہمارے عظیم قائد شیخ الاسلام نے 45 برس پہلے جو خواب لوگوں کو پیش کئے تھے الحمدوللہ آج وہ دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکے ہیں۔جو عشق رسول ﷺ کا آتش فشاں شیخ الاسلام اپنے اندر لئے پھرتے تھے آج اس کی تپش کروڑوں دلوں کو دنیا بھر میں منور کر رہی ہے۔

منہاج ویمن لیگ ساؤتھ ویلز آسٹریلیا کی پوری ٹیم دعا گو ہے کہ سب کائنات کی رونقیں سرکار دو جہاں کی بدولت ہیں اور ہمیں آقا دو جہاں ﷺ کی پہچان ہوئی شیخ الاسلام کی بدولت۔اللہ پاک شیخ الاسلام کو صحت و تندرستی والی عمر خضر عطاء فرمائے جنہوں نے اپنی اگلی نسلوں کو بھی دین کی خدمت کے لیے تیار کر کے امت کی رہنمائی کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں، ہمارے بچوں اور آنے والی نسلوں کو منہاج القرآن سے وابستہ رکھے اور شیخ الاسلام کا روحانی فیض ہم سب کے لئے جاری و ساری رکھے۔آمین

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ریحانہ الطاف (صدر منہاج ویمن لیگ فرانس)

کرتی ہے فخر اُس پر تاریخ زمانے کی
صدیوں کا قرض جس نے آج اُتارا ہے

فکر و فن، تقریر و تحریر، علم و حکمت، تحقیق و ترتیب، تحقق و تیقن، تجدد و تفرد، تہذیب و شائستگی جیسی خُوبیوں کو موجودہ دور میں کسی ایک شخصیت میں تلاش کرنے لگیں تو لامحالہ نظریں ایک ہمہ جہت شخصیت کی طرف اُٹھ جاتی ہیں،ایک پُر سکون، چمکتا دمکتا اور مسکراتا چہرہ ایک دم سامنے آجاتا ہے،وہ محبت و مودت کا پیکر، جُہد مسلسل کا خُو گر، کشش و جاذبیت کا مرقع، حلم و حیا کا حامل، اعتدال و موزونیت کا مظہر، عطا و سخا کا منبع پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب ہیں۔

اہل عصر انہیں شیخ الا سلام اور مجدد المئتہ الحاضرہ کے لقب سے پُکارتے ہیں۔امت پر جب بھی کسی فتنے کی یلغار ہوئی تو بُنیان مرصوص بن کر جو شخصیت ہر محاذ پر دفاع کرتی نظر آئی وہ آپ ہی کی ذات ہے۔

امن و آشتی کے پیامبر، سیاست و ریاست کے معاملہ فہم، قانون دان و نباض ملت ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی شب و روز محنتوں کے ثمرات نہ صرف وطن عزیز بلکہ پُوری دنیا میں مضبوط تنظیمی نیٹ ورک، تعلیمی و فلاحی مراکز، روحانیت و تصوف کے ادارے، معاشی و معاشرتی تحفظ کی تربیت گاہیں اور تہذیب نفس کے لیے سینٹرز کی صورت میں نظر آتے ہیں ہم کُشتہ ء عشق الٰہی و محبوب الٰہی (ﷺ)، فیض محمدی کے امین، قائد بے بدل پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کے جنم دن پر منہاج القرآن ویمن لیگ فرانس کی ٹیم پُوری اُمت کو کروڑوں بار مُبارک باد پیش کرتی ہے اور ان کے لیے دعا گو ہیں کہ

؎ خُدا کرے عطا ہو تجھے حیات جاودانی

عظمیٰ طارق (صدر منہاج ویمن لیگ جرمنی)

میں حضور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کو انکی 75ویں سالگرہ کے موقع پر منہاج القرآن ویمن لیگ جرمنی کی جانب سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شکر گزار ہوں کہ جس نے ہمیں آپکی رفاقت اور سنگت عطا فرمائی۔فتنوں اور نظریاتی وفکری انتشار کے اس دور میں شیخ الاسلام کا وجود اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے آپ نے علم کے ہر شعبے میں جو خدمات سر انجام دیں ہیں وہ آئندہ آنے والی نسلوں کے ایمان کو محفوظ رکھنے کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے عالمی نیٹ ورک کے زریعے آپ نے ایک ایسی تحریک کی بنیاد رکھی جس نے علم، روحانیت اور انسانیت کی خدمت کے زریعے زندگیوں کو بدل کرر کھ دیااور سوچ کے زاویے بدل دیے۔

یہی وجہ ہے کہ آج ہم ایسے عظیم رہنما کے دنیا میں آنے کا جشن منا رہے ہیں کہ جس کے ویژن حکمت اور علم نے بے شمار دلوں اور دماغوں کو روشن کیا ہے۔

ایک ایسا رہنما جسکی کوششوں اور محنت نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت امن اور رواداری کے اصولوں سے روشناس کروایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کائنات حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کو صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے ،عمر خضر عطا فرمائے اور آپکا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

سعدیہ ملک (صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ویمن لیگ زون 4/3 اٹلی)

عصرِ حاضر میں علم و معرفت کی بے مثال شخصیت شیخ الاسلام ہی ہیں۔ آپ وہ شخصیت ہیں جنھوں نے علم و آگہی کے سمندر کے سمندر پی رکھے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے عظیم قائد اللہ کے پسندیدہ محبوب بندوں میں سے ہیں۔ منہاج القرآن ویمن لیگ اٹلی زون 4/3 کی پوری ٹیم کی جانب سے شیخ الاسلام کو سالگرہ کی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

زریں لطیف (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ اسپین)

علم و عرفاں کے ہیں وہ مینار، چراغِ راہِ وفا
خدمتِ دین میں گزاری عمر، اخلاص کی انتہا
دعا ہے ربِ کریم سے ملے صحت و عمرِ دراز، شیخ الاسلام پہ رہے ہر دم،
اس کا فضل و عطا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کی علمی، فکری اور دینی خدمات امتِ مسلمہ کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ آپ کی فکر نے اعتدال، امن اور علم کے چراغ روشن کیے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا سایہ امت پر سلامت رہے، علم کا یہ چراغ یونہی دلوں کو منور کرتا رہے۔

حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری آپ کو منہاج القرآن ویمن لیگ سپین کی پوری ٹیم کی جانب سے 75واں یوم پیدائش بہت مبارک ہو۔

مسز نادیہ سلمیٰ (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ سویڈن)

عصر حاضر میں امت مسلمہ کی اور نسلِ نو کی بگاڑ کی اصلاح اور احیاء اسلام کا فریضہ اگر کوئی صحیح معنوں میں ادا کر سکتا ہے تو وہ سیدی شیخ الاسلام ہیں۔ یہ وہ عظیم شخصیت ہیں جنھوں نے خواتین کے حقوق کے لیے، ان کے علمی، فکری، روحانی اور اخلاقی تربیت کے لیے اور خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کا حق دینے کے لیے 1988ء میں منہاج ویمن لیگ کی بنیاد رکھی۔ ان کے خطابات، تصانیف، فکر، دلیل، حجت، تقویٰ اور عالمی سطح پر گلدستہِ عشقِ مصطفی ﷺ کے طور پر قائم منہاج القرآن ان کے مجددِ عصر ہونے کی تابندہ دلیل ہے۔

ان کو دیکھا تو مصور سے میرا ربط بڑھا
میں نے اس شخص میں قدرت کے نظارے دیکھے

میں بطور صدر منہاج القرآن ویمن لیگ سویڈن اپنے قائد کو 75 ویں سالگرہ پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اپنے پیارے محمد مصطفی ﷺ کے صدقے سیدی شیخ الاسلام کا سایہ امت پر قائم رکھے اور آپ کو عمرِ خضر عطا ہو۔ آمین

DR. NAZIA BATOOL

(President Minhaj-ul-Quran Women League Europe)

On this blessed occasion of the 75th birthday of Sayyidi Shaykh-ul-Islam Prof. Dr. Muhammad Tahir ul-Qadri

I extend my heartfelt congratulations and prayers for his continued health, safety, and countless blessings.

Sayyidi Shaykh-ul-Islam's vision and guidance have ensured that Minhaj-ul-Quran and Minhaj Women League are not just forums, but vibrant platforms where women across the globe can learn, serve the Din, follow the teachings of the Holy Quran & Sunnah, and contribute meaningfully to the spiritual and social development of the Ummah. Without his tireless efforts, generations might have been led astray, deprived of the knowledge, guidance, and opportunities that shape a righteous and purposeful life.

Through his leadership, women have found inspiration, education, and avenues to serve humanity, becoming active participants in the revival and upliftment of Islam. His dedication to spreading knowledge, promoting peace, and fostering unity continues to guide and motivate all of us to walk on the path of truth, compassion, and service.

On this auspicious day, I thank Allah Almighty for blessing the Ummah with a leader whose life is a shining example of knowledge, sincerity, righteous principles, honesty, devotion, wisdom, mercy and love♥

May Allah grant Sayyidi Shaykh-ul-Islam long life, good health, and the strength to continue guiding, inspiring, and illuminating the world with his knowledge and vision.

DR. MAYANAZ SYEDA-MIAN

(President Minhaj Women League USA)

On this blessed day, we bow our heads in gratitude to Almighty Allah for blessing the Ummah with the birth of Shaykh-ul-Islam Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri. We pray that Almighty Allah continues to protect our beloved Shaykh, elevate his ranks, and accept his lifelong efforts as sadaqah jariyah for future generations. May his mission continue to thrive, and may future generations benefit from his legacy of knowledge, peace, and reform. Ameen.

ناہید صدیقی (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ کینیڈا)

میں منہاج القران ویمن لیگ کینیڈا کی پوری ٹیم کی جانب سے عالم اسلام کی عظیم علمی و روحانی شخصیت، پیغام امن و محبت کے علمبر دار شیخ السلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کو ان کے یوم پیداءش پر صدق دل سے مبارک باد پیش کرتی ہوں۔

اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں اپنے عظیم قائد کی درازی عمر کیلئے دعا گو ہوں کہ علم و حکمت کا یہ روشن آفتاب تاابد اپنی روشنیوں سے اندھیروں کو دور کرتا ہے اور آپ کے فیوض و برکات نسلوں تک جاری رہیں۔

نہ تجھ سا کسی کا انداز بیاں نہ تجھ سا کوئی مفسرِ قراں
اس صدی پہ ہے حکومت تیری در حقیقت ہے تو مجددِ دوراں

ناہید ملک (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ ھالینڈ/نیدرلینڈ)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بانی و سرپرستِ اعلیٰ تحریک منہاج القرآن آپ کی یومِ ولادت کے پُرمسرت موقع پر منہاج القرآن ویمن لیگ (ہالینڈ) کے تمام وابستگان، محبان اور عقیدت مند دلوں کی عمیق گہرائیوں سے آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

اللہ رب العزت کا شکر ہے کہ اس نے امتِ مسلمہ کو آپ جیسی ہمہ جہت علمی، فکری اور روحانی شخصیت عطا فرمائی، جنہوں نے اپنی پوری زندگی دینِ اسلام کی خدمت، علم کی ترویج، امن، محبت، اعتدال اور اصلاحِ امت کے لیے وقف کر دی۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالٰی آپ کو صحتِ کاملہ، عمرِ دراز، علم و عمل میں مزید برکتیں اور اپنے دین کی خدمت کے لیے مزید استقامت عطا فرمائے، اور آپ کے فیوض و برکات سے آنے والی نسلیں بھی مستفید ہوتی رہیں۔

اللہ تعالٰی آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور منہاج القرآن کے ذریعے عالمِ اسلام میں امن، رواداری اور اخوت کے پیغام کو مزید تقویت عطا فرمائے۔آمین یا رب العالمین

نسرین اختر (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ UK)

تجدید و احیاء، ترویج و دعوت — کرے کام طاہر، کرائے محمد ﷺ
رہے تو سلامت، یونہی تا قیامت — تیری زندگانی، برائے محمد ﷺ

منہاج القرآن ویمن لیگ یو کے کی جملہ تنظیمات، کارکنان اور وابستگان احیاء اسلام، اصلاحِ احوالِ امت اور ترویج و اقامت اسلام کے مصطفوی مشن کے عظیم قائد، محبتوں کے پیامبر، مُجَدِّدِ الْمِأَةِ الْحَاضِرَةِ حجۃ المحدثین ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 75ویں سالگرہ کے موقع پر ہدیہءِ تہنیت پیش کرتی ہیں۔

اللہ جل مجدہ کے حضور دعا گو ہیں کہ خیر خواہی اور درد مندی کے جذبات سے معمور یہ چراغ علم و حکمت ہمیشہ یونہی امن و محبت کی روشنی بکھیرتا رہے۔

فرزانہ حامد زکریا (صدر منہاج القرآن ویمن لیگ Houston)

Houston کی پوری ٹیم کی جانب سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو ان کی 75ویں سالگرہ کے موقع پر تہِ دل سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ آپ کو اللہ ربِّ العزت نے دین کے جملہ پہلوؤں میں خدمت کی توفیق بخشی ہے۔ اس میدان میں اللہ ربِّ العزت نے آپ کو گراں قدر خدماتِ دین انجام دینے کی توفیق عطا کی ہے نیز اخلاقی و روحانی اصلاح کی توفیق اور مواقع عنایت فرمائے ہیں۔ آپ کی خدمات کے بے شمار پہلوؤں میں سے اگر صرف ایک ہی پہلو اصلاحِ احوال کو لیں یا معاشرتی اصلاحِ احوال، ہر محاذ پر شیخ الاسلام کا ایک نمایاں اور متحرک قائدانہ کردار نظر آتا ہے۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ رواں صدی میں علومِ قرآن کے فروغ کے لیے جتنا کام تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کیا، اتنا کام کسی اور تحریک اور شخصیت کے حوالے سے نظر نہیں آتا۔ آپ نے جہاں ہزارہا کتب کا تحفہ امت کو دیا، وہاں شاندار ویلفیئر پروجیکٹس کا اجراء بھی کیا جن سے مستفید ہونے والے مستحقین کی تعداد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں میں ہے۔

اللہ ربِّ العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحتِ کاملہ، درازیِ عمر اور مزید کامیابیوں سے نوازے۔ دینِ اسلام کی خدمت، علم و فکر کی ترویج اور امت کی رہنمائی کے لیے آپ کی کاوشیں قابلِ تحسین ہیں۔ اللہ ربِّ العزت آپ کو ہمیشہ حق و صداقت کی آواز بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

درج بالا پیغامات اس حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں کہ کس طرح دنیا کے مختلف خطوں، تہذیبوں اور معاشروں سے تعلق رکھنے والی خواتین نے اپنے شیخ کے لیے دعاؤں کے نذرانے پیش کیے، ان کی علمی، تحقیقی اور عالمی سطح کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا، اور ان کے فیضانِ فکر و عمل سے اپنی نسبت کا اظہار کیا۔ براعظموں اور آسمانوں کی وسعتوں کو عبور کر کے موصول ہونے والے یہ پیغامات اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ شیخ الاسلام کی شخصیت کسی ایک خطے تک محدود نہیں بلکہ عالمگیر اثر، ہمہ گیر قبولیت اور آفاقی خدمت کی علامت ہے۔

نظم: سَیِّدِی شَیخُ الإِسلامِ وَالمُسلِمِین مُحَمَّد طَاهِرُالقَادِرِیُّ

محمد احمد الازہری

یَا شَیخَ الإسلام حَامِي الأَمنِ وَالسَّلامَةِ والإسلامِ
طَالِبُ الصَّداَقةِ وَالأَمَانِ وَالتَّسَامُحِ مُجَدِّدُ دِینِ الإِسلَامِ

اے شیخ الاسلام امن و سلامتی کے حامی! اے عالمی امنِ عامہ و سلامتی وبھائی چارے اور رواداری کے خواہاں! اے دینِ اسلام کے مجدد دوراں!

وُلِدْتَ بِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَمُنِنْتَ بِه بِاليُمنِ وَالرَّحمَةِ وَالبَرَکَاتِ
عَلَیكَ فَضلُ اللهِ وَرَحمَتُهُ بُورِکتَ مِنه وَهَذا غَایَةُ الإِکرَامِ

آپ کو اُمتِ محمدیہ میں پیدا ہونے کا اعزاز ملا اور محمد مصطفی ﷺ کے صدقے اللہ تعالٰی کا آپ پر فضل و کرم ہوا اس کی رحمتیں اور برکتیں ہر وقت آپ کے شاملِ حال ہیں جو کہ درحقیقت اللہ تعالٰی اوراس کے محبوب نبیِ محتشم ﷺ کی جانب سے انتہا درجے کا اِکرام ہے۔

أَبُوكَ فَرِیدُ الدِّینِ وَالمِلّةِ وَمَقبُولٌ عِندَ اللهِ وَالصَّالِحِینَ
بِكَ مَنَّ اللهُ تَعَالَی عَلَی أُمَّةٍ إِسلاَمِیّةٍ فَأَنتَ أَعلَی الإِنعَامِ

آپ کے والدِ گرامی حضرت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ جوکہ دین و ملت کے فرید ہیں اور اللہ تعالٰی کے محبوب و مقربین، صالحین بندوں میں سے ہیں ان کی دعا کے طفیل اللہ تعالٰی نے امتِ اسلامیہ پر آپ کے ذریعے احسان فرمایاآپ امتِ اسلامیہ کے لیے اللہ تعالٰی کا بہت بڑا انعام ہیں۔

مِن نَبعَةِ كَرِيمَةٍ تُسَمّی بِالطَّاهِرِ وَالقَادِرِیّ مَشرَباً سُلُوکاً
حَلِیفُ الفَصَاحَةِ وَالبیَانِ وَالخِطَابَةِ وَالحِوَارِ وَأَبلَغُ الکَلَامِ

آپ کا حسب و نسب بڑا عالی شان ہے، آپ کا اسمِ گرامی طاہر اور سلوک و طریقت میں آپ قادری ہیں، پیکرِ فصاحت و بلاغت، صاحبِ حسن بیان اور خطیب العصر ہیں۔

رُفِعَتْ شُهرَتُكَ الَّتِی بَلَغَت إِلَی أَوجِ الثُّرَیَّا وَأَقصَی الکَمَالِ
أَنتَ مَذکُورٌ عَلَی تِلِفِزیُون وَشَبکَة اِنتَرنِت وَالصَّحَافَةِ الإِعلَامِ

آپ کی شہرت (بفضلِ خدا بطفیلِ مصطفی ﷺ)اوجِ ثریا اور کمالات کی انتہا کو پہنچی اور آپ اس قدر معروف ہوئے یہاں تک کہ ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ، صحافت و اخبارات اور میڈیا کے تمام تر ذرائع پر ہر سو آپ ہی کا تذکرہ ہے۔

قُمتَ بِتَجدِیدِ الدِّینِ وَخِدمَةِ المِلَّةِ کَم أَحسَنتَ عَلَی المُسلِمِینَ
فِی العِلمِ وَالعَمَلِ الصَّالِحِ وَالتَّعلِیم وَ التَّربِیَّةِ بِغَایَةِ الاِهتِمَامِ

آپ نے تجدیدِ دینِ اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے لیے علم و عمل اور تعلیم و تربیت پر انتہا درجے کا اہتمام کرکے مسلمانوں پر کتنا بڑا احسان کیا یقیناً یہ بہت بڑا احسان ہے۔

تَأکُلُ وَتُطعِمُ الوَرَی مِن بُستَانِ المُصطَفَی مُحَمَّدٍ ﷺ المُجتَبَی طٰه
وُجُودُكَ رُوحُكَ مُتَمَسِّکَانِ بِذَاتِ مُحَمَّدٍ وَیَستَفِیضَانِ مِنهُ بِالدَّوَامِ

آپ محبوبِ خدا محمد مصطفی ﷺ کے باغِ جود و سخا اور عطا سے شب و روز کھاتے بھی ہیں اور مخلوقِ خدا کو کھلاتے بھی ہیں آپ کا وجود اور روح دونوں ذاتِ مصطفی ﷺ کے ساتھ متمسک ہیں اور تسلسل سے فیضِ مصطفوی سے مستفیض ہورہے ہیں۔

وَلأَبنَائِكَ وَأَفلاَذِ كَبِدِكَ وأَحفَادِكَ وَأُسرَتِكَ وَعَائِلَتِكَ بِأكمَلِهَا
أُقَدِّمُ لَهُم أَصدَقَ الأَمَانِي وَأَطيَبَ التَّهَانِي بِالتَّحِيَّةِ وَالِاحتَرَامِ

میں آپ کے صاحبزادگان، آپ کے جگر پارے پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں اور آپ کے جملہ خاندان کی خدمت میں پوری عزت و احترام اور ادب کے ساتھ سچے جذبات پیش کرتا ہوں۔

رُفَقَاؤُكَ وَأَعضَاؤُكَ وَكُلُّ مَن يَنتَسِبُ بِحَرَكَتِكَ مِنهَاجِ القُرآنِ
هُم مُخلِصُونَ مَعَكَ غَايَةَ الإِخلاَصِ وَيُقِيمُونَ مَعَكَ حَقَّ القِيَامِ

آپ کے رفقاء و کارکنان اور جو بھی آپ کی عظیم عالمی تجدیدِ دین کی تحریک تحریکِ منہاج القرآن سے وابستہ ہیں، وہ آپ کے ساتھ انتہا درجہ کے مخلص و وفادار ہیں اور آپ کے ساتھ ہر حال میں شانہ بشانہ ایسے کھڑے ہیں جیسا کھڑے ہونے کا حق ہوتا ہے۔

نِعمَ القَائِدُ أَنتَ ذُوالشَّخصِيَّةِ العَبقَرِيَّةِ السَّامِيَةِ الحَكِيمَةِ
لِيُوَحِّدُ اللهُ تَعَالَى أُمَّةً إِسلاَمِيَّةً بِقِيَادَتِكَ فِي بَيتِ اللهِ الحَرَامِ

آپ عظیم عبقری، آفاقی دانا شخصیت کے پیکر ہیں، آپ کتنے ہی عظیم قائد ہیں اللہ تعالٰی ایک دن آپ کی قیادت میں حرم کعبہ کے اندر پوری امتِ اسلامیہ کو متحد کر ے گا اور جمع فرمائے گا (اورآپکی زندگی میں ہی مصطفوی انقلاب کا سویرا جلد طلوع فرمائے گا)۔

أَشرَبتَ الإِنسَانِيَّةَ كَأسَاتِ المَحَبَّةِ وَالمَوَدَّةِ وَالتَّسَامُحِ دَائِمًا
يَشكُرُ اللهَ تَعَالَى أَحمَدُ عَلَى مُؤَلَّفَاتِكَ وَمُحَاضَرَاتِكَ بِالِابتِسَامِ

آپ نے اپنے خطابات، لیکچرز، سیمنارز اور تصانیف و تالیفات کے ذریعے انسانیت کو ہمیشہ محبت و پیار اور بین المذاہب رواداری کے جام پلائے ہیں جس پر یہ احمد اللہ تعالٰی کے حضور ہر وقت سجدہ شکر بجا لاتا رہتا ہے۔

خواتین کی تربیت اور شیخ الاسلام کا کردار

پروفیسر ڈاکٹر فرح سہیل

ریاستی و عالمی سطح پر فکری و شعوری بیداری میں ڈاکٹر صاحب کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بین الاقوامی سطح پر جہاں یورپ، امریکہ، آسٹریلیا اور دنیا کے دیگر ممالک میں ڈاکٹر صاحب کی حکمت و دانائی، فکر و نظریہ اور عملی اساس اپنی پوری حتمیت اور قطعیت کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ اسی طرح ٹورنٹو کینیڈا میں بھی بیداری کی یہ لہر نہایت تمکنت اور شان و شوکت کے ساتھ انسانی فکر و شعور میں ولولہ تازہ بیدار کر چکی ہے۔

راقمہ کو 2023ء میں ٹورنٹو، کینیڈا جانے کا اتفاق ہوا۔ عزیز و اقارب سے ملاقات کی خوشی تو یقیناً تھی ہی لیکن اس کے ساتھ شیخ الاسلام سے ملاقات کا اشتیاق بھی بے حد تھا۔

ضیاء الدین رازی کے توسط سے مسی ساگا مسلم کمیونٹی سنٹر ڈکسی روڈ (ٹورنٹو) تک رسائی حاصل ہوئی۔ یہ کمیونٹی سنٹر وہاں پر مقیم خواتین و حضرات کے لیے باہمی میل ملاپ، صلوٰۃ کی ادائیگی کے علاوہ بہت سے روحانی اجتماع منعقد کرنے کا مرکز ہے جہاں پر ہر طبقہ فکر کے افراد اپنی روحانی بالیدگی اور شیخ الاسلام کے فکر و نظر سے فیض یاب ہونے کا ذریعہ ہے۔

دیارِ غیر میں موجود اس سنٹر میں جہاں مرد حضرات کے لیے مختلف روحانی محافل کا انعقاد ہوتا ہے وہاں پر خواتین بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ منہاج ویمن لیگ کینیڈا کے زیر انتظام اُدھر ''گوشہ درود'' کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں خواتین نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد درود شریف کے ورد کا شرف حاصل

کرتی ہیں۔اس بابرکت محفل کا اختتام دعا پر ہوتا ہے۔ مجھے بھی اس روح پرور محفل میں حاضر ہونے کا کئی بار شرف حاصل ہوا۔

اسی طرح منہاج ویمن لیگ کینیڈا کی طرف سے محرم الحرام کی نسبت سے سیدہ زینب (سلام اللہ علیھا) کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جو کہ 6 اگست 2023ء میں اتوار کے روز رکھی گئی جس میں معروف نعت و منقبت خواں خواتین اور بچیوں نے سیدہ زینب سلام اللہ علیھا اور اہل بیت اطہار کے حضور نذرانے پیش کیے۔ کانفرنس کے اختتام میں راقمہ کو Key Note Speach کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

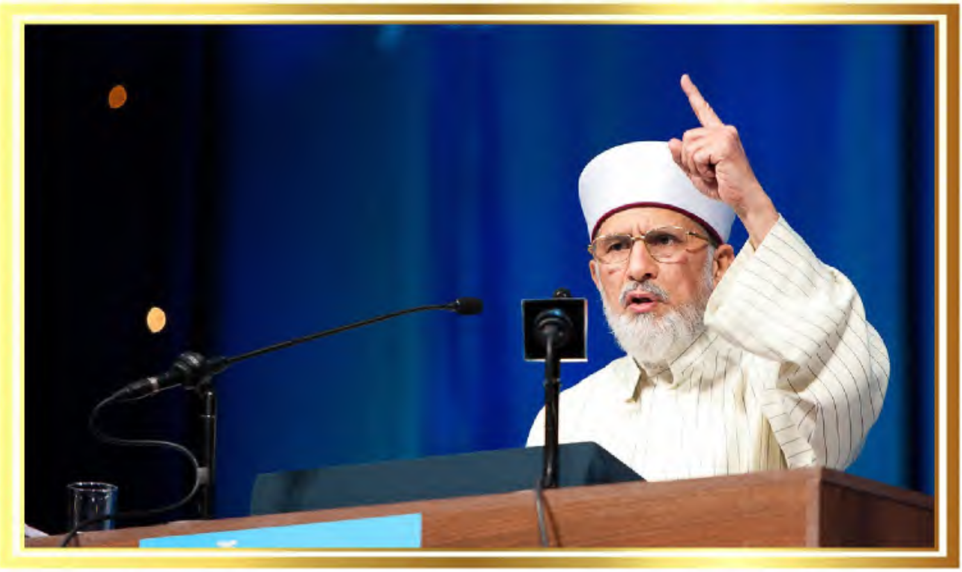

پوری کانفرنس کے دوران خواتین میں جو محنت و عقیدت اور جوش و جذبہ تھا وہ دیدنی تھا۔ ایسا روح پرور منظر تھا کہ دلوں میں حب آقا علیہ السلام موجیں مار رہی تھی اور آنکھیں ان کی اہل بیت اطہار کے غم میں آنسو بہا رہی تھیں اور یہ جذبہ عقیدت و احترام صرف اور صرف وہی شخص ہی دلوں میں پیدا کر سکتا ہے جس کا اپنا قلب و ذہن حبِ رسول ﷺ اور آلِ رسول ﷺ سے لبریز ہو اور بے شک یہ شیخ الاسلام ہی کی حکمت و بصیرت ہے جس کی کرنیں کینیڈا میں رہنے والے افراد کے قلوب و اذہان کو منور کر رہی ہیں اور یقیناً یہ علم و حکمت اور بصیرت عطائے ربانی ہے جو کہ خاتم النبیین ﷺ کی وراثت ہے کہ جیسے آپ ﷺ کی ذات بابرکات نے خدا سے ناآشناؤں کو وحدہ لاشریک رب سے ملایا اور دین و شریعت کی فہم و بصیرت عطا کی۔ بے شک نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد اولیاء اللہ ہی تجدید و احیائے دین کا **فریضہ** سرانجام دیتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔ (النحل،١٦: ١٢٥)

”(اے رسولِ معظّم!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بحث (بھی) ایسے انداز سے کیجیے جو نہایت حسین ہو، بے شک آپ کا رب اس شخص کو (بھی) خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو (بھی) خوب جانتا ہے۔“

اسی طرح غیر انبیاء میں مقربین الٰہی، صالحین اور اولیاء اللہ پروردگار کے راستے کی طرف بلانے کا **فریضہ** سرانجام دے رہے ہیں۔ اور عصر حاضر میں شیخ الاسلام کا نام آسمان دنیا پر آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن و درخشندہ ہے جن کی فہم و فراست ان کے نظریہ و فکر میں بھرپور جھلکتی ہے کہ جس کی تابانی ملک پاکستان سے لے کر کرہ ارض کے بے شمار ممالک تک پھیلی ہوئی ہے۔ ریاستی سطح پر اعتراف کے علاوہ عالمی سطح پر بھی شیخ الاسلام کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے بین الاقوامی اخبارات و جرائد میں انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ بلاشک و شبہ شیخ الاسلام ایک فرد واحد نہیں بلکہ علم و فکر کی ایک ایسی کہکشاں ہے جو قرطاس فلک پر بھرپور شان و شوکت سے جمگا رہی ہے اور جس کی روشنی سے دنیا بھر کے تقریباً 100 سے زائد ممالک میں اسلام کا آفاقی پیغام پھیل چکا ہے۔ میں نے کینیڈا کے وزٹ کے دوران بخوبی جائزہ لیا کہ یہ ان کی مقناطیسی شخصیت ہے جس نے بے دین معاشروں میں رہنے والے مسلمانوں کو حق سے وابستگی کی طرف راغب کیا ہے۔

میں سمجھتی ہوں کہ ایسے ماحول میں نوجوان نسل کی دین سے وابستگی بے حد ضروری اور ناگزیر ہے تاکہ یہی نوجوان مستقبل میں دین دار انسان بن سکیں۔ اسی طرح کینیڈا میں قیام کے دوران ”شان

اولیاء'' پر منہاج ویمن لیگ کینیڈا کی طرف سے محفل کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مختلف عمر کی خواتین نے اولیاء کی شان میں کلام پیش کیا اور اس کے ساتھ ساتھ اولیاء کی مقناطیسی صحبت میں بیٹھنے کے فوائد و برکات بیان کیے کیونکہ اولیاء کرام کا تذکرہ ہم مسلمانوں کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ ہے اور محبت و سرور کے ساتھ ذکر کی محفلیں سجانے کے فوائد و برکات سے بہرہ مند ہونے کی عصر حاضر کی نوجوان نسل کو بالخصوص دیارِ غیر میں بہت ضرورت ہے۔ اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کی پاکیزہ زندگی کے ساتھ جڑنے کا حکم اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی دیا ہے تاکہ ہماری نوجوان نسل اولیاء اللہ کے پاکیزہ تذکرے سے فیض یاب ہوتے ہوئے ان کے سیرت و کردار کے عملی پہلوؤں کا مشاہدہ کر سکے اور میں نے دیکھا ہے کہ یہ جذبہ شیخ الاسلام نے بیرون دنیا میں مقیم نہ صرف حضرات میں پیدا کیا بلکہ خواتین اور نوجوان بچیاں بھی اس سے فیض یاب ہو رہی ہیں۔

ٹورنٹو (کینیڈا) جیسے ملک میں رہتے ہوئے خواتین اور خاص طور پر نوجوان بچیوں کا ایسی محافل میں شرکت کرنا بہت بڑی کامیابی ہے جس کا سہرا شیخ الاسلام کی پر پیشانی پر ہی جچتا ہے۔

اس حوالے سے لکھنے کے لیے ذہن میں میرے کینیڈا اسفر کی بہت سی یاداشت مجتمع ہے جس میں ہر طرف ڈاکٹر صاحب کی فکری بصیرت اور فہم و ادراک اور علم و حکمت نظر آتی ہے جس کو انھوں نے درست اور موزوں انداز میں استعمال کرتے ہوئے ملحد معاشروں میں رہنے والی نوجوان نسل کو خدا سے ملا دیا ہے، یقیناً یہ کمال حکمت ہے۔

ٹورنٹو (کینیڈا) میں منہاج القرآن ویمن لیگ سے منسلک خواتین گھروں میں بھی میلاد النبی ﷺ کا انعقاد کرتی ہیں، جن میں میں نے بھی شرکت کا شرف حاصل کیا اور عشق رسول ﷺ کے اس جذبے سے سرشار ہو کر میں نے ٹورنٹو کینیڈا میں مقیم اپنی خواہر ڈاکٹر صدف کے گھر میں بھی میلاد کی محفل سجائی جس میں ویمن لیگ ٹورنٹو کی کثیر تعداد میں خواتین نے شرکت فرمائی۔

ایک اور اعزاز جو مجھے واپسی سے پہلے حاصل ہوا، وہ جمعہ کے روز شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے ملاقات کا شرف تھا، جس نے دل کو از حد روحانی سرور بخشا۔ ڈاکٹر صاحب کی جاذبِ ادب شخصیت، شفقت آمیز گفتگو اور خلوص سے بھرپور انداز نے اس ملاقات کو نہایت یادگار بنا دیا۔ ان کی توجہ اور مہمان نوازی نے دل پر گہرا اثر چھوڑا اور روح کو تازگی بخشی۔

؎ یہ سعادت بھی نصیب والوں کو ملتی ہے
کہ اہلِ دل کی دعا زندگی سنوار دیتی ہے

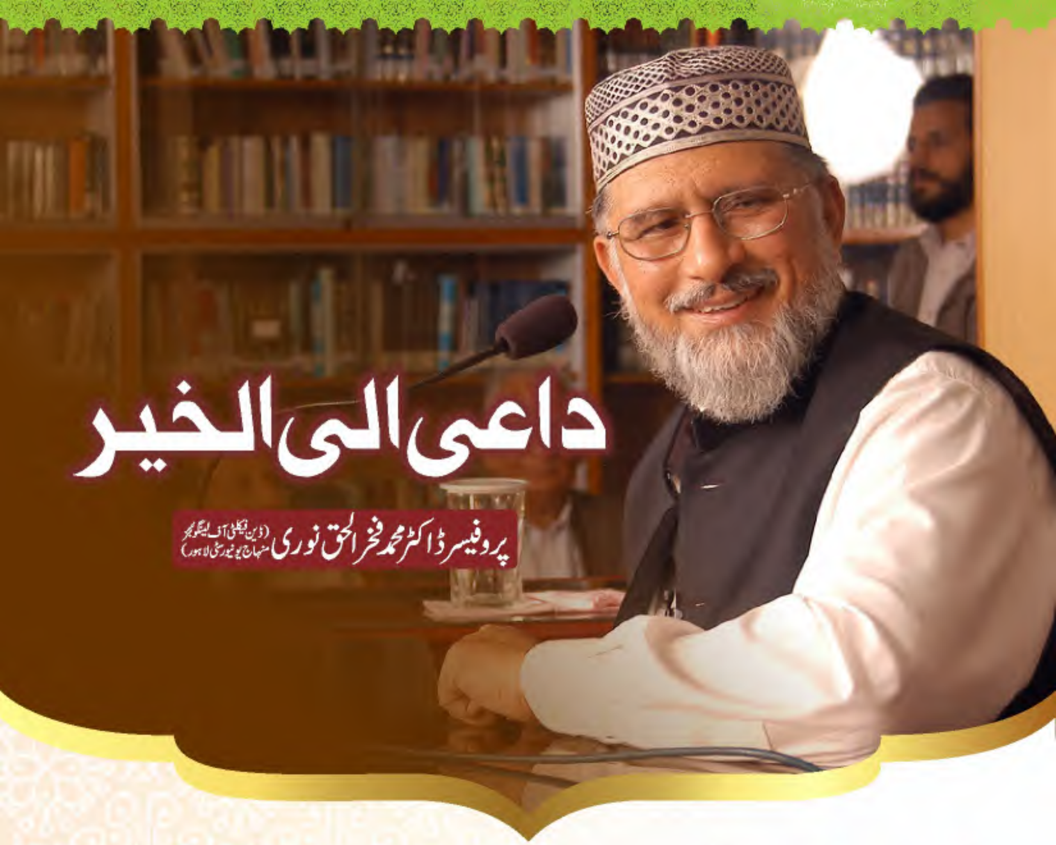

داعی الی الخیر

پروفیسر ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری (ڈین فیکلٹی آف لینگوئجز منہاج یونیورسٹی لاہور)

نگہ بلند سخن دل نواز، جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

الحمدللہ کہ ہمیں شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی پچھترویں سالگرہ کی خوشیاں دیکھنا نصیب ہو رہی ہیں جو عالمِ اسلام کی ایک عظیم علمی، دینی اور روحانی ہستی اور نابغہ روزگار شخصیت ہیں۔ وہ تاریخ اسلام کے ان چیدہ چنیدہ اشخاصِ جلیلہ میں شامل ہیں جن کا عالم یا متدین ہونا محض اپنی ذات یا اپنے ارد گرد کے چند افراد تک محدود نہیں بلکہ اپنے گہرے اور وسیع اثرات کے حوالے سے دنیا بھر کے طول و عرض تک پھیلا ہوا ہے۔ وہ ایک ایسے داعی الی الخیر ہیں جو کئی اعتبار سے کثیر الجہات (Multidimensional) ہیں۔ انھیں تحریر و تقریر کی یکساں دلپذیر صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں۔ وہ معیار اور مقدار دونوں اعتبار سے ایک عظیم مفکر و مصنف، مولف و مترجم، مفسر و شارح اور مرتب و مدون ہیں جن کی شہادت ان کی کم و بیش ایک ہزار کتابیں اور لاتعداد مضامین و مقالات فراہم کرتے ہیں۔ قدرت نے انھیں تکلم و گویائی کے فن سے بھی خوب نوازا ہے اور اس ضمن میں ایک نہایت اہم پہلو یہ ہے کہ وہ تحریر و تقریر دونوں میں کثیر لسانی (Multilingual) ہیں

اور انھیں پنجابی، اردو، انگریزی، عربی اور فارسی وغیرہ پر کامل عبور حاصل ہے جو دعوت و تبلیغ کے دائرہ اثر کو وسعت دینے کا نہایت اہم وسیلہ ثابت ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام کی دعوت و تبلیغ کا ایک نہایت اہم پہلو تنظیمی ہے۔ تحریک منہاج القرآن انٹر نیشنل کا قیام ان کی انتظامی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس تحریک کی فعالیت کثیر الجہات مظاہر و عوامل میں ظہور پذیر ہوئی ہے۔ اس عظیم الشان تحریک کے تربیتی مراکز نہ صرف وطن عزیز کے مختلف شہروں اور قصبوں میں بلکہ کم و بیش ایک سو ملکوں کے معروف شہروں میں اسلامی تہذیب و ثقافت کی حفاظت، اہل اسلام کی دینی و سماجی خدمت اور نژادِ نو کی تربیت کا سامان فراہم کر رہے ہیں۔

عیدالاضحیٰ کے موقع پر اجتماعی قربانی کا اہتمام ہو یا کم وسائل افراد کے لیے اجتماعی شادیوں کا بندوبست، مساکین و یتامیٰ کے لیے آغوشِ محبت و سرپرستی کا وا کرنا ہو یا غربا کے لیے ضروریاتِ زندگی کی فراہمی، ہر پہلو سے تحریک منہاج القرآن انٹر نیشنل کی خدمات مثالی ہیں اور ان سب کا سہرا ہمارے ممدوح شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے سر بندھتا ہے۔

تعلیمی اداروں کا قیام بھی شیخ الاسلام کے کارہائے نمایاں کی ایک روشن جہت ہے۔ چنانچہ سکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطحوں پر قدیم و جدید، مشرقی و مغربی اور دینی و سائنسی علوم کے امتزاج سے عبارت متوازن تعلیم کے فروغ کی لائقِ تحسین کاوشیں کبھی فراموش نہیں کی جا سکتیں۔ مذکورہ ادارے تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ تربیت کرنے کا مقدس **فریضہ** بھی بخوبی انجام دے رہے ہیں۔

شیخ الاسلام کی دعوت و تبلیغ اور اس سے متعلق تمام اقدامات ہر قسم کے تعصب کی طرح صنفی تعصب (Gender Bais) سے بھی بالاتر ہیں۔ انھوں نے مردوں کی طرح عورتوں کے لیے بھی

یکساں طور پر سعی و کاوش کی ہے۔ ان کی کتب و مقالات میں ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور عورت کی دیگر حیثیتوں اور رشتوں کے لیے تربیت کا وافر سامان موجود ہے۔ اسی طرح ان کے علمی و تربیتی اداروں میں بھی کسی تفریق کے بغیر خواتین کو نمائندگی دی گئی ہے۔ وہ اس رمز سے پوری طرح آگاہ ہیں کہ قوموں کی تشکیل و تعمیر میں عورتوں کا کردار اساسی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے خواتین کی کردار سازی پر خصوصی توجہ دی ہے۔ اس ضمن میں منہاج ویمن لیگ کا قیام اور ماہنامہ دختران اسلام کا اجرا خاص اہمیت کا حامل ہے۔

اور اب اس خراج تحسین کے آخر میں مجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہ اس نے ہمیں شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی صورت میں ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے نوازا ہے، ان کی صحت و سلامتی اور درازیِ عمر کے لیے دعا کرنی ہے:

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

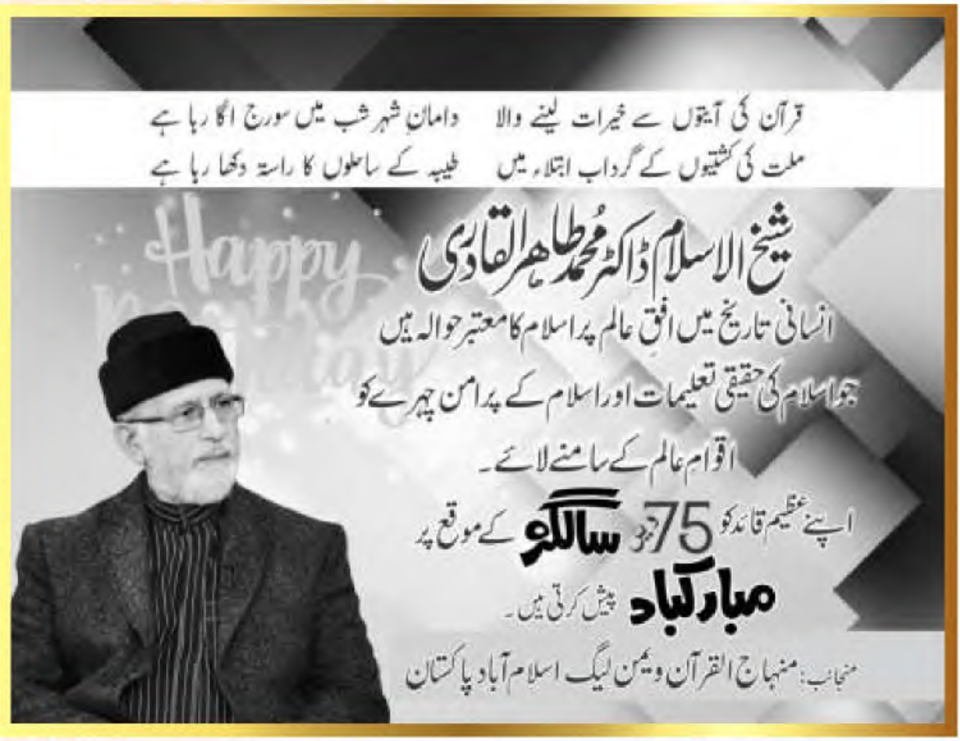

چھوٹے دل، بڑی محبت

شیخ الاسلام کے نام بچوں کے پیغامات

حنا فاطمہ (ڈپٹی ڈائریکٹر ایگرز ڈیپارٹمنٹ)

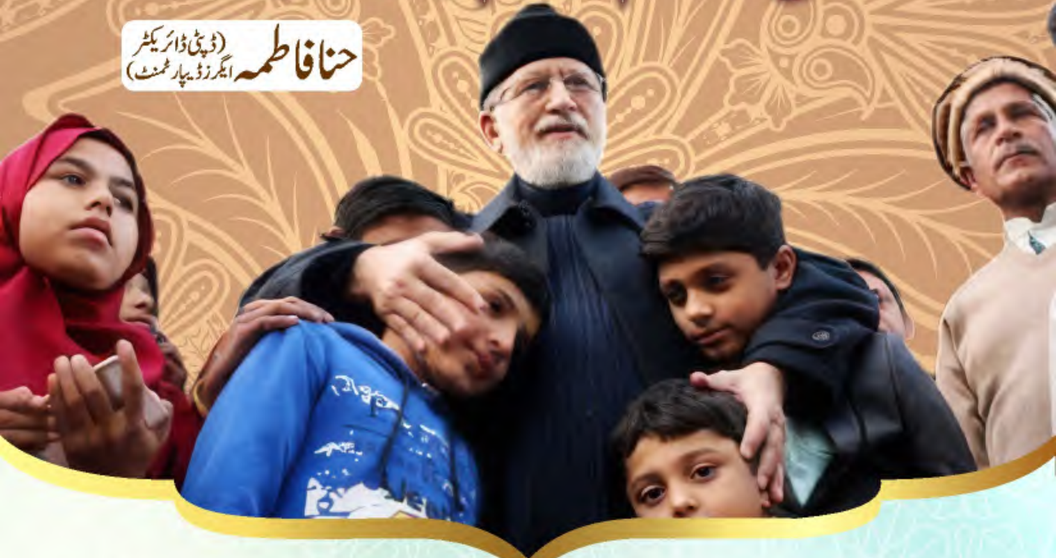

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی فکر و تربیت نے جہاں نوجوانوں اور بڑوں کو متاثر کیا، وہیں معصوم دلوں کو بھی دین، اخلاق اور محبتِ رسول ﷺ سے جوڑنے کا ذریعہ بنی۔اسی تسلسل میں ایگرز ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے شیخ الاسلام کے نام ہمیں چھوٹے بچوں کے دل سے نکلے ہوئے خوبصورت تہنیتی پیغامات پر مشتمل میرے شیخ کے نام کے عنوان سے موصول ہوئے ہیں، جو نہ صرف ان کی معصوم اور پاکیزہ محبت کا اظہار ہیں بلکہ اس اعتماد کی بھی عکاسی کرتے ہیں جو والدین ایگرز جیسے تربیتی پلیٹ فارم پر اپنے بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت کے لیے رکھتے ہیں۔یہ معصوم اور جذبات سے بھرپور خطوط قارئین کے لیے پیشِ خدمت ہیں:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

میرے عظیم شیخ الاسلام کیا حال ہے آپ کا؟ امید کرتی ہوں کہ آپ ٹھیک ہوں گے۔

Huzoor Shaikhul-Islam:Happy Birthday to you

ہماری دعا ہے کہ اللہ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائیں۔آمین اللہ پاک آپ کا سایہ ہمیشہ ہمارے اوپر سلامت رکھے۔آمین مجھے آپ کے خطاب بہت اچھے لگتے ہیں۔میں دعا کررہی ہوں کہ آپ ہم سے ملنے آئیں۔اور میں آپ سے اور زیادہ دین کی باتیں سیکھوں۔

منجانب: فضاء عبدالحئ، عمر: 7 سال، راولپنڈی

السلام علیکم!

امید کرتی ہوں کہ میرے پیارے لیڈر ٹھیک ہوں گے۔اللہ تعالیٰ آپ کو خوشیاں عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی لمبی زندگی کرے اور آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور اللہ تعالیٰ کے راستے پر آپ کو مزید ترقیاں عطا فرمائے۔اور مجھے آپ کے خطاب بہت پسند ہیں اور میرا دل کرتا ہے کہ میں آپ سے زندگی میں ضرور ملوں۔(انشاءاللہ) ہم ضرور ملیں گے اور آپ کو آپ کی سالگرہ مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ اس سال آپ کو بہت خوشیاں اور ترقیاں دے۔آمین اے میرے پیارے شیخ آپ سلامت رہیں۔خدا حافظ

منجانب: سحر سلامت، کلاس:3

السلام علیکم!

مجھے امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے مجھے آپ کی بہت یاد آتی ہے۔میری اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی والی زندگی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت لمبی زندگی عطا فرمائے۔آپ ہمیں جیسا بنانا چاہتے ہیں ہم ویسے بننے کی کوشش کریں گے۔ان شاءاللہ آپ کو آغوش کی بچیاں بہت زیادہ یاد کرتی ہیں۔ہم سب اس سال بھی اعتکاف میں آئیں گی۔ہم سب کو آپ کا انتظار ہے آپ جلدی آجائیے۔آپ کو میری طرف سے بہت بہت سالگرہ مبارک ہو۔Happy Birth Day to you

والسلام!

منجانب: زبیبہ، کلاس 5 لاہور

السلام علیکم!

قائد محترم! آپ کا کیا حال ہے؟ امید ہے کہ آپ ٹھیک ہوں گے۔میں آپ کا شکریہ کرنا چاہتی ہوں کہ آپ ہم بچوں کے لیے اعتکاف کرواتے ہیں جدھر ہم خوب عبادت کرتے ہیں۔ہم آپ کو بہت زیادہ یاد کرتے ہیں اور آپ ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔اللہ آپ کو ہمیشہ خوش اور سلامت رکھے آمین ثم آمین۔ہم آپ سے پیار کرتے ہیں۔

We Love You

آپ کو سالگرہ مبارک ہو۔ والسلام

میرب، عمر 8 سال لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

میرے پیارے شیخ آپ واقعی میں اللہ کے دوست ہیں میں چاہتا ہوں کہ میری پوری فیملی آپ کی طرح اللہ کی دوست بنے۔ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہم سب کو اور اچھی باتیں سکھائیں جس سے پوری دنیا کو جنت میں مل جائے۔قائد محترم آپ مجھے بہت پیارے لگتے ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ میں آپ سے ملوں۔میں پورے سال میں اعتکاف کے دنوں کا انتظار کرتا ہوں۔جب آپ ہر روز ہم سے باتیں کرتے ہیں۔ہمیں آقا جی ﷺ کی باتیں بتاتے ہیں مجھے آپ کی باتیں بہت اچھی لگتی ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ آپ جلدی سے پاکستان تشریف لے آئیں کہ میں آپ سے مل سکوں۔ مجھے آپ کی بہت یاد آتی ہے۔

عون مصطفی ملک، عمر: 7 سال لاہور

السلام علیکم! شیخ الاسلام

السلام علیکم! شیخ الاسلام

Happy Birth Day to you Shaikh-ul-Islam

آپ کو آپ کی سالگرہ مبارک ہو۔اللہ پاک آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔ہم آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد کہتے ہیں۔ اللہ پاک آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور آپ جو ہمیں قرآن و کریم کی تعلیمات دیتے ہیں اور ان پر ہم اسی طرح عمل تو کرتے ہیں مگر ہماری کوشش ہے کہ آپ جس طرح ہمیں بنانا چاہتے ہیں ہم اس طرح آپ کو بن کر دکھائیں گے اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی زندگی عطا فرمائے۔آمین۔والسلام!

مشعل مجید، شہر گوجرانوالہ، عمر: 10 سال، کلاس: ششم

السلام علیکم!

پیارے شیخ الاسلام آپ کو!

Happy Birth Day to you

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے اور میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ میں اور میری Friends آپ کو بہت یاد کرتی ہیں۔آپ ہم سب سے ملنے پاکستان آغوش لاہور میں آئیں نا۔میں نے اب کافی احادیث مبارکہ یاد کرلی ہیں اور نماز بھی پڑھتی ہوں۔شیخ الاسلام ہم سب آپ کا انتظار کریں گے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت رکھے، آمین۔

والسلام

منجانب: **مریم پرویز، عمر نو سال**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کیا حال ہے آپ کا؟ اُمید کرتی ہوں کہ آپ ٹھیک ہوں گے۔ میں آپ سے ایگرز کے Kids Festival میں ملی تھی، آپ نے مجھے پیار بھی کیا تھا اور والدین کا خیال رکھنے سے متعلق آپ کا لیکچر بھی سنا تھا جو بہت اچھا تھا۔ اللہ ہمیشہ آپ کو سلامت رکھے اور آپ کے لمبی عمر ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آپ جو ہمیں باتیں سکھاتے ہیں ان پر ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ہم آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔ آپ کو بہت بہت سالگرہ مبارک ہو۔

منجانب: نام: عائشہ علی، کلاس: 6

السلام علیکم!

مجھے امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ کو سالگرہ بہت مبارک ہو۔ پیارے قائد میں اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ میں بھی آپ کے جیسی بنوں اور سب کو اللہ کی باتیں سنایا کروں۔ میں یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ بہت جلد میرا حفظ بھی مکمل ہونے والا ہے۔ آپ کا شکریہ کرنا تھا کہ آپ نے ہمیں تحفیظ جیسا ادارہ دیا۔ اللہ آپ کو لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

Happy Birth Day to you

والسلام

نام: ام حبیبہ، جماعت: 6 تحفیظ

السلام علیکم!

ڈیئر شیخ الاسلام کیا حال ہے آپ کا؟ امید ہے کہ آپ ٹھیک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ میں بہت خوش ہوں کہ میں نے بھی ایگرز کے درود Winners پروگرام میں حصہ لیا اور پیارے آقا ﷺ کی 1500 ویں سالگرہ پر 15000 مرتبہ درود پاک پڑھ کر Win کیا ہے، جس سے ہم سب گھر میں بہت خوش ہیں اور آئندہ بھی میں حصہ لوں گی۔ آپ کو سالگرہ بہت مبارک ہو۔

والسلام!

منجانب: ماہ رخ فاطمہ، شہر لاہور، عمر: 10 سال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

کیا حال ہے آپ کا؟ مجھے یقین ہے کہ آپ ٹھیک ہوں گے۔ انشاء اللہ

Happy Birth Day to you Beloved Shaikh-ul-Islam

اللہ پاک آپ کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین۔ میں ہر سال اعتکاف میں آتی ہوں اور میں نے بہت ساری نعتیں اور قرآن کی سورتیں یاد کرلی ہیں اور آپ نے نماز پڑھنے کا بھی کہا تھا شکر ہے کہ میں نمازیں بھی پڑھتی ہوں۔ میری اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ آپ ہمیشہ خوش رہیں اور جلد سے جلد لاہور آجائیں۔

نام: منیٰ طارق، کلاس 6 تحفیظ

السلام علیکم!

مجھے امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے میں بھی ٹھیک ہوں آپ کو آپ کی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ میں آپ کے لیے بہت زیادہ دعائیں کررہی ہوں کہ اللہ آپ کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ مجھے آپ کے خطاب بہت اچھے لگتے ہیں۔ اور میں آپ کے خطابات کے نوٹس بنا کر رکھتی ہوں اور احادیث مبارکہ بھی یاد کررہی ہوں۔ آپ لاہور جلدی آجائیں۔

والسلام

منجانب: نام: عائشہ عدنان

جماعت: پنجم، عمر: 11 سال

السلام علیکم میرے عظیم قائد!

آپ کا کیا حال ہے؟ میں آپ کی سالگرہ کا انتظام کررہی تھی کہ آپ کو خط لکھ کر بتاؤں کہ آپ نے ہمیں ایگرز ڈیپارٹمنٹ دیا جس کے ذریعے مجھے اور میرے چھوٹے بہن بھائیوں کو بہت کچھ سیکھنے کا ملا ہے جیسا کہ میلاد پاک منانا، قرآن پاک پڑھنا، درودِ پاک پڑھنا اور اعتکاف کرنا وغیرہ۔ محرم کے حوالے سے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی عظمت کا بھی ایگرز سے پتا چلا ''ہمارے ہیں حسینؓ'' پروگرام میں میں بھی گئی تھی۔ سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ پاک آپ کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ آمین

والسلام

مناہل فاطمہ، عمر: نوسال، شہر لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میرا نام سیرت فاطمہ ہے اور میں دس سال کی ہوں میں چھٹی کلاس میں پڑھتی ہوں اور قرآن پاک حفظ کرتی ہوں اور میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں رمضان میں اعتکاف سے کبھی چھٹی نہ کروں اور ہر سال آپ سے ملوں۔ ان شاء اللہ۔ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو آپ سے ضرور ملوں گی۔ میں آپ کو اپنی ایک چھوٹی سی کہانی بتانا چاہتی ہوں۔ میں میرے والدین اور میرے بہن بھائی ہم سب پہلے گوجرانوالہ میں رہتے تھے۔ میرے بابا اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ وفات پا گئے۔ میرے بابا کا یہ خواب تھا کہ بہن بھائی خوب پڑھیں اور ہم آپ کے سائے تلے رہ کر پرورش پائیں۔ آپ نے پورے پاکستان میں جو آغوش سکول بنائے ہیں وہ بہت بہترین ہیں۔ انہی سکولز کی وجہ سے میں بھی تعلیم حاصل کر رہی ہوں اور اپنے بابا کا خواب پورا کر رہی ہوں۔ میں آپ کے خطاب سننا بہت پسند کرتی ہوں۔

آپ نے ہمیں بہت کچھ سکھایا ہے۔ سچ بولنا، چوری نہ کرنا، دوسروں کا ادب کرنا، بڑوں کا ادب کرنا، چھوٹوں سے شفقت کرنا اور ہر سال اعتکاف کرنا۔ میں آپ سے بہت بہت ساری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ ان شاء اللہ میں جب آپ سے ملوں گی تو بہت ساری بات کروں گی۔ میرے اور میرے سب گھر والوں کی طرف سے آپ کو سلام اور سالگرہ مبارک۔ بہت شکریہ

میرے پیارے قائد کے لیے اشعار:

کتنی منہ زور ہواؤں کے تھپیڑے سہ کہ تو نے آغوش کی ساحل میں اتارا ہے

تیری خوشبو سے تیرا باغ ہمیشہ مہکے تو نے اس باغ کو سینچا ہے لہو سے اپنے

منجانب: سیرت فاطمہ، عمر: 10 سال، کلاس: ہشتم

درج بالا خطوط محض بچوں کے جذباتی تاثرات نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت کی ترجمانی ہیں کہ حضور سیدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی شخصیت کس طرح ننھے دلوں کو درودِ پاک، نماز، اعتکاف اور دین کی بنیادی قدروں سے جوڑ رہی ہے۔ بچوں کے الفاظ میں جھلکتی بے ساختہ محبت، یاد اور دعائیں اس امر کی گواہ ہیں کہ وہ آپ کو صرف ایک رہنما نہیں بلکہ ایک روحانی مربی کے طور پر اپنے دلوں میں بسائے ہوئے ہیں۔ اتنی کم عمر میں کسی شخصیت کے لیے دعائے عمرِ دراز اور عقیدت کا اظہار اس بات کی روشن دلیل ہے کہ شیخ الاسلام کی شخصیت شفقت، تربیت، اخلاص اور روحانی وابستگی کا وہ پیکر ہے جو دلوں کو خود بخود اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

یہ خطوط اس حقیقت کو بھی اجاگر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ہاتھوں رکھی گئی فکری و تربیتی بنیادیں خصوصاً ایگرز ڈیپارٹمنٹ اور تعلیمی ادارے کس طرح شاندار ثمرات لا رہی ہیں۔ بچے یہ اعتماد کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ وہ ان اداروں میں تعلیم حاصل کر کے اپنے والدین کے خواب پورے کر رہے ہیں، دین کو سمجھ بھی رہے ہیں اور زندگی میں عملی طور پر اپنا بھی رہے ہیں۔ گوشۂ درود کا قیام، نعت سے محبت، عشقِ رسول ﷺ کا فروغ، اور بچوں کی سطح پر دینی و اخلاقی سرگرمیوں کا اہتمام اس امر کا ثبوت ہے کہ ایگرز ڈیپارٹمنٹ شیخ الاسلام کی سرپرستی میں نسلِ نو کی فکری، روحانی اور اخلاقی تعمیر میں ایک منفرد اور مؤثر کردار ادا کر رہا ہے اور یہی خطوط اس عظیم تربیتی سفر کے روشن سنگِ میل ہیں۔

خدمتِ دین و اصلاحِ معاشرہ کے لیے عملی خدمات

محمد ابوبکر فیضی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایک نام ایک تاریخ، آفاقی قائد، نامور فقیہ، عظیم المرتبت محدث علوم اسلامیہ پر کامل دسترس رکھنے والے دانشور، دلوں پر حکومت کرنے والے بے تاج بادشاہ، ایک قلب میں لاتعداد علوم کا بحرِ ذخار لیے ہوئے ہیں اور سب سے بڑھ کر عشق رسول ﷺ کی سرشاری لیے ہوئے علامہ کے لفظوں میں:

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہر ملکوتی
خاکی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند

(علامہ محمد اقبال (۲۰۱۸)، کلیات اقبال، بال جبریل، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ص: 357)

شیخ الاسلام کی اصلاح معاشرہ اور خدمات دین کی ہمہ جہت خدمات کے متعلق ڈائرکٹر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ محمد فاروق رانا لکھتے ہیں:

"شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات کا دائرۂ کار اور حلقۂ اثر صرف مذہبی و اَخلاقی یا علمی و فکری سرحدوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ آپ کی خدماتِ جلیلہ کی وقعت و وسعت قومی و ملی اور ریاستی و بین الاقوامی جہات تک پھیلی ہوئی ہے۔ آپ

کی کاوشیں ملی بھی ہیں، عالمِ اِسلام کے لیے بھی ہیں، حتیٰ کہ پورے عالمِ اِنسانیت کے لیے ہیں۔ بلا شبہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایک فرد نہیں ہیں بلکہ علم و فکر کی ایک درخشاں کائنات ہیں۔ آپ کی خدمات اَطراف و اَکنافِ عالم میں ہمہ جہت اور متنوّع ہیں۔" (رانا، محمد فاروق، (فروری 2023) عالمی سطح پر شیخ الاسلام کی علمی و فکری کاوشیوں کااعتراف، ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور)

خدمت دین واصلاح معاشرہ میں شیخ الاسلام کی ہمہ جہت خدمات

اصلاح معاشرہ میں شیخ الاسلام کی ہمہ جہت خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد جامی لکھتے ہیں:

پندرہویں صدی ہجری (بیسویں اور اکیسویں صدی عیسوی) موجودہ دور ہے۔ اس دور میں سائنسی ترقی اور اس میں مغربی افکار کی کوکھ سے جنم لینے والے مختلف نظاموں کے نفاذ سے جدید مسلم ذہن پر جو اثرات مرتب ہوئے اور اسلام کے نتیجہ خیز اور قابلِ عمل نہ ہونے اور موجودہ نظاموں کا مقابلہ نہ کرسکنے کی افواہیں تجدد پسند طبقے کی طرف سے اٹھیں۔ ان تمام کا تحقیقی جائزہ لینے کیلئے اسلامی مفکرین متوجہ ہوئے، کچھ نے مغربی افکار کے تضادات کو واضح کیا، کچھ نے اس کے مثبت نتائج سمیٹنے کی کوشش کی اور کچھ نے اسلامی نظام کے قابلِ عمل ہونے کے متعلق دلائل دیئے لیکن ان افکار و نظریات سے متعین ہونے والے مثبت اور منفی اثرات کا صحیح جائزہ اور اسلام کو پیش کرنے کی صحیح تعبیر کی سعادت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو حاصل ہوئی۔ (جامی، شبیر احمد، ڈاکٹر، (فروری 2021) شیخ الاسلام کی ہمہ جہت تجدیدی خدمات، ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور)

یوں تو اللہ تعالیٰ نے حضور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو بہت سی خوبیوں کا مرقع بنایا ہے۔ مگر مقالہ ھذا میں آپ کی اصلاح معاشرے کے لیے عملی جدجہد کو اختصار سے بیان کرنے کی سعی کروں گا۔

فکر انگیز دروس وخطابات

شیخ الاسلام ایک فصیح البیان اور رطب اللسان خطیب ہیں۔ اندرون پاکستان اور بیرون پاکستان ہزارہا علمی وفکری خطابات کیے۔ آپ کا انداز خطابت اتنا مؤثر ہے کہ سننے والا نہ صرف سر دھنتا ہے بلکہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

”شیخ الاسلام نے اصلاح معاشرہ اور خدمت دین میں پاکستان میں اور بیرون ملک خصوصاً اسلامی ممالک میں اسلام کے مذہبی وسیاسی، روحانی واخلاقی، قانونی وتاریخی، معاشی واقتصادی، معاشرتی وسماجی اور مختلف النوع موضوعات پر ہزاروں خطبات کے علاوہ دنیا کے مختلف یونیورسٹیوں میں وقتاً فوقتاً مختلف علمی و فکری اور عصری موضوعات پر فکر افروز لیکچرز دیئے ہیں۔ آپ کے لیکچرز پاکستان عالم عرب اور مغربی دنیا کے مختلف ٹی وی چینلز پر بھی نشر کیے جاتے ہیں۔“ (عثمانی، محمد مسعود احمد، 2009ء)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایک تعارف، محمد زاہد لطیف، عرفان القرآن اہل علم ودانش کی نظر میں، ص:۱، تحریک منہاج القرآن سندھ)

آپ کے دروس وخطابات اور لیکچرز کی ایک طویل فہرست ہے۔ بطور حوالہ ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

خدمت دین میں ڈاکٹر صاحب نے 17 اکتوبر 1980ء میں شادمان لاہور میں پندرہ روزہ درس قرآن کا آغاز کیا جو ایک عرصہ تک رحمانیہ مسجد شادمان میں جاری رہا۔ اسی اثنا میں کراچی، اسلام آباد، کوئٹہ اور پشاور میں بھی دروس قرآن کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ 19 فروری 1982ء میں جامع مسجد اتفاق ماڈل ٹاؤن میں خطبہ جمعۃ المبارک کا آغاز کیا جو مارچ 1989ء تک تقریباً سات سال تک جاری رہا، بعدا زاں جمعۃ المبارک کا خطبہ منہاج القرآن کی مرکزی جامع مسجد میں ہونے لگا۔ 11 اپریل 1982ء کو سلسلہ وار پندرہ روزہ دروس تصوف کا آغاز ہوا۔ 11 اپریل 1983ء کو پاکستان ٹیلی ویژن پر آپ کا پروگرام فہم القرآن کے عنوان سے جاری شروع ہوا۔ 93-1992ء متعدد قرآنی اور اسلامی موضوعات پر متحدہ عرب امارات ٹیلی ویژن پر انگریزی زبان میں خطابات ہوئے۔ 1980ء اور 1990ء کی دہائی میں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے طلبہ کو قرآن، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، سیرت و فضائل، عقائد، فقہ، اصول فقہ اور اقتصادیات و سیاسیات جیسے جدید موضوعات پر گرانقدر محاضرات دیئے۔ (منہاجین، محمد یوسف (فروری 2018ء) علمی، فکری واصلاحی خدمات، ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور) مارچ 1991ء میں منہاج القرآن علماء کونسل کے زیر اہتمام 150 سے زائد مندوبین علماء کو عقائد، تصوف اور ایمانیات کے موضوعات پر دراسات دیئے۔ اسی طرح شیخ الاسلام نے پوری دنیا کی اصلاح اور خدمت دین کے لیے پوری دنیا میں مختلف موضوعات پر علمی، فکری، اور اصلاحی لیکچرز دیے۔ (منہاجین، محمد یوسف (فروری 2018ء) علمی، فکری واصلاحی خدمات، ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور)

علمی و تحقیقی خدمات

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ہمہ گیر شخصیت کا ایک روشن اور تابناک پہلو ان کی کثرت تصانیف ہے۔اسلام کے مذہبی اور تقابلی پہلوؤں پر مشتمل مختلف النوع موضوعات پر بہت سی تصانیف لکھیں ،آپ کی تصانیف کی تعداد ہزار سے زائد ہے، جن میں سے 600 سے زائد کتب اردو انگریزی، عربی اور دیگر زبانوں میں طبع ہو چکی ہیں۔ جبکہ مختلف عصری موضوعات پر بھی آپ کی متعدد تصانیف دنیا کی بڑی زبانوں میں منتقل ہو رہی ہیں۔ (رانا، محمد فاروق، (فروری 2018ء) شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری قدم بہ قدم، ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور)

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے انسانی زندگی کے بیسیوں موضوعات پر 1000 سے زائد کتب تحریر فرمائی ہیں جس میں سے 640 سے زائد شائع ہو چکی ہیں، جبکہ باقی اشاعت کے مختلف مراحل میں ہیں۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر 6000 سے زائد ایمان افروز خطابات فرمائے۔ دنیا بھر میں اسلام کے ہر ہر پہلو پر لیکچرز دیے، ہزارہا لائبریریز اور سیل سینٹرز قائم کیے گئے۔ حدیث، تصوف، فقہ اور عقائدِ اسلامی کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا گیا۔ قرآن مجید کا جدید علمی، فکری، سائنسی اور تفسیری شان کا حامل ترجمہ کیا گیا جبکہ تفسیر پر کام تیزی سے جاری تھا۔

پانچ ہزار سے زائد موضوعات پر 8 جلدوں پر مشتمل قرآنی انسائیکلوپیڈیا معاشرے میں قرآنی علوم کے فروغ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اسی طرح علم حدیث میں عنقریب شائع ہونے والا 60 جلدوں پر مشتمل انسائیکلوپیڈیا آف حدیث تدوین حدیث کے باب میں 14 سو سالہ اسلامی تاریخ میں غیر معمولی کام ہو گا۔ اس کی اہمیت کے اتنا ہی کافی ہے کہ جس کا مقدمہ جو " الموسوعة القادرية في العلوم الحديثية" کے نام سے اٹھ جلدوں میں منظر عام پر آچکا ہے۔ (مرتضی علوی (فروری 2020ء) - ماہنامہ منہاج القرآن، شیخ الاسلام کی ہمہ جہت خدمات کے اثرات، لاہور) جس سے معاشرے میں حدیث کے کلچر کو حقیقی فروغ ملے گا۔ الغرض تحریکِ منہاج القرآن نے اس طویل علمی جدوجہد کے ذریعے نہ صرف دینی علوم کو زندہ کیا بلکہ تحقیق کے نئے دروازے کھولے۔

شیخ الاسلام نے مختلف اور کثیر الجہات علمی و فکری موضوعات پر ایک تسلسل کے ساتھ قلم اٹھایا ہے۔ یہ موضوعات ایک سلسلۃ الذہب ہے۔ آپ نے ہر موضوع کے ساتھ انسانی اور امکانی حد تک کما حقہ انصاف کیا۔

اصلاح معاشرہ کا ایک اہم پہلو رواداری کا فروغ ہے۔ اس کے ذریعے سے لوگوں میں وسعت قلبی اور وسعت فکر جنم لیتی ہے۔ شیخ الاسلام نے بین المذاہب رواداری اور بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کے لیے نہ صرف اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے کاوشیں کی ہیں بلکہ عملی طور پر بھی کئی ایسے اقدامات کیے جن سے نہ صرف بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ میں قابلِ قدر اضافہ ہوا بلکہ اسلام کی حقیقی اور واضح تعلیمات بھی نکھر کر سامنے آئی ہیں۔ شیخ الاسلام کے اس کام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ابوایان لکھتے ہیں:

"اسلام کا دہشت گردی سے اور دہشت گردوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ نے خود کش بمباری اور دہشت گردی کے خلاف دہشت گردی اور فتنہء خوارج کے عنوان سے 600 صفحات پر مشتمل مبسوط تاریخی فتویٰ شائع کیا جو اپنی نوعیت کا واحد فتویٰ اور مستند و معتبر علمی و تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ عالمِ اسلام کی معروف یونیورسٹی جامعۃ الازہر (مصر) نے اس کی توثیق کی ہے۔ اس فتویٰ کی تقریبِ رونمائی 2 مارچ 2010ء کو لندن میں ہوئی۔ برطانوی میڈیا کے علاوہ عالمی میڈیا کے درجنوں نمائندے تقریب میں موجود تھے۔ بعد ازاں دنیا کے دیگر ممالک میں بھی سرکاری طور پر اس فتویٰ کی تقریبات رونمائی منعقد ہوئیں اور پوری دنیا میں اس کی پذیرائی ہوئی۔" (ابو آیان، (فروری 2021ء)، شیخ السلام کی بین المذاہب رواداری اور قیام امن کے لیے خدمات، ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور)

"شیخ الاسلام نے فروغ امن اور حضور ﷺ کی شان رحمت پر اندرون وبیرون سیکڑوں لیکچرز دیے" (ایضاً)

شیخ لاسلام کی رواداری کے فروغ میں خدمات کا احاطہ یہاں ممکن نہیں، آپ نے اس کے علاوہ انٹرنیشنل کانفرنس (گلاسگو)، اسلام میں انسانی حقوق سیمینار (مانچسٹر)، یونیورسٹی آف وارِک (WARWICK) برطانیہ میں دہشت گردی کے خلاف سمر کیمپ، گلوبل پیس اینڈ یونٹی کانفرنس 2011ء اور کثیر المذہبی اَمن برائے اِنسانیت کانفرنس اس کے علاوہ بھی عملی طور پر کئی سیمینار اور تقریبات کے ذریعے سے اسلام کے فلسفہ روداری کو فروغ دینے میں سب سے اہم کردار ادا کیا ہے۔

بیداریٔ شعور کے لیے فقید المثال خدمات

اصلاح معاشرہ کے اس میدان میں ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے پاکستانی قوم کی حالت کی تبدیلی اور ملت اسلامیہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لئے 1979ء میں محاذ حریت کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔1980ء میں اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے لاہور جیسے تاریخی شہر کو اپنی تحریکی کاوشوں کے لئے منتخب کیا اور اسی سال 17 اکتوبر 1980ء بمطابق 7 ذی الحج 1400ھ بروز جمعرات ادارہ منہاج القرآن کا آغاز کیا۔ 17 فروری 1984ء کو ماڈل ٹاؤن لاہور میں سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانیؒ کے دست اقدس سے ادارہ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کا سنگ بنیاد رکھا۔ (منہاجین، عبد الستار (2016)۔ ڈاکٹر طاہر القادری، تنقید۔ کارنامے۔ تاثرات، فیصل آباد، ص :29)مارچ 1987ء کو اسی پر شکوہ عمارت کے سامنے پارک میں پہلی مرکزی منہاج القرآن کانفرنس منعقد ہوئی۔ 25 مئی 1989ء کو آپ نے پاکستان عوامی تحریک کے نام سے ایک سیاسی جماعت بنائی جس کا بنیادی ایجنڈا پاکستانی عوام میں سیاسی شعور کی بیداری، بنیادی انسانی حقوق کی فراہمی، خواتین کے حقوق کا تحفظ اور ملکی سیاست سے بد عنوانی اور دولت کے اثرات کا خاتمہ تھا۔ (منہاجین، عبد الستار (2016)۔ ڈاکٹر طاہر القادری۔ تنقید۔ کارنامے۔ تاثرات، فیصل آباد، ص:29) 1989ء تا 1993ء اسمبلی سے باہر اپوزیشن کا کردار ادا کیا اور ملکی تعلیمی، سیاسی اور معاشی صورت حال پر حکومتِ وقت کو تجاویز ارسال کیں۔

تعلیمی خدمات

اصلاح معاشرہ کی کلید تعلیمی شعور کو بیدار کرنا ہے۔ فروغ تعلیم کے لیے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات قابل تحسین ہیں۔ آپ کا نظریہ تعلیم دو حصوں میں تقسیم ہے: جدید تعلیم آپ پاکستان کے موجودہ تعلیمی نظام پر بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”ہمارے ہاں اسی فیصد جہالت ہے۔ گورنمنٹ شرح تعلیم پچیس فیصد بیان کرتی ہے۔ یہ حقیقی شرح تعلیم نہیں ہے۔ بیرونی ملک میں شرح تعلیم کا معیار پہلے دس سال کی تعلیم کی بنیاد پر متعین کیا جاتا ہے، جبکہ ہمارے ہاں محض خط و کتابت کی اہلیت کے حوالے سے اعداد و شمار کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ شرح تعلیم کا یہ معیار دنیا کے کسی پیمانے پر پورا نہیں اترتا۔ ہمارے ہاں شرح تعلیم صرف پندرہ فیصد ہے اور اگر میٹرک کو معیار بنا کر اس شرح کو نکالا جائے تو یہ دس فیصد بھی نہیں بنتی“۔ (سلیمان بٹ (2000ء)۔ قائدِ عوام سے قائدِ انقلاب تک، لاہور، نواز پرنٹنگ پریس، ص:139)

اسی طرح شیخ الاسلام نے علوم دینیہ کے فروغ کے لیے الگ بورڈ قائم کیا جو روایتی مدارس سے بلکل الگ حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کے قائم کردہ ''نظام المدارس'' کی انفرادیت کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی لکھتے ہیں:

''نظام المدارس کے اس جدید اور جامع نصاب میں قدیم اسلامی علمی ورثے کے امین علوم وفنون، معاصر اسلامی تہذیب وثقافت کے مظہر مضامین اور نو ایجاد عمرانی علوم کی شمولیت جہاں اس نصاب کی ندرت وانفرادیت کا پتہ دیتی ہے وہاں اس نصاب کے مرتب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی وسعتِ فکر ونظر اور تجدید ی و اجتہادی بصیرت کی شہادت بھی دیتی ہے۔ (باروی، ڈاکٹر ممتاز الحسن، (مئی 2021) نظام المدارس پاکستان کے قیام کی ضرورت واہمیت، ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور) اس کے نصاب میں سیرت وتصوف کے مضامین کو بھی تفصیل کے ساتھ اس نصاب کا حصہ بنایا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ سندِ فضیلت پانے والا ہر فرد علم و عمل کا ایسا پیکر ہو کہ سیرتِ مصطفوی ﷺ کے انوار اور مقربینِ بارگاہ الہ کے فیوض سے روشن دل پذیر ہو۔'' (باروی، ڈاکٹر ممتاز الحسن، (مئی 2021) نظام المدارس پاکستان کے قیام کی ضرورت واہمیت، ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور)

اس کے ساتھ ساتھ جدید عصری علوم: اقتصادیات، سیاسیات، کمپیوٹر سائنس، دعوت وارشاد، تقابلِ ادیان، اسلامی افکارو نظریات، وسطیات اور انگریزی وعربی زبان وادب کو بھی شاملِ نصاب کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اس منہج دراسی کی تکمیل کرنے والے فاضل کی دینی ودنیاوی دونوں آنکھیں کھلی ہوں اور وہ صرف مصلیٰ اور محراب تک محدود رہنے کی بجائے صنعت و حرفت، معیشت و سیاست اور فکر و عمل کے میدان میں بھی بوقتِ ضرورت پامردی اور جرأت رندانہ سے صدائے حق بلند کرسکے۔

سماجی وفلاحی خدمات

ڈاکٹر محمد طاہر القادری سماجی و فلاحی خدمات کے حوالے سے بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ آپ نے 1980ء میں ادارہ منہاج القرآن کی بنیاد رکھی جو بعد ازاں تحریک منہاج القرآن کی صورت میں ایک عالمی تحریک کی شکل اختیار کر گیا۔ آپ اپنی تمام تر سماجی وفلاحی خدمات اسی تحریک کے پلیٹ فارم سے ادا کر رہے ہیں۔ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن اس کا ایک ذیلی فورم ہے جو دکھی اور درماندہ انسانیت کی

خدمت میں شب و روز مصروف عمل ہے۔ شیخ الاسلام کا تعمیر کردہ فلاحی ادارے کا تحت ایک ذیلی فارم یتیم بچوں کی کفالت ہے۔

" بچوں کی تعلیم کے لیے آغوش کمپلیکس میں آغوش گرامر سکول کے نام سے ایک انگلش میڈیم سکول قائم ہے، جہاں بچے ماہر اساتذہ کے زیر نگرانی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ سکول میں بچوں کے لیے لائبریری کے علاوہ کمپیوٹر لیب، فزکس لیب اور کیمسٹری لیب بھی الگ الگ موجود ہیں۔ اس سکول میں علاقے کے عام بچوں کو بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ یوں یتیم بچوں کو معاشرے کے عام بچوں کے ساتھ مل کر تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ ہم نصابی و تفریحی سرگرمیوں کا موقع بھی ملتا ہے، جس سے انھیں احساسِ کمتری سے نکالنے میں مدد ملتی ہے۔ علاوہ ازیں عام بچوں کی فیسوں کی آمدن یتیم بچوں کے کفالتی اخراجات میں معاون ثابت ہوتی ہے، جسے کسی دوسری مد میں استعمال نہیں کیا جاتا۔" (امجد علی شاہ، (اپریل، 2019) شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مطبوعہ خدمات، ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور)

اسی طرح منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت غریب گھرانوں کے لیے مکمل اجتماعی شادیاں، مجبور اور کمزور طبقہ کے لیے مختلف علاقاجات میں فری ڈسپنسریاں، ایمبولیس سروس، قدرتی آفات سے متاثرین کی امداد، مفلس محروم اور کم آمدنی والے طبقہ کے لیے فری دستر خوان اور موجودہ صورتحال کے پیش نظر فلسطین، غزہ کے مسلمانوں کے لیے عملی جدوجہد میں مصروف عمل ہیں۔

اصلاح معاشرہ کے لیے اخلاقی وروحانی خدمات

40 برس قبل جب معاشرہ محفل ذکر، شب بیداری، اجتماعی مسنون اعتکاف، نفلی اعتکاف، تربیتی کیمپس، روحانی اجتماعات جیسے کاموں سے ناواقف تھا اس دور میں شیخ الاسلام نے اپنی مجددانہ جدوجہد کا آغاز دروس تصوف اور ماہانہ شب بیداریوں سے کیا۔ سالانہ مسنون اعتکاف میں ہزارہا افراد 24 گھنٹے عبادت و بندگی میں مصروف رہتے ہیں۔ آنسوئوں اور توبہ کی اس بستی میں اعتکاف کے روحانی مزے لوٹنے والے خوش نصیب جب معاشرے میں لوٹتے ہیں تو ان کے فکر و عمل کے دھارے بدل چکے ہوتے ہیں۔ کتنے بے نمازی آپ کی صحبت سے نماز کے پابند ہوتے نظر آتے ہیں۔ شیخ الاسلام کے خطابات اور تصانیف نے معاشرے کے اندر صالحیت، تقویٰ اور

عبادت و بندگی کے کلچر کو فروغ دیا۔ لاکھوں دلوں میں عشق الٰہی اور عشق رسول ﷺ کی شمعیں روشن کیں جنہوں کو سجدوں کی لذت سے آشنا کیا۔ اس پر فتن دور میں لاکھوں افراد کے کردار و عمل میں اس قدر تبدیلی پیدا کرنا یہ سب شیخ الاسلام کی مجددانہ کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اصلاح معاشرہ میں شیخ الاسلام کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے عین الحق بغدادی لکھتے ہیں:

"شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے عامۃ الناس کی خصوصی روحانی و اخلاقی تربیت کے لئے سالانہ مسنون اجتماعی اعتکاف کا تربیتی نظام متعارف کرایا ہے جو گذشتہ اٹھائیس سالوں سے تحریک منہاج القرآن کے مرکز پر حرمین شریفین کے بعد دنیا کا سب سے بڑا 10 روزہ اجتماعی اعتکاف کا ایسا تربیتی کیمپ ہوتا ہے جس کی مثال کہیں بھی میسر نہیں آتی۔ ملک بھر سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ 10 دنوں کے لئے ذکرِ الٰہی کی لذتیں اور شیخ الاسلام کی صحبت سے فیض لینے کے لئے ان کے ہمراہ اعتکاف کرتے ہیں۔ ان دس دنوں میں 24 گھنٹے عبادت، بندگی، قیام اللیل، روزہ، نوافل، تلاوتِ قرآن اور اوراد و وظائف کے ذریعے قلب و روح کو پاکیزگی اور کردار و عمل کو طہارت دی جاتی ہے۔" (عین الحق بغدادی، (فروری 2022ء)، شیخ الاسلام کا اصلاح معاشرہ میں علمی و عملی کردار، ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور)

مغربی نسل نو کی اصلاح میں "الہدایہ" کا کردار

شیخ الاسلام نے اصلاح معاشرہ کے لیے ملی و بین الاقوامی ایشوز کے ضمن میں نوجوانوں میں شعور اجاگر کرنے کے حوالے سے الہدایہ پراجیکٹ کا آغاز کیا گیا جس کے پہلے کامیاب کیمپ کا انعقاد ناروے اور دوسرا سہ روزہ کیمپ 26 تا 28 اگست 2017 کیلی یونیورسٹی انگلینڈ میں ہوا۔ اس کیمپ میں شریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 5 سو سے زائد برٹش مسلم نوجوانوں سے مختلف موضوعات پر خصوصی خطاب کیا۔ آپ کا قائم کردہ یہ ادارہ بین الاقوامی سطح پر لوگوں کی اصلاح کا کام کر رہا ہے۔ شیخ الاسلام نے "الہدایہ" کے ذریعے قرآن اور صاحب قرآن کی فکر کے ساتھ لوگوں کا تعلق استوار کیا۔ وہ لوگ جو دین سے صرف دور نہیں بلکہ بے دینی کا تصور لیے پھرتے تھے انہیں اسلام کی حقیقی فکر سے آگاہ کیا۔ ناروے میں قائم کردہ "الہدایہ" کیمپ کے متعلق حیات الامیر خان لکھتے ہیں:

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے تصوف، روحانیات کے موضوع پر تفصیلی بات چیت کی۔انہوں نے اپنی تصوف کے موضوع پر عربی میں لکھی جانے والی ان کتب کے مندرجات کو بھی گفتگو کا حصہ بنایا جو قلب کی صفائی سے متعلق ہیں اور ابھی شائع نہیں ہوئیں۔انہوں نے اپنے لیکچر میں بتایا کہ اچھے کام دل کی صفائی اور اسے روشن کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔قرآن پاک کی تلاوت، بکثرت درود شریف کا ورد، انسانیت کی خدمت، احسان، بڑوں کا احترام، اچھے اخلاق کا مظاہرہ دل کی سختی کو دور کرتا ہے۔ (حیات الامیر خان، (اکتوبر 2017)، شیخ الاسلام کا اصلاح معاشرہ میں علمی و عملی کردار، ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور)

خلاصہ کلام

اصلاح معاشرہ خدمت دین کے عظیم فریضہ تجدیدِ دین اور احیائے اسلام کے عظیم مقصد کے حصول کے لیے بلاشبہ دورِ حاضر کے چیلنجز سے ہر سطح پر نبرد آزما ہونے کے لیے ایسی جامع شخصیت کی ضرورت تھی، جن کی طبیعت خواجہ نظام الدینؒ کی تاثیر، حضرت غوث اعظمؓ کی دعوت و خطابت، غزالیؒ کی تحقیق ' مجدد الف ثانیؒ کی دینی حمیت' شاہ ولی اللہؒ جیسی وسعتِ نظر اور اعلیٰ حضرت جیسی کیف و مستی ہو، جو عشق کو کائنات کی جان سمجھے۔عصرِ حاضر میں ایسی ہی جامع شخصیت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ہے جہاں روایت و درایت باہم بغلگیر ہیں، جہاں عقل و نقل ہم آہنگ ہیں، جہاں فکر و مذہب یکجا ہیں، جہاں تضادات کی تطبیق ہے، جہاں دائرہ اطلاق کا تعین ہے، جہاں جزو کل میں مماثلت اجاگر ہوتی ہے، یہ تمام اوصاف ہمیں جس ایک قالب میں ڈھلے نظر آتے ہیں اور جہاں تمام علمی، فکری اور تحقیقی دھارے ایک سمندر کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، اس شخصیت کا نام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہے۔

مہ وستارہ سے آگے مقام ہے جس کا!

سمیہ اسلام (اسلامک سکالر)

'مہ وستارہ سے آگے مقام ہے جس کا!' یہ مصرع علامہ محمد اقبالؒ کے اس فکری نظام کی نمائندگی کرتا ہے جس میں انسان کو محض زمینی حدود تک محدود نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے لامحدود امکانات، بلند مقاصد اور روحانی و فکری عروج کا حامل وجود قرار دیا جاتا ہے۔ اقبال کے نزدیک اصل انسان وہ ہے جو ستاروں کی گردش سے بھی آگے اپنا مقام پہچانتا ہے، جو وقت کا اسیر نہیں بلکہ وقت کو معنی عطا کرتا ہے۔ یہ مصرع محض شعری تخیل نہیں بلکہ ایک مکمل فکری نظام کا عکاس ہے۔ یہ مصرع اقبال کے اس تصورِ انسان کو واضح کرتا ہے جس میں انسان کائنات کی مادی وسعتوں سے آگے، روحانی، فکری اور اخلاقی بلندیوں کا امین ہے۔ اقبال کے نزدیک انسان تقدیر کا محکوم نہیں بلکہ تقدیر ساز ہے، وہ زمان و مکان کی قیود سے بلند ہو کر اپنی ذات کے جوہر کو پہچانتا ہے اور کائنات میں بامعنی کردار ادا کرتا ہے۔ یہی وہ فکر ہے جو انسان کو ستاروں کی گردش سے آگے لے جا کر لامحدود امکانات سے روشناس کراتی ہے۔

اقبال کے فلسفۂ خودی میں انسان کی اصل قدر اس کے شعور، مقصدیت اور مسلسل ارتقا میں پوشیدہ ہے۔ وہ ایسا انسان نہیں چاہتے جو حالات کے سامنے سر جھکا دے بلکہ ایسا مردِ مومن مطلوب ہے جو اپنی

فکری و روحانی قوت سے زمانے کا رخ موڑ دے۔ ''مہ و ستارہ سے آگے مقام'' دراصل اسی انسانی عظمت، مسلسل جدوجہد اور آفاقی وژن کی علامت ہے۔

اگر اس مصرع کو عصرِ حاضر کی کسی شخصیت کے ساتھ مربوط کیا جائے تو ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی شخصیت اس فکری وسعت، ہمہ گیری اور آفاقی جہت کی بھرپور نمائندگی کرتی نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت ہیں جنہوں نے علم، عمل، فکر، روحانیت، سیاست، دعوت اور اصلاحِ معاشرہ کے میدانوں میں گہرے اور دیرپا نقوش ثبت کیے۔ وہ محض ایک فرد نہیں بلکہ ایک فکری تحریک کا نام ہیں، ایسی تحریک جو انسان کو اس کی اصل پہچان یاد دلاتی ہے اور اسے مہ و ستارہ سے آگے کے مقام کی طرف بلاتی ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری محض ایک عالمِ دین یا سیاسی راہنما نہیں بلکہ ایک ہمہ جہت فکری و عملی تحریک کا عنوان ہیں۔ انہوں نے دین کو محض رسوم و عبادات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے زندگی کے ہر شعبے علم، سیاست، معاشرت، معیشت، اخلاق اور روحانیت سے جوڑ کر پیش کیا۔

علمی میدان میں ڈاکٹر طاہر القادری کی خدمات غیر معمولی ہیں۔ قرآن، حدیث، فقہ، سیرت، تصوف، فلسفہ اور عصری علوم پر ان کی تصانیف اس بات کی گواہ ہیں کہ وہ علم کو جامد نہیں بلکہ زندہ اور متحرک حقیقت سمجھتے ہیں۔ ان کا پیغام یہ ہے کہ علم انسان کو محض معلومات نہیں دیتا بلکہ شعور، مقصد اور سمت عطا کرتا ہے اور یہی اقبال کے تصورِ خودی کا بنیادی تقاضا ہے۔

عملی سطح پر ان کی جدوجہد اصلاحِ معاشرہ کے گرد گھومتی ہے۔ امن، رواداری، بین المذاہب رواداری اور انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے ان کی کاوشیں عالمی سطح پر تسلیم کی گئی ہیں۔ یہ وہی آفاقی فکر ہے جس کی جھلک اقبال کے ہاں ملتی ہے، جہاں انسان محض اپنے قبیلے، قوم یا خطے تک محدود نہیں رہتا بلکہ پوری انسانیت کے لیے خیر کا پیغام بن جاتا ہے۔

روحانیت کے باب میں ڈاکٹر طاہر القادری نے تصوف کو عملی زندگی سے جوڑ کر پیش کیا۔ ان کے نزدیک روحانیت دنیا سے فرار نہیں بلکہ دنیا کو بہتر بنانے کا ذریعہ ہے۔ یہ تصور بھی اقبال کے اس پیغام سے ہم آہنگ ہے جس میں عشق، عمل اور شعور ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ باہم پیوست ہیں۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ

''مہ و ستارہ سے آگے مقام ہے جس کا''

کا عملی اظہار ہمیں ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی فکری وسعت، علمی گہرائی اور ہمہ گیر جدوجہد میں دکھائی دیتا ہے۔ وہ انسان کو اس کی اصل پہچان یاد دلاتے ہیں، اسے جمود سے نکال کر حرکت، مایوسی سے

نکال کر امید اور محدود سوچ سے نکال کر آفاقی وژن عطا کرتے ہیں۔ یہی اقبال کا خواب تھا اور یہی وہ راستہ ہے جو انسان کو نہ صرف ستاروں سے آگے لے جاتا ہے بلکہ اپنی ذات کی تکمیل اور انسانیت کی خدمت کی طرف بھی گامزن کرنا ہے۔

مزید غور کیا جائے تو یہ حقیقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ اقبالؒ کا تصورِ انسان محض نظریاتی نہیں بلکہ عملی تقاضوں سے بھرپور ہے۔ اقبالؒ کے نزدیک ''مہ و ستارہ سے آگے مقام'' پانے والا انسان وہ ہے جو اپنی ذات میں انقلاب پیدا کرے اور پھر اسی انقلاب کو معاشرے تک منتقل کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال فرد کو قوم کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ اگر فرد بیدار ہو جائے تو قوموں کی تقدیر بدل سکتی ہے۔

اسی زاویے سے ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جدوجہد کو دیکھا جائے تو ان کی فکر کا مرکز بھی انسان کی تعمیرِ نو ہے۔ وہ انسان کو صرف عبادت گزار نہیں بلکہ باکردار، باشعور، ذمہ دار اور فعال شہری بنانا چاہتے ہیں۔ ان کا پیغام یہ ہے کہ جب تک انسان اپنے باطن کو علم، اخلاق اور روحانیت سے منور نہیں کرتا، وہ بیرونی دنیا میں کوئی دیرپا تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ بالکل وہی نکتہ ہے جسے اقبال ''خودی کی بیداری'' کا نام دیتے ہیں۔

فکر اور تحریک کا امتزاج

ڈاکٹر طاہر القادری کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان کی فکر محض خطبات یا تحریروں تک محدود نہیں رہی بلکہ ایک منظم تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔ انہوں نے علم کو اداروں کی شکل دی، تربیت کو نظام بنایا اور دعوت کو عالمی سطح تک پہنچایا۔ یہ عمل اس بات کی دلیل ہے کہ وہ وقت کے دھارے کے ساتھ بہنے کے بجائے وقت کو نئی سمت دینے کا شعور رکھتے ہیں۔ یہی وہ وصف ہے جو اقبال کے مردِ مومن کو ''زمانے کا امام'' بناتا ہے۔

سیاست میں اخلاقی شعور

عصرِ حاضر میں سیاست کو عام طور پر مفادات، اقتدار اور طاقت کی کشمکش سمجھا جاتا ہے، مگر ڈاکٹر طاہر القادری نے سیاست کو اخلاق، دیانت اور عوامی خدمت سے جوڑنے کی کوشش کی۔ ان کے نزدیک سیاست اگر انسان کی فلاح، عدل کے قیام اور ظلم کے خاتمے کا ذریعہ نہ بنے تو وہ محض ایک کھیل رہ جاتی ہے۔ یہ تصور بھی اقبال کے سیاسی شعور سے ہم آہنگ ہے، جہاں سیاست دین سے جدا نہیں بلکہ اس کی عملی توسیع ہے۔

عالمی سطح پر آفاقی پیغام

ڈاکٹر طاہر القادری کی دعوت کسی ایک ملک یا قوم تک محدود نہیں رہی۔ انہوں نے مغرب میں اسلام کے پرامن، علمی اور انسان دوست تشخص کو اجاگر کیا۔ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف ان کا تاریخی فتویٰ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اسلام کو زندگی، امن اور انسانیت کا مذہب بنا کر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اقبال بھی یہی چاہتے تھے کہ مسلمان تنگ نظری اور جمود سے نکل کر آفاقی کردار ادا کریں اور دنیا کو امن وانصاف کا پیغام دیں۔

انسان، کائنات اور ذمہ داری کا شعور

اقبالؒ کے ہاں "مہ و ستارہ سے آگے مقام" محض رفعتِ مقام کا استعارہ نہیں بلکہ ذمہ داری کے بوجھ کی علامت بھی ہے۔ جتنا بلند مقام، اتنی ہی بڑی ذمہ داری۔ اقبال کے نزدیک انسان کائنات میں تماشائی نہیں بلکہ شریکِ تخلیق ہے، جو اپنے ارادے، نیت اور عمل سے کائناتی نظم میں معنویت پیدا کرتا ہے۔ یہ تصور انسان کو غرور نہیں بلکہ جواب دہی کا احساس دیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی فکر میں بھی یہی ذمہ داری مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ علم کو امتیاز نہیں بلکہ امانت سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک عالم وہی ہے جو علم کو عوام کی رہنمائی، معاشرے کی اصلاح اور ظلم کے خلاف آواز بنانے کے لیے استعمال کرے۔ یہ شعور انسان کو محض ستاروں سے آگے نہیں لے جاتا بلکہ اسے انسانیت کے سامنے جواب دہ بھی بناتا ہے۔

جمود کے خلاف فکری بغاوت

اقبالؒ کی شاعری کا ایک نمایاں وصف جمود کے خلاف بغاوت ہے۔ وہ روایت پرستی، اندھی تقلید اور ذہنی غلامی کو انسان کے لیے سب سے بڑی زنجیر سمجھتے ہیں۔ "مہ و ستارہ سے آگے" دراصل اس ذہنی قید سے آزادی کا اعلان ہے، جہاں انسان ماضی کا قیدی بننے کے بجائے مستقبل کا معمار بنتا ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری کی جدوجہد بھی فکری جمود کو توڑنے کی ایک مسلسل کوشش ہے۔ انہوں نے دین کو خوف، سختی اور تنگ نظری کے حصار سے نکال کر دلیل، محبت اور حکمت کی زبان میں پیش کیا۔ یہ انداز نوجوان ذہن کو سوال کرنے، سوچنے اور تخلیقی بننے کا حوصلہ دیتا ہے۔ یہی وہ فکری آزادی ہے جسے اقبال انسان کی اصل معراج سمجھتے ہیں۔

علم اور وجدان کا امتزاج

اقبالؒ کے نزدیک علم اگر وجدان سے خالی ہو تو وہ خشک عقل بن جاتا ہے، اور وجدان اگر علم سے محروم ہو تو وہ گمراہی میں بدل سکتا ہے۔ اس لیے اقبال علم اور عشق، عقل اور دل کے امتزاج پر زور دیتے ہیں۔ "مہ و ستارہ سے آگے" وہی جا سکتا ہے جو ان دونوں قوتوں کو یکجا کر لیتا ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی شخصیت میں بھی یہ امتزاج نمایاں ہے۔ ایک طرف وہ دقیق علمی مباحث، فقہی دلائل اور تحقیقی معیار رکھتے ہیں، تو دوسری طرف روحانی کیفیات، ذکر، تزکیۂ نفس اور اخلاقی تربیت کو نظر انداز نہیں کرتے۔

روحانی بلندی اور اخلاقی جمال

اقبالؒ کے نزدیک اصل بلندی ظاہری طاقت یا سائنسی ترقی نہیں بلکہ اخلاقی عظمت ہے۔ اگر انسان اخلاق میں پست ہو تو وہ چاہے چاند پر پہنچ جائے، پھر بھی مہ و ستارہ سے آگے نہیں جاتا۔ اس لیے اقبال اخلاق، صداقت، خودداری اور وفا کو انسانی عظمت کا معیار قرار دیتے ہیں۔

ڈاکٹر طاہر القادری کی فکر میں بھی اخلاق مرکزی قدر ہے۔ وہ تبدیلی کا آغاز فقط نعروں سے نہیں بلکہ کردار کی اصلاح سے کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک معاشرہ اسی وقت بلند ہو سکتا ہے جب فرد سچ، عدل، صبر اور خدمت کو اپنی زندگی کا اصول بنا لے۔

یوں یہ کہا جا سکتا ہے کہ

"مہ و ستارہ سے آگے مقام ہے جس کا"

ایک ایسا فکری تسلسل ہے جو اقبالؒ کے خواب سے نکل کر عصرِ حاضر میں نئی صورتوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی فکر و جد و جہد اسی تسلسل کی ایک معاصر تعبیر ہے، جو انسان کو طاقت نہیں بلکہ شعور، شہرت نہیں بلکہ خدمت، اور بلندی نہیں بلکہ ذمہ داری کا راستہ دکھاتی ہے۔

VOICES OF YOUTH

Inspired by SHAYKH-UL-ISLAM Vision and Character

Rabia Shafaq
(General Secretary
Mustafavi Sisters Pakistan)

The inspiring messages shared by young adults and teenagers reflect how Shaykh-ul-Islam Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri's personality, vision, and character continue to shape hearts and minds across generations. These voices from students, emerging professionals, and youth under thirty, highlight the attributes that resonate most deeply with them: intellectual depth, spiritual clarity, moral leadership, and an unwavering commitment to nurturing balanced, purpose-driven lives. Their reflections stand as living testimony to how Shaykh-ul-Islam's guidance translates timeless Islamic values into practical inspiration for today's youth.

Allama Iqbal envisioned youth as the true architects of a nation's destiny, awakened in thought, firm in character, and elevated in purpose. In Shaykh-ul-Islam's mission, this vision finds a living expression: a generation intellectually awakened, spiritually rooted, and socially responsible. As Iqbal beautifully states:

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

These messages reflect that very promise - hearts nurtured with faith, minds empowered with knowledge, and youth rising with confidence, clarity, and conviction.

RABIA SHAFAQ

(General Secretary Mustafavi Sisters Pakistan) Lahore

Student in Doctor of Physiotherapy (Rashid Latif Medical College)

- Shaykh ul Islam has inspired within me the true meaning of life. There is no single aspect that I can point to in order to specify how he has inspired me, for he is my Shaykh and Murabbi. His love for knowledge and his never-ending quest for it, his unwavering commitment to the promotion of Deen, and the depth of his dedication to this service are truly unbelievable. These qualities are easy to observe, yet behind them lies a continuous struggle, moment by moment, through which he has acquired and attained what he embodies today. His entire life is an inspiration. Alhamdulillāh
- In a time when the youth are searching for direction, identity, and purpose, Shaykh-ul-Islams balanced personality and balanced approach to life offers a clear path. His consistency, discipline, and relentless pursuit of knowledge. If the youngsters of today seek a role model who embodies Deen with balance, depth, and mercy, they need only look at His lifelong services, His discipline and His work.
- May Allah grant Shaykh ul Islam a long life filled with health, strength, and continued barakah. Your balanced personality, unwavering discipline, and lifelong dedication to knowledge and the service of Deen continue to inspire hearts, they're especially a light of hope in the darkness of chaos for the youth of today, and a reason of offering healing to countless hearts. May Allah preserve you as a source of light, guidance, and benefit for the Ummah. Alhamdulillāh.

وردہ ناز

(ڈپٹی جنرل سیکرٹری مصطفوی سسٹرز پاکستان، بی ایس کیمسٹری، یونیورسٹی آف سیالکوٹ)

ڈاکٹر شیخ الاسلام محمد طاہرالقادری عصرِ حاضر کے اُن عظیم قائدین میں سے ہیں جو حق بات پر ڈٹ جانے کا حوصلہ اور شعور عطا کرتے ہیں۔آپ کی شخصیت علم، فکر اور کردار کا حسین امتزاج ہے۔آج کے پُرفتن دور میں آپ نوجوان نسل

کے دلوں میں حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت کو ازسرِنو زندہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر طاہرالقادری نوجوانوں کو صرف علم ہی نہیں دیتے بلکہ اُن کے اندر فکری بیداری، شعور اور وہ جرأت پیدا کرتے ہیں جو انہیں سچائی اور دینِ اسلام کے مضبوط قلعے کی طرف لے جاتی ہے۔آپ کی تعلیمات نوجوانوں کو مثبت سوچ، امن، برداشت اور دین سے عملی وابستگی کی طرف راغب کرتی ہیں۔

اللہ پاک حضور شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری کو لمبی، صحت مند زندگی عطا فرمائے اور ہمیں اُن کی تعلیمات اور فرمودات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

SYEDA AREEBA NOOR BUKHARI

Student MPhil (English Literature)

Age: 23 Sheikhupura

1- He has inspired me through his research work and his dedication in the field of Tasawuff .

2- The deep study and contemplation in each research topic

3- You are a hope for millions of broken hearts may almighty Allah always guide you to guide those broken hearts towards the qurbah of Allah SWT

MUHAMMAD JUNAID

(President, Islamic Guidance Club UCP)

Age: 22 Lahore

- Dr. Tahir-ul-Qadri has inspired me through his visionary scholarship, clarity of thought, and lifelong commitment to the revival of Qur'anic values in the modern world. His balanced approach and intellectual courage continue to guide and motivate me.
- Shaykh-ul-Islam's love, dedication, and unwavering commitment to his work inspire me the most. His passion and consistency teach the youth that real change comes through sincerity, discipline, and lifelong devotion to a noble mission.
- Respected Shaykh-ul-Islam Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri, on your 75th birthday, I humbly express my heartfelt respect and gratitude for your lifelong services to Islam, knowledge, and the Muslim Ummah. Your visionary scholarship and balanced guidance have illuminated the path for countless students, including myself. As a student and President of the Islamic Guidance Club, I am deeply inspired by your love, dedication, and

unwavering commitment to your mission. May Allah Almighty grant you long life in good health, accept your noble efforts, and continue to benefit the Ummah through your knowledge and leadership. Ameen.

ABUBAKAR HABIB CHOHAN

Manager Islamic Research, Islamic Guidance Club (UCP) Age: 19 years Lahore

- His intellectual reconstruction of Islamic thought. As a research manager and student of logic, I am deeply moved by how he bridges the gap between ancient Islamic tradition and modern contemporary challenges. He has proven to the youth that faith and reason are not contradictory but complementary, inspiring us to be intellectually confident Muslims.
- Despite the changing tides of time, his dedication to reading, writing, and spreading knowledge remains constant. For us youth, this teaches that true impact comes not from momentary passion, but from a lifetime of disciplined struggle and time management.
- Respected Shaykh-ul-Islam, on your 75th birthday, I wish to express my deepest gratitude for your lifelong services to the Ummah. You have been a beacon of light in an era of confusion, guiding the youth back to the peaceful and spiritual essence of Islam. Your work has given us the conceptual clarity to hold our identity high in the modern world. May Allah Almighty grant your excellent health, a long life, and the strength to continue your mission of peace and inclusion. We, the youth of Pakistan, pledge to carry forward your legacy of knowledge and tolerance. A very Happy 75th Birthday to you

MALAIKA MUSTAFAVI

(Supervisor Spiritual & Moral Unit Mustafavi Sisters) Age: 22 Lalian

University of Punjab (BS Applied Psychology)

- Dr. Tahir-ul-Qadri has inspired me most through his deep and unwavering love for Allah Almighty, which he beautifully explains through the wisdom of Masnavi of Maulana Rumi. Through his teachings, he has helped me understand how a servant's relationship with Allah should be rooted in sincerity, spiritual

longing, and divine love. He highlights the true demand of love between the soul and its Creator, reminding us that the love of this world is temporary and perishable, whereas the love of Allah is eternal and everlasting. This perspective has profoundly shaped my understanding of spirituality and purpose in life.

- One quality of Shaykh-ul-Islam that the youth should adopt: One of the most important qualities that the youth should adopt from Shaykh-ul-Islam is his strong focus on self-purification and nurturing a deep spiritual connection with Allah Almighty. His life teaches us how to walk a balanced path between Deen and Dunya—how to grow intellectually, serve humanity globally, and promote peace, harmony, faith, and spirituality, without ever weakening one's relationship with Allah. Despite his vast contributions at international, intellectual, and spiritual levels, he has never compromised on his bond with Allah, always keeping it as his highest priority. This balance is a powerful lesson for today's youth.
- May Allah Almighty grant Shaykh-ul-Islam Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri a long life filled with health, نور and برکت. Through his words, we gain knowledge, and through his life, we find inspiration. May Allah continue to make him a source of wisdom, guidance, and benefit for humanity. Ameen.

NAFEESA ABDUL QAYYUM

(Student in BS Psychology from UCP)
Age: 21 City: Lahore

- His remarkable personality, deep humility, and respectful attitude toward others. What inspires me most is how he beautifully connects the modern world and scientific understanding with the teachings of the Qur'an. He does not limit his discourse to fiqhi issues or Islamic conflicts alone; rather, he addresses them in a wise, balanced, and non-controversial manner that promotes understanding and unity.
- Humility, striving to remain simple, grounded, and respectful in all aspects of life. Do not be so overly indulged in this materialistic world.

- Heartfelt birthday wishes to Shaykh-ul-Islam Dr. Tahir-ul-Qadri. May Allah grant him long life, continued health, and success in spreading knowledge, wisdom, and peace. May his efforts continue to inspire generations. Aameen

SAADIA BATOOL

(Supervisor Intellectual unit mustafavi sisters)
Age:31 Islamabad
PhD Chemistry continue from Quaid e Azam university Islamabad

- My beloved shaykh inspired me the most from his love of Aqaa karem (blessings be upon him) and his beautiful personality submerged in following Sunnah from every aspect.
- Time management
- Allah Pak bless our shaykh and enhanced his ranks and keep his shade over us till qayamah. May Allah Pak transform us just like our beloved shaykh want us to be in manners, khulq, ishq and adab of Aqaa kareem (blessings be upon him) and make us coolness of eye for our beloved Shaykh.

HIFZA RAJPOOT

(Lead Bhawalnagar Chapter IWAZ Task Force Club) Bahawalnagar

- Dr Tahir-ul-Qadri has inspired me the most through his unwavering commitment to knowledge, peace, and intellectual revival of the Ummah. His scholarly depth, balanced interpretation of Islam, and tireless efforts for education and interfaith harmony have motivated me to pursue learning with purpose and responsibility.
- One quality of Shaykh-ul-Islam that the youth should adopt is love for knowledge combined with character. He teaches that true success lies not only in academic excellence but also in moral integrity, discipline, and service to humanity.
- Happy Birthday, Shaykh-ul-Islam! May Allah grant you long life, good health, and continued strength to guide the Ummah through

knowledge, wisdom, and peace. Your services to Islam and humanity are a source of inspiration for generations. Ameen.

AMMARA MAQSOOD QADRI

(Head, Seekers Club Minhaj University Lahore)

- As an educator and Head of Seekers Club, I am most inspired by Shaykh ul Islam Dr. Tahir-ulQadri's systematic integration of deep scholarship with practical reform. He does not merely teach, he empowers. His approach grounding contemporary challenges in authentic Islamic principles while promoting rational discourse, gender justice, and social ethics, it offers a replicable model for leadership. He has shown me how conviction, when coupled with compassion and clarity, can mobilize minds and hearts toward meaningful, institutional change.
- The quality I consistently emphasize to my students and team is Principled Adaptability. Shaykh ul Islam exemplifies how one can hold firmly to core values while engaging thoughtfully with a changing world. For today's youth and indeed, for any emerging leader, this means staying rooted in ethics and knowledge, yet remaining agile enough to innovate, include, and inspire across diverse settings. It is the balance between integrity and relevance.
- On this cherished occasion, I honor not only the milestone of your birth but the legacy of enlightenment you tirelessly build. May Allah (S.W.T) grant you enduring health and vigor as you continue to guide, teach, and transform (Amen). Your life is a testament to how one individual's dedication can uplift entire communities and for that, I am eternally grateful. From Seeker Club MUL, we send oceans of prayers and heartfelt duas for our esteemed Founder and Mentor. We are eternally grateful to Allah Almighty for blessing us with such a visionary leader, a lighthouse of knowledge, a fortress of faith, and a river of divine love.

MUHAMMAD WAQAS ADVOCATE

(Chief Executive Officer IWAZ- Task Force Club)

- ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے مجھے سب سے زیادہ اپنی ہمہ جہت شخصیت، علم دوستی اور نوجوانوں کی فکری و اخلاقی تربیت کے وژن سے متاثر کیا ہے۔ انہوں نے دین کو محض عبادات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے زندگی کے ہر شعبے — تعلیم، سیاست، معاشرت اور اخلاق

سے جوڑ کر پیش کیا۔ ان کی گفتگو میں دلیل، برداشت اور اصلاح کا پہلو نمایاں ہوتا ہے جو ایک نوجوان کو شدت پسندی کے بجائے اعتدال، شعور اور مثبت عمل کی طرف لے جاتا ہے۔

مزید یہ کہ شیخ الاسلام نے جدید تقاضوں کے مطابق نوجوانوں کو تعلیم، تحقیق اور کردار سازی کی طرف متوجہ کیا۔ ان کی علمی خدمات، بین المذاہب ہم آہنگی اور امن کے پیغامات آج کے نوجوان کے لیے فکری رہنمائی کا مضبوط ذریعہ ہیں۔

- شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سب سے نمایاں خوبی علم کے ساتھ عمل اور برداشت کے ساتھ استقامت ہے، جسے نوجوانوں کو ضرور اپنانا چاہیے۔ مجھے ان کی یہ خوبی بہت متاثر کرتی ہے کہ وہ اختلاف کے باوجود مکالمے پر یقین رکھتے ہیں اور دلیل، تحقیق اور اخلاق کو ہمیشہ فوقیت دیتے ہیں۔ یہ خوبی نوجوانوں کو جذباتی ردِ عمل کے بجائے فکری پختگی عطا کرتی ہے۔

ان کی زندگی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ مستقل مزاجی، دیانت اور مقصد سے وابستگی ہی حقیقی کامیابی کی بنیاد ہے۔ اگر نوجوان اس وصف کو اپنا لیں تو وہ نہ صرف اپنی ذات بلکہ معاشرے کے لیے بھی مثبت تبدیلی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

- شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو یومِ پیدائش کے موقع پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ کی پوری زندگی علم، تحقیق، اصلاحِ معاشرہ اور نوجوان نسل کی فکری رہنمائی کے لیے وقف رہی ہے۔ آپ نے اپنے عمل اور فکر سے یہ ثابت کیا کہ علم جب اخلاص کے ساتھ جُڑ جائے تو وہ قوموں کی تقدیر بدل دیتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ ربّ العزت آپ کو صحت، عافیت اور مزید توفیق عطا فرمائے تاکہ آپ کی علمی و فکری خدمات کا یہ سلسلہ آئندہ نسلوں کے لیے بھی مشعلِ راہ بنا رہے۔ اللہ آپ کے علم کو صدقۂ جاریہ بنائے اور ہمیں اس سے رہنمائی حاصل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

صدف مقبول (لیکچرار IMCB Badhana اسلام آباد)

ڈاکٹر طاہر القادری کی مظلوموں اور نوجوانوں کے لیے آپ کی خدمات اور بغیر ہمت ہارے مسلسل کاوش نے مجھے ہمیشہ سے بہت متاثر کیا ہے۔ انسان حیران رہ جاتا ہے یہ دیکھ کر کہ پوری دنیا میں مقیم نوجوانوں کی تربیت کے لیے آپ بے حد محنت کر رہے ہیں، مجھے الھدایہ 2025ء کے آپ کے لیکچرز سننے کا اتفاق ہوا، روح کو جھنجھوڑ دینے والے لیکچرز تھے۔ اور آئندہ کے لیے بھی ہمیشہ الھدایہ کے لیکچرز سے جڑے رہنے کا عزم باندھا ہے۔ دعا گو ہوں کہ اللہ پاک صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

RAFIA SHAHEEN

Age: 24 years Attock

BS English (Virtual University)

- ہمارے معاشرے میں اس وقت اخلاقی زوال ایک سنگین حقیقت بن چکا ہے۔ معاشرتی اقدار دم توڑتی جا رہی ہیں. یہاں تک کہ وہ شخصیات بھی، جن پر اخلاقی و روحانی تربیت کی ذمہ داری ہے، بعض اوقات خود اخلاقی معیار پر پوری نہیں اترتیں۔ ایسے انتشار زدہ ماحول میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی شخصیت ایک روشن مینار کی طرح نظر آتی ہے۔

میرے لیے آپ کی سب سے زیادہ متاثر کرنے والی بات آپ کا اعلیٰ اخلاق، متوازن طرزِ فکر اور کردار کی مضبوطی ہے۔ میں نے جب بھی آپ کے خطابات، یا انٹرویوز سنے تو ہمیشہ آپ کو اختلاف کے باوجود احترام کا دامن تھامے ہوئے پایا۔ آپ نے کبھی بدکلامی، نفرت یا

تضحیک کا راستہ اختیار نہیں کیا بلکہ ہمیشہ دلیل، حکمت اور شائستگی سے بات کی۔ آپ کا پیغام محبت، امن، رواداری اور باہمی احترام پر مبنی ہے، جو آج کے معاشرے کی ایک بنیادی ضرورت بن چکا ہے۔ بلاشبہ آپ صرف علم کا سمندر ہی نہیں بلکہ عملی اخلاق کا آئینہ بھی ہیں۔

- شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کی زندگی اس بات کا عملی نمونہ ہے کہ علم کے ساتھ عاجزی، کردار کے ساتھ تحمل و بردباری اور جدوجہد کے ساتھ اخلاص انسان کو باوقار بناتا ہے. اور یہ سب علم کے ساتھ جڑے بغیر ممکن نہیں. یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام بچپن سے ہی کتابوں سے لگاؤ رکھتے تھے. آپ کی علمی سلطنت کی بنیاد مطالعہ سے محبت ہے. آپ بچپن میں مختلف تفریحات پر پیسے خرچ کرنے کی بجائے اپنے جیب خرچ سے کتابیں خریدا کرتے تھے. نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ کتابوں سے اپنا رشتہ مضبوط کریں تاکہ نفرت اور شدت پسندی سے دور رہ سکیں اور اپنی بات دلیل اور اخلاق کے دائرے میں رہ کر پیش کرنا سیکھ سکیں۔

FOUZIA MALIK

Student LLB hons (Shariah & Law)

International Islamic university Islamabad

Age: 24 years Rawalpindi

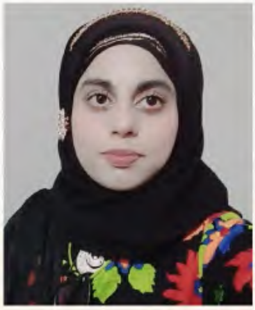

- Shaykh-ul-Islam Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri has inspired me most through his lifelong devotion to knowledge, spiritual reform, and peaceful revival of the Ummah. His scholarly depth, unmatched clarity of thought, and ability to address modern challenges through the timeless guidance of the Qur'an and Sunnah make him a truly transformative leader. More than a scholar, he is a Murabbi of minds and hearts, nurturing generations with wisdom, balance, and purpose. His message of love, moderation, and constructive citizenship continues to shape individuals into responsible servants of faith and society.
- The most vital quality of Shaykh-ul-Islam that today's youth should adopt is his discipline in seeking knowledge coupled with humility and moral excellence. He teaches that real leadership is built through consistent struggle, patience, sincerity, and service, not shortcuts or superficial success. His life reflects that knowledge must refine character, and faith must translate into action. If the youth internalize this balance, they can become true agents of positive change in society.
- May Allah Almighty, by His infinite mercy, grant you long life, complete health, and ever-increasing barakah. May your illuminating presence continue to be a source of guidance, wisdom, and spiritual strength for the Ummah. May Allah preserve you as a beacon of knowledge, peace, and reform, and enable generations to benefit from your sacred mission. Ameen Ya Rabb-ul-Alameen.

MAHNOOR FATIMA MAHMOOD

Age: 21 Lahore
(Core Team member women
wing (IWAZ-Task Force Club)

- Dr Tahir-ul-Qadri has inspired me the most through his unwavering commitment to knowledge, peace, and reform. His scholarly work, clear vision for youth empowerment, and tireless efforts for education and harmony have deeply influenced my thinking. He motivates young people to seek excellence, discipline, and moral integrity while remaining connected to faith and society.
- The most important quality of Shaykh-ul-Islam that youth should adopt is love for knowledge combined with character building. His dedication to education, patience, tolerance, and service to humanity teaches young people to become responsible, ethical, and intellectually strong individuals who work for positive change in society.
- On this blessed occasion of your birthday, we pray that Allah Almighty grants Shaykh-ul-Islam Dr Tahir-ul-Qadri long life, good health, and continuous strength to carry forward his noble mission. His tireless efforts in spreading knowledge, promoting peace, and guiding the youth towards education, discipline, and moral excellence are a source of inspiration for millions around the world. May Allah continue to shower His mercy upon him and enable him to enlighten future generations with wisdom, sincerity, and vision. May his leadership remain a guiding light for the Ummah, and may his contributions toward faith, humanity, and intellectual revival continue to bear lasting fruit. Ameen.

We are

PROFOUNDLY

GRATEFUL to Allah ALMIGHTY FOR

BLESSING

THE UMMAH WITH YOUR EXTRAORDINARY
LEADERSHIP & LIFELONG SERVICE TO ISLAM & HUMANITY

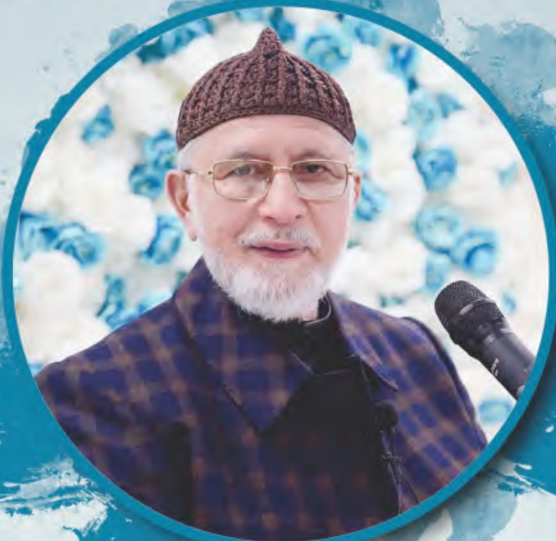

Respected and beloved Shaykh-ul-Islam Dr. Muhammad Tahir-ul-Qadri, your scholarly, spiritual, and reformative work has transformed lives across the globe, bringing clarity, balance, and hope to countless hearts. In today's rapidly changing world, your message of peace, moderation, and unity remains deeply relevant — especially in the Western world — as it guides Muslims to live with faith, wisdom, and harmony within modern societies. Your teachings continue to inspire the next generation with a vision of Islam rooted in knowledge, compassion, and service. You have also empowered women worldwide, encouraging their education, leadership, and meaningful contribution to both religious and social spheres. On this blessed occasion, we offer our heartfelt congratulations and prayers for your continued health, strength, and success. May Allah Almighty grant you a long life filled with further achievements and enable us to serve this noble cause under your inspiring guidance. Ameen.

With deep regards,

Minhaj Women League QLD, Australia Team

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM LAHORE FEB-2026
Regd CPL No.45